



بدکار

ماترہ را چہوت

بدکار
ماہی راجپوت

آج پھر تم پر پیار آیا ہے
بے حد اور بے شمار آیا ہے

تو ہی میری آوارگی
تو ہی دعا ہر شام کی

— سالار — سالار — سالار درانی
وہ شدید غصے کی حالت میں اُس کے کمرے میں آئی مگر وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر فل والیوم
— میں گانے لگانے سکریں پر نظریں جمائے صوفے پر لیٹا ہوا تھا

— اُس نے ایک نظر بھی اٹھا کر اُس کی طرف نہ دیکھا

تمہاری جرأت کیسے ہوئی مجھے اگنور کرنے کی۔۔۔ وہ انتہائی غصے کی حالت میں اس کے سامنے کھڑی ہوئی

جب اُس نے ایک نظر اپنے سامنے کھڑی بوٹل گرین کمر کی ساڑھی باندھے جس کا گلہ بہت ڈیپ تھا اسٹیکنگ کیے گئے بال جو کہ سٹیپ میں کٹے ہوئے تھے خوبصورتی سے میک اپ کیے، سبز کانچ جیسی آنکھوں اور مری ہوئی پلکوں والی دو آتشہ حسن کی مالک عالین کیانی کی طرف دیکھا

ہاٹ۔۔۔ ویری ہاٹ۔۔۔ ویری ویری ہاٹ۔۔۔ سالار درانی نے اس کو سر تا پیر دیکھتے ہوئے کہا

مجھے اندازہ لگانا مشکل ہے کہ سکرین کا منظر زیادہ ہاٹ ہے۔ یا پھر سامنے کھڑی عالین کیانی

— سالار نے ایک آنکھ دباتے ہوئے عالین کیانی کی طرف مسکراہٹ اچھالی

— وہ جوشدید غصے میں آئی تھی اُس کی اس بات پر جھینپ اُٹھی

شرم کرو سالار درانی — دو جوان بیٹیوں کے باپ ہو تم — اُس کے باوجود ٹھکر پن سے
— باز نہیں آتے

— سالار درانی صوفے سے اٹھتا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اُس کی طرف بڑھا

اور پھر اُس کی ویسٹ پر ہاتھ رکھے اُسے اپنے قریب کیا —، اور اُس کی طرف جھکایاں تک
— کہ عالین کیانی نے اپنے چہرے پر اُس کی سانسیں محسوس کیں

وہ اپنی آنکھیں بند کرتی اُس کی قربت کو محسوس کرنے لگی — جب وہ اُس کے کانوں کے
— قریب اپنے لب لایا

جس کی اس قدر حسین بیوی ہو وہ شخص تو عمر کے آخری حصے میں بھی ٹھکر سے باز نہ
 آئے

وہ اس کے کان کو اپنے لبوں میں دباتا ہوا اپنے ہونٹوں کا لمس اُس کی گردن پر چھوڑنے
 لگا

تھوڑی دیر کے بعد وہ اس سے دور ہٹا
 وہ جو آنکھیں بند کیے مکمل طور پر سالار درانی کی قربت میں مدہوش تھی اس کے پیچھے ہٹنے پر
 بد مزہ ہوئی

اُس نے آنکھیں کھولے اُس کی طرف دیکھا۔ خوبصورت لب آہستہ سے ہلے

کیا بات ہے سالار تم رک کیوں گئے؟؟ عالین نے نشیلی آواز میں سالار سے کہا

میرے خیال سے ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔ عنود کے آنے کا ٹائم ہونے والا ہے اور تم
 جانتی ہو میری بیٹی کو انتظار کرنا سخت نا پسند ہے

Whatever Salar__
 I don't care about anyone if you are with me__ so please
 come and make some love with me__ please salar
 don't spoil my mood__ come and make these moments
 very special__

وہ آگے بڑھتے ہوئے سالار درانی پر جھکی اور اُس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ ثبت کر
 دیئے۔

کافی دیر سالار کی سانسوں کے ساتھ اپنی سانسوں کا تبادلہ کرنے کے بعد اب عالین کیانی کا
 رخ سالار کی گردن پر تھا اُس نے اپنے ہونٹ سالار کی گردن پر رکھے اور ایک ہاتھ سے اُس
 کی شرٹ کے بٹن کھولنے لگی۔

سالار درانی کی سانسیں تھم چکی تھیں وہ نہ چاہتے ہوئے بھی عالین کیانی کو اس کی من
 مرضیاں کرنے دیتا رہا۔

عالین نے اس کو شرٹ لیس کیا۔ اور اب اُس کے سینے پر جھکی اپنی شدتیں دکھانے لگی۔

سالار درانی نے اُسے بالوں سے پکڑ کر پیچھے کیا اور اب اُس کی ٹھوڑی کو اپنے ہاتھوں میں لیے اُس کے ہونٹوں کا جام پینے لگا۔

اب سالار نے اُسے بانہوں میں اٹھا کر وہیں صوفے پر لٹایا اور اس پر جھک کر اس کے جسم پر جا بجا بوسہ دینے لگا۔

سالار نے جیسے ہی اُس کے پیٹ پر ہونٹ رکھے عالین کانپ اُٹھی۔

I love you ibtihaz_I love you so much ibtihaz_

میں بہت ترسی ہوں تمہارے لمس کے لئے۔ پلیز مجھے چھوڑ کر مت جانا۔

—عالین مدہوشی میں بول رہی تھی اور سالار درانی فوراً سے اُس کے اوپر سے اُٹھا

—اور پھر ایک نظر اُسے دیکھنے کے بعد اُس کے کانوں کے قریب سرگوشی کی

—میں اب تاج نہیں ہوں عالین — میں سالار ہوں — تمہارا شوہر

—سالار درانی کے لہجے میں شکستگی تھی جسے عالین نے بھی محسوس کیا

، —عالین نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں اور پھر سالار سے نظریں چراتی صوفے سے اُٹھی

—سالار نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف کیا

—آئی ایم سوری سالار — وہ پتا نہیں کیسے — میرے منہ سے نکل گیا

—عالین اپنی صفائی پیش کرنے لگی

— اُس اوکے عالین — مجھے اب عادت ہو چکی یے
— تم ریسٹ کرو پھر آدھے گھنٹے تک ایئر پورٹ کے لئے نکلنا ہے

سالار نے عالین کی طرف پشت کیے ہی اُسے حکم دیا اور اپنی شرٹ پہنتا کمرے سے نکل
— گیا

عالین وہیں صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھی — میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی
— اب تہاج

کبھی معاف نہیں کروں گی — اب وقت آگیا ہے تم سے سامنا کرنے کا اب تہاج — جسٹ
ویٹ اینڈ وایچ — تم نے عالین کیانی کی محبت اس کی دیوانگی دیکھی تھی اب تم عالین کیانی
— کا انتقام دیکھو گے

ہا ہا ہا ہا وہ کیا ہے ناں عالین تو ہے ہی بدکار۔
 ایک ایک مرد کی بدکاری دنیا کے سامنے نہ
 سالار۔ آہ میرا سالار۔ مجھے معاف کر دو۔
 بدکار عورت ہوں جو پچھلے اٹھارہ سالوں سے اپنے
 سابقہ عاشق کا نام لیتی ہے۔ مجھ سے بڑھ کر

سالار۔ آہ میرا سالار۔ مجھے معاف کر دو۔ میں تمہاری گنہگار ہوں۔ میں واقعی ایک
بدکار عورت ہوں جو پچھلے اٹھارہ سالوں سے اپنے ہی شوہر کے ساتھ قربت کے لمحوں میں
۔۔۔ سابقہ عاشق کا نام لیتی ہے۔ مجھ سے بڑھ کر بدکار کون ہو سکتی

۔۔۔ عا لین کیانی وہیں بیٹھے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

♥♥♥♥♥

_____عالمین کیانی وہیں بیٹھے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی



عائین لیائی وہیں بیٹھے پھوٹ پھوٹ کر روئے گی

♥♥♥♥♥

اسلام آباد شہر کے پوش ایریا میں کئی کنال پر مشتمل شاہ حویلی دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ کر دیتی تھیں۔ ایک سفید رنگ کا آہنی گیٹ پار کرتے حویلی میں داخل ہوں تو ایک خوبصورت لان جس کے نیچوں بیچ ایک فوارہ بنایا گیا تھا۔ لان کو خوبصورت طرح طرح کے پھولوں سے قابل دید بنایا گیا تھا۔ لان میں دوڑتے مور اور بطخیں اس حویلی کی خوبصورتی

Fore more visit: <https://exponovels.com/> <mailto:exponovels@gmail.com>

میں اضافہ کرتی ہیں۔ پورچ سے ہوتے ہوئے جونہی اندر آئیں تو حویلی کے اندر کا منظر دیکھنے والوں کو ساکت کر دیتا ہے۔ حویلی دیکھ کر ہی اس کے مکینوں کی امارت اور اعلیٰ زوق کا پتا چلتا ہے۔ شاہ حویلی کے ہال کو بیرون ممالک سے کرٹنرز ڈیکوریشن پیسز والے کلاک صوفے سے سجایا گیا ہے

شاہ حویلی میں رونق لگی ہوئی تھی۔ حویلی کی مالکن جن کو بی جان کہا جاتا ہے وہ اسٹک کے سہارے پورے گھر میں چیکنگ کر رہی تھیں

خوشی کا سماں تھا اس حویلی میں۔ ملازم بھاگ دوڑ کر کام کر رہے تھے۔ بی جان اب آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ڈاننگ روم کی طرف بڑھیں۔ جہاں گھر کے تمام افراد ناشتے کے میز پر ان کا انتظار کر رہے تھے

گڈ مارنگ بی جان۔ سب لوگ یک زبان ہو کر بولے

بی جان مسکراتے ہوئے سربراہی کر سی پر بیٹھی اور اپنے خاندان کو مسکراتی نظروں سے
— دیکھا

بی جان کا تعلق اس ملک کے مذہبی گھرانے سے تھا ان کے شوہر امیر شاہ بخاری ایک
مشہور کاروباری شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جاگیردار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے
— دولت کی ریل پیل نے بھی انہیں کبھی گمراہ نہ ہونے دیا

ان کے تین بیٹے تھے۔ بڑے بیٹے حیدر شاہ بخاری۔ منجھلے بیٹے واسق شاہ بخاری اور
— سب سے لاڈلے اور چھوٹے بیٹے ابہاج شاہ

حیدر شاہ کی شادی اپنے سے پانچ سال بڑی شازیہ بیگم سے ہوئی اور ان سے ان کی دو
— اولادیں پیدا ہوئیں

زاوق حیدر شاہ — سدید حیدر شاہ

دوسرے بیٹے واسق شاہ کی شادی اپنی کلاس فیلو سے ہوئی جن کا ایک ہی بیٹا تھا زاتم شاہ۔
واسق شاہ اپنی فیملی سمیت بیرون ملک مقیم تھے

اور اب تاج شاہ کی شادی ان کی کزن زامیہ شاہ سے کی گئی جن کی ایک ہی بیٹی تھی جو ان کی
— شادی کے پانچ سال بعد پیدا ہوئی۔ اس گھر کی اکلوتی بیٹی اور پوتی التفات شاہ

— التفات کہاں ہے؟؟ بی جان نے مسکراتے ہوئے پوچھا

— میں یہاں ہوں دادی جان — التفات شاہ نے پیچھے سے بی جان کو پیار سے ہگ کیا

— بی جان نے اپنی لاڈلی پوتی کو دیکھا اور کھل اٹھیں

التفات شاہ پانچ فٹ کی خوبصورت نین و نقوش والی لمبے سیاہ بال سرخ و سفید رنگت کی
مالک ایک معصوم سی لڑکی تھی جو کہ ایف ایس سی پری میڈیکل کی سٹوڈنٹ تھی۔ ہنس مکھ
— شفاف چہرے والی التفات شاہ گھر بھر کی لاڈلی تھی

وہ اب ان کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی۔ ناشتے کے بعد سب لوگ دوبارہ
— سے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے

— بی جان جیسے ہی اپنے کمرے میں جانے لگیں ایک خوبصورت آواز پر ٹھٹھک گئیں

Hey Beautifullady__

Howareyou__

انہوں نے جیسے ہی پیچھے مڑ کر دیکھا تو یہ ان کا پوتا سدید حیدر شاہ تھا۔ مضبوط کسرتی جسم کا
مالک چھ فٹ سے نکلتا قد، سفید رنگت کلین شیو کیے ہنس مکھ ساسدید حیدر شاہ لندن سے
— گریجویشن کر کے پاکستان لوٹا تھا

سدید شاہ — سلام کرتے ہیں پہلے — یہ کیا طریقہ ہے ؟؟ تم انگلیں ڈبالتے ہی روایات کو بھول چکے ہو۔ بی جان نے سختی سے سدید کو ڈپٹا مگر سدید شاہ ان کی بات کو کسی خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا

بی جان بھی سر جھٹکتیں اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں۔ التفات نے بی جان کے جاتے ہی سکھ کا سانس لیا اور اب ہینڈ فری کانوں میں لگائے موبائل کی طرف متوجہ ہو گئی۔



وہ اپنے آفس روم میں بیٹھا کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ سامنے ہی لپ — ٹاپ کی چمکتی سکرین پر بھی ایک نظر ڈال لیتا تھا

— سکرین پر اس کا ہنستا چمکتا چہرہ دیکھ کر وہ مسکرایا۔ وہ اُسکی ہر ایک ٹیویٹی پر نظر رکھتا تھا

آج بھی اس کی انسٹاگرام آنی ڈی پر لگی سٹوری نے اُس کی سوچوں کا رخ کسی اور جانب
— کر دیا

وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے چہرے کو دیکھ کر وہ کتنی بار اس پر نہیں مٹا۔ وہ لڑکی اس کے
— دل کی دھڑکن بنی بیٹھی تھی۔ وہ اس لڑکی تک رسائی حاصل کرنا چاہتا تھا

— یہ نہیں تھا کہ وہ عاشق مزاج تھا۔ مگر اس لڑکی کو دیکھ کر وہ پاگل سا ہو جاتا تھا

کیا سوچ رہے ہو زائِم؟ اس کا دوست جو اس کے کین میں داخل ہوا اور اسے سوچ میں
— لگن دیکھ کر اس سے استفسار کیا

— عزائم شاہ نے ایک نظر جو اس کی طرف دیکھا۔ اور پھر لپٹا پ سکرین اس کی طرف کی

SheisbacktoPakistan__

— عزائم شاہ نے اس کی طرف دیکھے بغیر بولا

Oh I see ___ Now don't tell me you also want to go to Pakistan ___

— جواد نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا

Yeap I want to go there but you know my grandmother doesn't like me and my family ___ how could it be possible to live in a strange country ___

عزائم شاہ کے پاس پریشان ہونے کی سو وجوہات تھیں۔ جس پر جواد نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اپنے عزیز ازجان دوست کی طرف دیکھا جو کہ بھورے بال ہلکی بھوری داڑھی ___ مضبوط کسرتی جسم اور ڈارک گرین آنکھوں والا برٹش لکس رکھتا تھا

عزائم شاہ ایک چھبیس سالہ ینگ بزنس مین اور سوشل میڈیا انفلوئنسر تھا۔ لائٹ لائٹ لائف ہونے کے باوجود عزائم شاہ نے کبھی اپنی حد پار نہیں کی تھی۔ وہ اپنی اقدار اور روایات کو

ہر چیز سے مقدم رکھتا تھا۔ اس کے برعکس دنیا والے اسے ایک مغرور اور گھمنڈی بگڑا ہوا امیر زادہ سمجھتے تھے ان میں سرفہرست پاکستان میں مقیم اس کے اپنے خاندان کے لوگ تھے

مگر عزائم شاہ کو کسی کی پرواہ نہ تھی۔ وہ اپنے کردار کے بارے میں دوسروں سے بہتر جانتا تھا

عزائم شاہ ایک لڑکی پر دل و جان سے فدا تھا وہ اس سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر اس لڑکی سے اظہار کی ہمت نہ رکھتا تھا۔ یہ نہیں تھا کہ وہ اس کو جانتی نہیں تھی بلکہ عزائم شاہ کی بیسٹ فرینڈ تھی وہ مگر اس کے باوجود عزائم شاہ اظہار محبت سے ڈرتا تھا



گاڑی سڑک پر رواں دواں تھی سالار درانی نے پورا سفر خاموشی سے کاٹا تھا اور اس کی خاموشی کو عالین کیانی نے محسوس کیا تھا

— وہ جیسے ہی ایئر پورٹ پہنچے تو وہیں کھڑے اپنی بیٹی کا انتظار کرنے لگے



دوسری جانب اس کے کپڑوں پر جوس کرنے کی وجہ سے وہ جھنجھلائی۔ اس نے اپنے
— ساتھ بیٹھی لڑکی کے کان میں سرگوشی کی

— آپنی میں واشروم سے ہو کر آتی ہوں
— اس نے فقط سر ہلانے پر اکتفا کیا

وہ کسی سے واشروم کا راستہ پوچھتی ہوئی واشروم میں داخل ہوئی اور فوراً سے اپنا کوٹ
— اتار کر ہینگ کیا

اومائی گاڈ۔ میری تو ساری شرٹ ہی خراب ہو گئی۔ اب کیا کروں؟؟ کچھ سوچتے ہوئے
— اس نے اپنی شرٹ اتاری اور اب آئینہ میں خود کو دیکھ کر مسکرائی

— خوبصورت دلکش سراپہ ایک بلاؤز اور جینز میں چھپا ہوا تھا
سفید رنگت شہد رنگ آنکھیں مری ہوئی پلکیں گلابی ہونٹ ستوان ناک اور شوڈر کٹ بالوں
— میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی

ہاٹ— ویری ہاٹ— جب اس نے اپنے پیچھے ایک مردانہ آواز سنی

وہ غصہ اور کانفیڈنس سے پیچھے دیکھنے لگی— شرم نہیں آتی مسٹر— لیڈیز واشروم میں
— آکر لڑکیوں پر لائن مار رہے ہو؟؟ اس نے ایک ادا سے سامنے کھڑے لڑکے سے کہا

بلاشبہ وہ لڑکا بہت ہینڈسم تھا— لڑکے کے چہرے پر مسکراہٹ نے اُسے سچا تو کیا مگر وہ
— خود پر قابو پاتی اس کی کلاس لینے لگی

نہیں میڈم— ایسا دلکش اور ہوشربا سراپا دیکھنے کے بعد کون کافر شرم کرے گا—
بالے داوے مائی سیلف سدید حیدر شاہ اینڈ دس واشروم از فار جینٹس— وہ ایک نظر باہر

دیکھنے کے بعد اس کا ہاتھ پکڑتا واشروم سے باہر لایا اور اس کو اشارے سے جینٹس
— واشروم بورڈ کی طرف متوجہ کیا

وہ شرمندہ سی ہوتی نظریں جھکا گئی۔ وہ فسٹ ٹائم پاکستان آئی تھی اور ایکسٹرنٹ میں
— اس طرف دھیان نہ دے سکی

— ایم سوری — سدید شاہ ہنستا ہوا اُس کا ہاتھ پکڑتا اندر کی طرف بڑھا

— واشروم میں داخل ہوتے ہی سدید نے اسے ویسٹ سے پکڑ کر قریب کیا

کیا میں آپ کے ساتھ فلرٹ کر سکتا ہوں؟؟ اس نے گہری نظروں سے اس کی طرف دیکھا

جس پر وہ اسے دھکا دیتی پیچھے ہوئی اور اپنی شرٹ وہیں پھینکتی کوٹ پہنتی بٹن بند کرتی وہاں
— سے جانے لگی

— ارے محترمہ اپنا نام تو بتا دو — سدید حیدر نے ہنستے ہوئے پوچھا

— مریحہ سالار درانی — وہ اس کی طرف دیکھتے مسکراتے ہوئے بولی

— نائس نیم — سدید حیدر نے دل پھینک انداز میں کہا

فلرٹی — مریحہ درانی ہنستے ہوئے وہاں سے چلی گئی جب سدید حیدر نے اس کی شرٹ اٹھائی

انگریز بچی — سدید حیدر ہنستا ہوا دل میں بولا — وہ اس کا کانفیڈنس دیکھ کر یہ تو جان ہی گیا
— تھا کہ یہ لڑکی باہر کی پیداوار ہے

— نوٹ : اپنی پڑھنے کے بعد لائک کمنٹ کریں

#بدکار

#قسط نمبر 2

ماہی۔راجپوت #
#boldromanticnovel

#Do_not_copy_paste_without_my_permission

بدکار

ازمائہ راجپوت

چھ فٹ سے نکلتا قد، بھورے بال، ہلکی داڑھی، مضبوط کسرتی جسم کا مالک میجر زاوق حیدر اپنی سرکاری گاڑی سے باہر نکلا۔ خاکی وردی میں ملبوس بائیں ہاتھ میں امپورٹڈ گھڑی پہنے، بالوں کو بنا کسی جیل کے سیٹ کیے ہوئے، چہرے پر رعب اور آنکھوں پر گلاسز لگائے میجر زاوق حیدر کتنی لڑکیوں کو اپنی طرف متوجہ کر چکا تھا۔ وہ شانِ بے نیازی سے چلتا ہوا کانوں میں بلیو ٹوتھ لگائے کسی سے محو گفتگو تھا مگر اس کا سارا ادھیان ایئر پورٹ کے

انٹرنس ہال کی طرف تھا جہاں سے ایک سیاسی شخصیت کے پاکستان آنے کی وجہ سے ان
— کو سیکیورٹی دینے کا اہم فریضہ میجر زاوق کے ذمہ تھا

میجر زاوق اپنی شاندار پرسنالٹی سے پورے ہال کا مرکزِ نگاہ بن گیا تھا۔ ایک مسکراہٹ اس
— کے چہرے پر نمودار ہوئی

وہ عادی تھا اس قدر توجہ کا۔ اُسے معلوم تھا اس کی سحرانگیز شخصیت کا جادو ہر کسی پر چھا
— جاتا ہے

وہ جو لوگوں کی اپنے بارے میں چہ میگوئیاں سن کر لطف اندوز ہو رہا تھا یکدم ہال میں اُٹھنے
— والے شور کی طرف متوجہ ہوا

— ارے وہ دیکھو عنود سالار درانی

Oh my God The hottest lady is here__

Ufffthisbeauty__

__ اتنی ٹھنڈ میں بھی ہال میں گرمی والا ماحول پیدا ہو گیا

__ اس طرح کے کئی کمینٹس میجر زاوق کے کانوں سے ٹکرائے

__ میجر زاوق نے اپنے سامنے دیکھا تو وہ ایک ادا سے ہال سے اینٹر ہوتی نظر آئی

بلیک شرٹ اور بلیک جینز پر بلیک ہی لانگ کوٹ کندھوں پر رکھے 0 اور ٹخنوں تک آتے
کورٹ شوز پہنے۔ بالوں میں سن گلاسز ٹکائے، براؤن کمر کو چھوتے بال، سبز آنکھوں پر
مری ہوئی پلکیں سرخ عارض گلابی ہونٹ صراحی دار گردن اور ہونٹوں اور گردن پر تل کا
__ نشان عنود درانی کی خوبصورتی کو بڑھا رہا تھا

وہ ایک ادا اور شان بے نیازی سے چلتی آرہی تھی۔ جب بہت سے لوگ اس کے گرد جمع ہوئے۔

بلیک بیوٹی "مبجراوق نے سرگوشی کرتے انداز میں کہا"

میم ایک سیلفی۔ عنوددرانی کے لبوں پر مسکراہٹ کھل اُٹھی۔ اس نے لوگوں کے ساتھ سیلفی لینا شروع کی۔

وہ ایک مشہور ماڈل اور ایکٹریس تھی اس کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا انفلوئنسر بھی تھی۔ انسٹاگرام فیسبک پر ملیمنز کے حساب سے اس کے فالورز تھے جو اس سے محبت کرتے تھے۔ اور عنوددرانی بھی اپنے فالورز کو اپنی ہر ایکٹیویٹی کے بارے میں آگاہ رکھتی تھی۔

اس نے حسن اپنی ماں عالین کیانی سے چڑیا تھا تو لوگوں کے ساتھ ان ٹچ رہنا، دوسروں کی عزت کرنا اس نے اپنے باپ سالاردرانی سے سیکھا تھا۔

میجر زاوق اُسے پلر کے ساتھ ٹیک لگائے ہاتھ سینے پر باندھے مسکراتی نظروں سے دیکھنے لگا۔

وہ عنود درانی سے کافی حد تک واقف تھا وہ اس کے کزن زائم کی کو ماڈل بھی تھی جس وجہ سے وہ اکثر اُسے زائم کی سٹوریز اور پوسٹس میں دیکھتا رہتا تھا

اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ کبھی عنود درانی کو سامنے دیکھے گا۔ آج اُسے اپنے سامنے دیکھ کر میجر زاوق کو ماننا پڑا کہ اس نے عنود درانی جیسا کامل حسن آج تک نہیں دیکھا تھا

وہ اُس سے بات کرنے کا خواہاں تھا جب عنود درانی اس کے پاس سے اُسے ایک نظر دیکھنے کے بعد آگے بڑھ گئی

میجر زاوق کو اپنا یوں نظر انداز ہونا ایک آنکھ نہ بھایا۔ وہ دانت پیستا ہوا اس کی طرف ہی دیکھتا رہا

اس کی اتنی جرأت مجھے۔ زاق حیدر شاہ کو اگنور کرے گی۔ میجر زاق جو شروع سے مرکزِ نگاہ بننے کا عادی تھا اُسے عنود درانی سے اس قدر نظر انداز ہونا برداشت نہیں ہو رہا تھا

ویل خدا جب حُسن دیتا ہے تو نزاکت آہی جاتی ہے۔ دیکھتا ہوں عنود درانی کب تک تم ہمیں میجر زاق حیدر کو نظر انداز کرتی ہو۔ میجر زاق حیدر نے تمہیں اپنی داسی نہ بنایا تو نام بدل کر رکھ دینا میرا۔ تم جیسا حُسن میجر زاق کے قدموں میں بیٹھا ہوتا ہے۔ میجر زاق بہت مغرور لہجے میں بولا مگر وہ بھول چکا تھا کہ سامنے بھی عنود درانی ہے۔ جس کے حُسن کی مثال نہیں ملتی تھی۔ وہ ملاؤں سا حُسن رکھنے والی لڑکی کتنے دلوں کو دھڑکا چکی تھی وہ اتنی بے مول نہ تھی کہ میجر زاق کی ایک نظر التفات پر پگھل جاتی

دوسری جانب عنود درانی بڑی تمکنت سے چلتی ہوئی ویڈنگ ایریا میں داخل ہوئی جہاں اس کے بابا اور مافل سیکیورٹی کے درمیان کھڑے تھے

عنود درانی کے چہرے پر مسکراہٹ کھل اُٹھی

—ہیلو مائی ہینڈسم اولڈ مین — عنود درانی نے پیار سے سالار درانی کی طرف دیکھا

Hey my little beauty Queen __how are you?? نے سالار درانی

— آگے بڑھتے عنود کو گلے سے لگایا — اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا

I'm alright Baba __I really missed you — سالار نے عنود درانی

درانی کے ہاتھوں کا بوسہ لیا اور احترام محبت سے اس کے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں سے لگایا

— عالین کیانی پاس کھڑی یہ منظر ڈبڈباتی نظروں سے دیکھ رہی تھی

— عنود کی نظر جیسے ہی عالین کیانی پر پڑی وہ آگے بڑھ کر ان کے گلے لگ گئی

MyEmotionallady_Iloveyouso much عنود درانی محبت سے اپنی
— ماما سے مخاطب ہوئی

آئی لو یو ٹو میری جان — عالین کیانی نے بھی اپنی بیٹی کو سینے سے لگاتے اس کے سر پر
— بوسہ دیا

Excuse me —

— اگر یہاں ایمو شل سین ختم ہو گیا ہو تو مجھ سے بھی مل لیجیے۔ آپ کی ہی بیٹی ہوں

مریحہ درانی نروٹھے پن سے بولی تو سالار اور عالین ہنستے ہوئے ایک ساتھ اس کی طرف
— بڑھے اور دونوں نے ایک ساتھ ہی اُسے ہگ کیا

— ہماری بیٹی نے تو ہمیں آنے کا بتایا ہی نہیں — عالین نے مسکراتے ہوئے شکوہ کیا

— اگر بتا دیتی تو سر پرانز کیسے دے پاتی — مریمہ درانی ایک ادا سے بولی

— جس پر عالین اور سالار کے ساتھ عنود نے بیک زبان کہا

اوہ — جس پر مریمہ درانی بھیج گئی — اور یہ خوبصورت منظر دو لوگوں نے بڑے پرشوق
— انداز میں دیکھا تھا

ایک منٹ میں مسٹر رحمان سے مل کر آتی ہوں — عالین نے سالار کو کہا جس کے قدم باہر
— جاتے رک گئے

— وہ یہاں؟؟ سالار نے سوالیہ انداز میں کہا

ہاں وہ آج ہی آنے والے تھے — لگے ہاتھوں ایئر پورٹ پران سے بھی مل لیتی ہوں — یو
— نویسی پروٹوکول — عالین کیانی آنکھ دباتے سالار سے مخاطب ہوئی

سالار درانی سر جھٹکتا بیٹیوں کی طرف متوجہ ہوا۔ اُسے عالین کی ان سیاسی سرگرمیوں میں
— بالکل دلچسپی نہ تھی

— وہ عنود اور مریحہ کو لے کر ایئر پورٹ سے باہر نکلا



عالین کیانی اس سیاسی شخصیت سے ملنے کے بعد اور اپنی سپورٹ کا ان کو یقین دلانے کے
— بعد جیسے ہی واپس مری تو کسی نے اُسے پلر کی دوسری طرف کھینچنا

وہ نازک دور کی مانند اس کی طرف کھینچی جا رہی تھی۔ جب اس شخص نے اُسے ویسٹ سے
— پکڑ کر اپنے بہت قریب کیا

سودا رینل بیوٹی از ہیئر۔ عالین کیانی جو آنکھیں زور سے میچے ہوئے تھی اس آواز کو سننے
— کے بعد اس کے خوبصورت لبوں پر مسکراہٹ کھل اُٹھی

میجر زاوق — سرگوشی کے انداز میں اُس کے سر
— ہی اس خوبرو مرد کو دیکھا

میجر زاوق کی آنکھوں میں بھی شناسائی کی چمک تھی
— پر بوسہ دیا

میجر زاوق — سرگوشی کے انداز میں اُس کے لب ہلے — اور اس نے آنکھیں کھولتے
— ہی اس خوبو مرد کو دیکھا

میجر زاوق کی آنکھوں میں بھی شناسائی کی چمک تھی — عالین نے آگے بڑھتے اس کے گال
— پر بوسہ دیا

— ہاؤ آریومائی ٹل بوائے — عالین کیانی نے زاوق کی طرف محبت سے دیکھا

یور ٹل بوائے از نومور ٹل مسز عالین درانی — زاوق حیدر اس کے ٹل بوائے کسنے پر
— خوب بد مزہ ہوا تھا

— ہاؤ آریومائی ٹل بوائے — عالین کیانی نے زاوق کی طرف محبت
یورٹل بوائے از نومورٹل مسز عالین درانی — زاوق حیدر اس کے
— خوب بد مزہ ہوا تھا

ہاہاہاہاہا — میرے لیے تم بچے ہی رہو گے چاہے کتنے ہی بڑے کچھ
— کیانی ایک ادا سے بولی

یورٹل بوائے از نورٹل مسز عالیہ درانی — زوق حیدر اس کے
— خوب بد مزہ ہوا تھا

ہا ہا ہا ہا — میرے لیے تم بچے ہی رہو گے چاہے کتنے ہی بڑے کہ
— کیا فی ایک ادا سے بولی

— ہوا اریو مانی اس بوائے — عا مین لیا یے راو لی طرف تبت سے دیجھا

یورٹل بوائے از نو مورٹل مسز عالین درانی — زواق حیدراس کے ٹل بوائے کسنے پر

— خوب بد مزہ ہوا تھا

ہاہاہاہاہا — میرے لیے تم بچے ہی رہو گے چاہے کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہو جاؤ — عالین

— کیا فی ایک ادا سے بولی

Fore more visit: <https://exponovels.com/> mailto:exponovels@gmail.com

— میجر زاوق نے اپنی آنکھیں چھوٹی کیں اور بھنوں

بائے داوے ان چھ ماہ میں بالکل بھی نہیں بدلی ہ

ہیں —

_____ ہیں

— میجر زاق نے ستانشی انداز میں کہا

— اور ہاٹ بھی ناں؟؟؟ عالین کیانی نے بال جھٹکتے پوچھا

نہیں مجھے اس بارے میں کوئی آئیڈیا نہیں۔ میرا آپ کا احترام کا رشتہ ہے۔ جو آپ کے آگے پیچھے ندیدے کنتوں کی طرح پھرتے ہیں ان سے ہو چھینے گا کہ آپ ہاٹ ہیں یا نہیں۔۔۔ میجر زاوق نے ٹھوس اور سرد لہجے میں کہا

بابا بابا بابا۔۔۔ سیریلی زاوی۔۔۔ ان کتوں میں سرفہرست تمہارا چاچا ہے۔۔۔ عالین کیانی
 کے لہجے اور آنکھوں میں نفرت تھی جسے زاویق نے بھی محسوس کیا

— جانتا ہوں — مگر کچھ کہہ نہیں سکتا — میجر زاوق نے ایک سر د آہ بھری

اور سناؤ شاہ فیملی کا کیا حال ہے؟؟ مذہب کا لبادہ اوڑھے بدکاریاں عروج پر ہوں گی ناں
— سب کی؟؟ عالین کیانی کے زہر خند لہجے نے زاوق کو غصہ دلایا

انف مسز درانی — کتنی بار کہا ہے میرے خاندان کے ایک مرد کے غلطیوں پر پورے
— خاندان کو الزام مت دیا کریں — میجر زاوق نے غصے سے کہا

ریٹلی زاوق — تمہیں نہیں لگتا کہ تمہارے خاندان کی ہر عورت ہر مرد نے مجھ بدکار کو برباد
— کیا تھا

— میجر زاوق کو عالین کے لہجے نے شرمندہ کر دیا

میں جانتا ہوں ماضی میں آپ کے ساتھ بہت غلط ہوا۔ مگر سالار درانی نے آپ کو سہارا دے کر آپ کی یہ مشکل دور کی ہے۔ ہر عالین کیانی کی زندگی میں سالار درانی نہیں آسکتا۔ یا پھر عالین کیانی ایک ہی ہے اور سالار درانی بھی

میجر زاوق نے عالین کے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر آگے بڑھتے ہوئے اس کے سر پر بوسہ دیتا ہوا بولا

آپ کی میری ملاقات چاہے کتنی ہی خوشگوار کیوں نہ ہو اس ملاقات کا اختتام ہمیشہ ہارش لفظوں کے تبادلے پر ہوتا ہے اور ہر بار کی طرح یہی کہوں گا آپ بدکار نہیں تھی اور نہ ہی بدکار ہو

وہ اس کے سر پر بوسہ دیتا آگے بڑھ گیا۔ عالین کیانی نے اُسے ڈبڈباتی نظروں سے دور جاتے دیکھا

وہ بھلے شاہ خاندان کے ہر فرد سے نفرت کرتی تھی مگر اس لڑکے نے ہمیشہ اُسے عزت احترام دیا۔ وہ چاہ کر بھی زاوق سے کبھی نفرت نہیں کر سکی۔ اس کی وجہ یا تو عمر کا ایک خوبصورت حصہ اس کے ساتھ گزارنا تھا یا پھر وہ واحد شخص تھا اس خاندان کا جو اُسے عزت دیتا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی باہر نکلی اور گاڑی میں اپنی چھوٹی سی فیملی کو اپنا منتظر پایا

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی گاڑی تک پہنچی جب کسی کی نظریں خود پر محسوس کرتے اس نے سر اٹھا کر اس جانب دیکھا تو میجر زاوق کو اپنی طرف دیکھتے پا کر مسکرا اٹھی

دوسری طرف میجر زاوق عالین کیانی سے ملنے کے بعد جیسے ہی اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اس نے عنود درانی کو اپنی گاڑی کی سیٹ سے پشت ٹکائے دیکھا وہ کتنی ہی دیر اس دلکش حسینہ کو دیکھتا رہا۔ جو اس کی بے تابیوں سے بے خبر تھی

عالمین کیانی گاڑی میں بیٹھی تو اس کی دونوں بیٹیوں نے اپنے سر اس کے کندھے پر رکھے۔ اور عالمین کیانی نے ایک خوبصورت تصویر کیچر کی۔ اور اُسے اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر اپلوڈ کیا۔

میجر زاوق جو کافی دیر سے ان کو دیکھ رہا تھا گاڑی کے شیشے دوبارہ سے چڑھنے پر خوب بد مزہ ہوا۔ اور اپنا فون نکال کر جیسے اس نے واٹس ایپ آن کیا عالمین کیانی کے سٹیٹس دیکھ کر مسکرانے لگا،

بیوٹیفیل فیملی۔۔۔ سٹیلیسڈ آلویز۔ ایک کمنٹ اس کی پچھر کے نیچے لکھنے کے بعد میجر زاوق نے سر د آہ بھری

عالمین اس کی کمنٹ دیکھتے ہی مسکرا اٹھی۔ مگر اب وہ مزید اس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ یہ سوچتے ہی وہ اپنی بیٹیوں کی طرف متوجہ ہوئی



ڈارک بلیو شلوار قمیض پر ڈارک بلیو ہی ویسٹ کوٹ پہنے آنکھوں پر سن گلاسز لگائے بائیں بازو میں امپورٹڈ گھڑی اور انگلیوں میں پکھراج اور مرکت پتھر سے جڑی انگوٹھیاں پہنے وہ نہایت ہی سوبر پرسنالٹی کا مالک آئی۔ جی اہتاج شاہ تھا۔ جو اپنی سرکاری گاڑی میں بیٹھا باہر کے نظارے دیکھ رہا تھا اس کا زمین بہت الجھا ہوا تھا۔ وہ اپنے عہدے کی وجہ سے شہر سے باہر رہتا تھا آج تین مہینوں بعد وہ اپنے گھر جا رہا تھا

۔ فون کی رنگ نے اُسے اپنی طرف متوجہ کیا

۔ وہ فون کان سے لگائے مخاطب ہوا

ہاں بولو۔ کیا خبر ہے؟؟ اہتاج شاہ نے سوال کیا

سر۔ کل آپ اسلام آباد کے ایک کالج کی اوپننگ سرمنی میں انوائسٹڈ ہیں۔ اس کا سیکرٹری اس کی معلومات میں اضافہ کرتے بولا

— ہمم — اور کون کون ہے؟؟ ابھاج شاہ نے بے دلی سے پوچھا

عالمین سالار درانی — اس کے سیکرٹری نے گویا اس کے اعصاب پر حملہ کیا

واٹ — ابھاج شاہ جو سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا وہ سیدھا ہو کر بیٹھا — اس نے آنکھوں سے گلاسز ہٹائے

— از شی بیک؟؟ وہ فقط اتنا ہی پوچھ سکا

یس سر — شی از بیک — سیکرٹری کی بات سنتے ہی اس نے اپنی آنکھیں میچے فون بند کر دیا

تو تم سے ملنے کا وقت آ پہنچا ہے عالمین کیانی — اوپس سوری عالمین سالار درانی — بے وفا عورت

— اہتاج شاہ زہر خند لہجے میں بولا

تھوڑی دیر بعد اس کی گاڑی شاہ حویلی کے پورچ میں داخل ہوئی وہ گاڑی سے نکلے ہوئے
سیڑھیاں چڑھتے مین گیٹ پار کرتے ہال میں داخل ہوا جہاں اس کی والدہ اس کے انتظار
— میں بیٹھی تھیں

— اہتاج شاہ ادب احترام سے اپنی ماما کے ہاتھوں کا بوسہ لیتا ان سے ملا

کیسی ہیں بی جان۔ اہتاج شاہ ان سے حال احوال پوچھتا باقی سب کو نظر انداز کرتا اپنے
— کمرے کی طرف جانے لگا

بابا۔ اس خوبصورت پکار پر اس کے کمرے کی طرف جاتے قدم رک گئے۔ اور وہ
— مسکراتے ہوئے پلٹا

میری بیٹی التفات شاہ — ابہاج شاہ کے لہجے کے مان اور محبت کو حویلی کے سب مکینوں
— نے محسوس کیا

التفات شاہ بھاگتے ہوئے اپنے باپ کے سینے سے لگی اور اس کے ساتھ باتیں کرنے
— لگی

— ابہاج شاہ بھی اپنی بیٹی کو لے کر سیدھا ٹیرس کی طرف بڑھا

کافی دیر بعد وہ اپنے کمرے میں آیا تو زامیہ شاہ بلیوانڈین سٹائل بیک لیس ساڑھی پہنے نک
سک سے تیار کھڑی تھی وہ ابہاج کو دیکھتے ہی اس کی طرف بھاگتے ہوئے اس کے گلے
— لگی

— ابہاج شاہ نے اسے دھکے دیتے انداز میں پیچھے کیا

یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے تم نے؟؟؟

Changethisdress__

__ اہتاج شاہ نخوت سے بوتنا ڈرہسنگ روم کی طرف بڑھا

زامیہ شاہ بے یقینی سے اُسے دیکھنے لگی__ جب اہتاج شاہ کی آواز اس کے کانوں سے
__ ٹکرائی

انسان کو اتنا سینس تو ہونا چاہیے کہ فیشن وہ کرے جو اس پر سوٹ کرتا ہو__ اہتاج شاہ
__ دل جلانے والے انداز میں بولا اور ڈرہسنگ روم میں چلا گیا

زامیہ شاہ اپنی تمام ہمت مجتمع کرتی اس کے پیچھے ڈرہسنگ روم میں گئی جہاں وہ شرٹ لیس
__ کھڑا اپنے کمرے سلیکٹ کر رہا تھا

اس کا مضبوط کسرتی جسم جبے ہمیشہ جم کر کے وہ فٹ رکھتا تھا۔ زامیہ شاہ کو اس جسم کی کشش کھیچتی جا رہی تھی اس نے پیچھے سے ہی بھاگتے ہوئے اس کو گلے لگایا۔

وہ دیوانوں کی طرح ابتہاج کے کندھوں اور گردن پر بوسہ دے رہی تھی اس کی انگلیاں۔
— ابتہاج کے سینے پر رینگ رہی تھیں،

ابتہاج شاہ نے پیچھے مرتے ہی اس کو کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کیا اور اپنے ہونٹ اس کی گردن پر ٹکائے آہستہ آہستہ پیچھے ہوتا اُسے دیوار کے سہارے کھڑا کیا۔

اور اپنے لب زامیہ کے پیا سے لبوں پر رکھ دیئے اور ان کو چوسنے لگا۔ زامیہ شاہ نے مضبوطی سے اس کی گردن کے گرد اپنا حصار باندھا۔

— اور ساتھ ہی برے طریقے سے اس کے پورے جسم کو اپنے ہاتھوں سے مسلنے لگا۔

زامیہ شاہ جانتی تھی کہ اس کی کوئی مزاحمت ابہاج شاہ کو نہیں روکے گی۔ وہ خود بھی اس کی قربت کے لئے مچل رہی تھی

— کافی دیر بعد وہ اپنی ضرورت پوری کرتا اس سے الگ ہوا

— اور اب صوفے پر بیٹھا سگریٹ سلگانے لگا

زامیہ شاہ خود کو سنبھالتی اس کی گود میں اس انداز میں بیٹھی کہ اس کے چہرے کا رخ ابہاج کی طرف تھا

شاہ — میں بہت محبت کرتی ہوں آپ سے۔ آپ کی شدتیں آپ کا غصہ سب برداشت کر سکتی ہوں۔ بس مجھے خود سے الگ مت کیجیے گا

— زامیہ شاہ اس کی داڑھی کو چھوتی بول رہی تھی ابہاج شاہ نے اس کو سینے سے لگالیا

— زامیہ وہ واپس آگئی ہے۔ — اب تاج شاہ مدہوش لہجے میں بولا

— وہ کون؟؟؟ زامیہ نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا

وہ عالین — میری عالین — تمہاری دوست عالین — اب تاج شاہ کی بات سنتے ہی ایک
— طنزیہ مسکراہٹ زامیہ کے چہرے پر کھلی

او آئی سی — آپ کی وہ مسٹریس — عالین کیانی — ایم آئی رائٹ؟؟؟ آپ اپنی اس
— مسٹریس کی ہی بات کر رہے ہیں ناں

— زامیہ شاہ کے لہجے میں سانپ سی پھنکار تھی

شٹ اپ یو بلڈی بچ — شی از ناٹ مائی مسٹریس — شی از مائی ہارٹ بیٹ — شی از دا
— اونلی کوئین آف مائی ہارٹ

ابتہاج شاہ جس نے غصے سے زامیہ کو اپنی گود سے نیچے گرایا اب زمین پر بیٹھا اس کا گلہ
— دباتے جنونی انداز میں بولا

— اور پھر اس سے الگ ہوتا ہوا واشروم چلا گیا

— زامیہ شاہ وہیں زمین پر بیٹھی بری طرح کھانس رہی تھی

میں شادی کے اتنے سال بعد بھی تمہیں ابتہاج کے دل سے نہیں نکال پائی عالین
— کیانی — تم ایک بدکار عورت ہو اور میں اس بات کا یقین ابتہاج کو ضرور دلوں گی



اسلام آباد کے پوش ایریا کے اس کلب میں تیز آواز میوزک پر لڑکے لڑکیاں ڈانس کرنے
میں مگن تھے — یہ سب لڑکیاں جو ایلٹ اور اپر کلاس سے تعلق رکھتی تھیں ان کی ڈریسنگ
ویسٹرن سٹائل تھی — ان کی ڈریسنگ دیکھ کر کوئی بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے بغیر نہ رہ

پائے۔ یہ لڑکیاں پارٹی کی دلدادہ تھیں تو کچھ اپنے بوائز فرینڈز کے ساتھ پارٹی میں آئی تھیں۔ ایک طرف کچھ لڑکے لڑکیاں شیشہ پینے میں مصروف تھے فل ویسٹرن ماحول تھا۔ اس کلب کا جبکہ کہنے کو یہ ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان تھا

ایک کارنر پر وہ صوفے پر بیٹھی مست نظروں سے اس لڑکے کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کے کہنے پر ہی اس کلب میں آئی تھی۔ وہ اس کا بیسٹ فرینڈ اور کلاس فیلو تھا

بالوں کا میز اسٹائل بنائے وائٹ شرٹ جس کے اوپری تین بٹن کھلے تھے گلے میں چین ڈالے کلین شیو کیے یہ لڑکا لو فر لگتا تھا مگر اس کے باوجود وہ اُسے پسند کرتی تھی اور آج اس کے ہی کہنے پر وہ اُس کلب میں آئی تھی۔ وہ گھر سے برقعہ پہن کر دوست کی برتھ ڈے پارٹی کا بول کر نکلی تھی مگر جیسے ہی اس کی گاڑی اس کی دوست کے گھر کے سامنے رکی وہ گاڑی سے نکل کر اس کے گھر کے اندر گئی اور جونہی گاڑی واپسی کی طرف مڑی وہ درختوں کی اوٹ میں چھپتی ہوئی دوسری گاڑی می بیٹھی اور اپنا برقعہ اتار کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر پھینکا اس کی دوست جو سب صورتحال سے واقف تھی وہ اس کو مطلوبہ جگہ لے کر گئی جہاں اب وہ اپنے اس فرینڈ کے پاس ایک بلیک ٹائٹ اور ہاف سلیو وائٹ شارٹ فرائ میں

بیٹھی ہوئی تھی اس لڑکے نے اس کو ایک کارنر پر صوفے پر اپنے پاس بٹھایا تھا وہ سموکنگ
— میں مصروف تھا اور ساتھ ہی ساتھ اس کے جسم کے حساس حصوں کو چھو رہا تھا

— تم بہت خوبصورت ہو میری جان — وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگاتا بولا

— وہ لڑکی مسکرا اٹھی

— اب وہ اپنے ہونٹ اس کے ہاتھوں بازوؤں اور پھر گردن تک لے کر آیا

وہ لڑکی اس کی اس حرکت پر سمٹی ہوئی شرماتی ہوئی اس کی گردن کے گرد بانہوں کا حصار
— بنانے لگی

— وہ اسے صوفے پر لٹا کر جگہ جگہ اُسے بوسہ دینے لگا

Can I see your inner beauty???

—جیسے ہی اُسے لگا کہ اب یہ لڑکی اس کو انکار نہیں کرے گی اس نے ایک جال پھینکا

نہیں—آئی ایم سوری—ایسا نہیں ہو سکتا—وہ اس لڑکی کی سائیکلی سمجھ چکا تھا اُسے
—انکار سننا تھا وہ اس کے لئے زہنی طور پر تیار تھا

اٹس اوکے ہنی—جسٹ ریلیکس—وہ بس اتنا ہی بولا—اور پھر جوس کا گلاس اس کے
—لبوں سے لگایا

—اور خود پاس پڑی ووڈ کا کا گھونٹ اپنے حلق میں اتارنے لگا

آج نہیں تو کل—کبھی تو میرے پاس آؤ گی ہی چڑیا—خوب مزے لوں گا تمہارے اس
—دلکش جسم کے—وہ ایک شیطانی سوچ سوچتے دل ہی دل میں مسکرایا

—مجھے گھر جانا ہے—کافی دیر ہو گئی—وہ لڑکی ریسٹ واچ کی طرف دیکھتے بولی

— ایک شرط پر — وہ لڑکا بولا

— کیسی شرط — لڑکی نے سب کا حیرت زدہ ہو کر دریافت کیا

میری گود میں بیٹھ کر مجھے کس کرو — اس کی شرط سننے وہ لڑکی ادھر ادھر دیکھتی اس کی گود
— میں بیٹھی اور اپنے لب اس کے لبوں پر رکھ دیئے

کافی دیر بعد اس لڑکے نے اسے جانے کی اجازت دی — اور وہ اس سے گلے ملتی وہاں
سے چلی گئی



وہ جیسے ہی اپنے اپارٹمنٹ پہنچا تو جلدی سے چیلنج کرتا ہوا فریش ہو کر ڈاننگ ایریا میں پہنچا
— جہاں اس کی ماما نے کھانا ٹیبل پر سجایا ہوا تھا

— وہ ان سے ملتے ہوئے کرسی گھسیٹتا بیٹھا

— ڈیڈ کہاں ہیں؟؟؟ اس نے اپنی ماما سے استفسار کیا

تمہارے ڈیوڈ انکل کی طبیعت خراب ہے تو تمہارے بابا ان کو لے کر ہاسپٹل گئے
— ہیں۔ اس کی ماما نے اُسے بتاتے ہوئے پاستہ کا ڈونگا اُسے پاس کیا

ہممم۔۔۔ وہ فقط اتنا ہی بولا اور پھر کھانے کے بعد اپنی ماما کو برتن سمیٹنے میں مدد کرنے
— لگا۔ پھر برتن دھونے کے بعد اس نے ماما کے لئے اور اپنے لئے کافی بنائی

یہ تھی اس کی سادہ زندگی جس کو وہ پسند کرتا تھا۔ اس کی شو بزانڈسٹری اور فینز کو لگتا تھا کہ
وہ انتہائی شاہانہ زندگی گزارتا ہے مگر درحقیقت وہ لندن کے ایک چھوٹے سے ویل فرنشڈ
— اپارٹمنٹ میں اپنے بابا اور ماما کے ساتھ پیار محبت اور سادہ زندگی گزار رہا تھا



سدید شاہ نے جیسے ہی کمرے میں پہنچتے فون آن کیا تو انسٹاگرام لاگ ان کی — تمام اپڈیٹس
— چیک کرتے اس نے عزائم کی انسٹاگرام پوسٹ پر کمنٹ کیا

— مانی ہینڈ سٹم کزن — لویو اینڈ مس یو 

— سکروول کرتے اس کی ایک آئی ڈی پر نظر پڑی

اس نے جیسے ہی وہ آئی ڈی آن کی تو مریحہ سالار درانی کا اکاؤنٹ دیکھ اس نے لب اوہ
— کے انداز میں سکیرٹے اور فوراً اسے اُسے میسج کر دیا

Hihottie_Iwannadosomeflirtpleaseallowme_

— مریحہ کا اکاؤنٹ پبلک تھا اس لئے اب وہ اس کی پوسٹس دیکھنے میں مصروف تھا

ہاٹ۔۔۔ ویری ہاٹ۔۔۔ بس ایک بار فلرٹ کرنے کی اجازت دے دو۔۔۔ سدید شاہ شرارتی
۔۔۔ انداز میں مسکرایا

۔۔۔ دوسری جانب مریمہ اس کا میسج دیکھ کر تلملا اٹھی

کمینہ۔۔۔ گھٹیا۔۔۔ دو نمبر۔۔۔ فلرٹی۔۔۔ اور پھر اس کے میسج کو کئی بار پڑھتے ہوئے زور زور
۔۔۔ سے ہنسنے لگی

۔۔۔ پاگل مریمہ۔۔۔ پھر خود کو آئینے میں دیکھتی سر پر ایک چت لگاتی باہر کی جانب چلی گئی



The most gorgeous man in my family __ 🧡 🧡 🧡 I
love you zaym 🧡

عزائم شاہ کی پوسٹ پر زاق حیدر کمنٹ کرتا فون بند کرنے لگا مگر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی
عنود کا اکاؤنٹ چیک کرنے سے باز نہ آیا۔۔۔ عنود کی زیادہ تر پوسٹس عزائم کے ساتھ تھیں
۔۔۔ عزائم اور عنود کو اتنا قریب دیکھ کر زاق کے دل میں ایک ٹھیس اُٹھی تھی

وہ اپنی کیفیت نہیں سمجھ پا رہا تھا۔۔۔ یہ نہیں تھا کہ اس نے عنود کو پہلی بار دیکھا تھا مگر عنود
۔۔۔ کو دیکھنے کے بعد اُسے لگا کہ اس نے حسن تو آج سے پہلے کبھی دیکھا ہی نہیں

وہ ہر مرد کی طرح عنود کی قربت کی خواہش دل میں رکھنے لگا۔۔۔ مگر وہ چاہ کر بھی عنود کی
طرف قدم نہیں بڑھا پا رہا تھا وجہ اس کا عالین کیانی کی بیٹی ہونا تھا۔۔۔ یا عزائم شاہ کی
،۔۔۔ محبت

عزائم شاہ اس کا سب سے بیسٹ اور اکلوتا کزن تھا جو اسے اپنے چھوٹے بھائی کی طرح
۔۔۔ عزیز تھا

وہ عزائم کی خوبصورتی سے بہت متاثر تھا اور یہ سچ تھا اب تاج شاہ کے بعد حُسن عزائم حیدر کے پاس بے مثال تھا میجر زاوق بھی کسی سے کم نہ تھا گویا حسن ان کے خاندان کی میراث — ہو مگر پھر بھی عزائم شاہ اور اب تاج شاہ ایک الگ مثال رکھتے تھے

ان کی شان بے نیازی اور لا پرواہی نے انہیں گھر کے تمام مردوں سے ممتاز کر رکھا تھا —

— کچھ سوچتے ہوئے اس نے عالین کو کال ملائی — جو کہ پہلی بیل پر اٹھالی گئی

— کیسی ہیں آپ؟؟ زاوق نے سوال کیا

میں تو خوبصورت ہوں ٹل بوائے — تمہیں آج میری کچھ زیادہ ہی نہیں یاد آرہی ہے؟؟

— عالین کیانی ایک نظر اپنی فیملی پر ڈالتی جو باتوں میں مصروف تھے، زاوق سے بولی

—مجھے ملنا آپ سے۔۔۔ زواق نے نروٹھے لہجے میں کہا

—آج ہی تو اتنی دلچسپ ملاقات ہوئی ہماری

—بھول گئے کیا؟؟ عالین کیانی دیوار سے ٹیک لگائے بولی

—مجھے وقت اور جگہ سینڈ کر دیجیئے گا میں آ جاؤں گا

—مبخر زواق نے ضدی اور سرد لہجے میں کہا

—اپنے نانا کے گھر آ جانا۔۔۔ میں وہیں ہوں گی۔۔۔ اولین کیانی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

—نانا کے گھر؟؟؟ مطلب درانی ہاؤس؟؟ ٹھیک ہے مامی۔۔۔ میں آ جاؤں گا

میجر زاق نے یہ کہتے ہی کال کاٹی اور عالین کیانی وہیں پلر سے ٹیک لگائے گہری سوچ میں
—بتلا ہو گئی

اکیلے اکیلے کیا سوچا جا رہا ہے؟؟ سالار درانی نے اسے پیچھے سے اپنی بانہوں کے حصار میں
—لیا

—بال ہٹاتے اپنے لب اس کی گردن پر رکھے

—عالین کیانی نے اپنی آنکھیں بند کرتے سالار کی قربت کو محسوس کیا

کچھ نہیں زاق کی کال تھی۔ ملنے کی ضد کر رہا ہے۔ عالین کیانی نے سالار کے گوش گزار
—سب معاملہ کیا

اچھا صحیح ہے۔ یہ تو اچھی بات ہے۔ اس کے آنے سے تم بھی فریش ہو جاتی ہو۔
سالار درانی نے عالین کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اسے بانہوں کے گھیرے میں لیے ٹی وی
— لاؤنج کی طرف بڑھا جہاں اس کی بیٹیاں اس کی منتظر تھیں

نوٹ : 4350 الفاظ پر مشتمل اپنی پر مجھے 500 لائکس اور 200 کمنٹس چاہئیں

#بدکار

#boldromanticnovel

#ماہی۔راجپوت

#قسط نمبر 3

#Do_not_copy_paste_without_my_permission

درانی ہاؤس کی صبح کا یہ منظر قابل دید تھا جہاں عالین کیانی اپنی نگرانی میں پورے گھر کی صفائی کروانے کے بعد کچن میں مصروف تھی۔ آج اُس کا ارادہ سب کچھ زاویہ کی پسند کے مطابق بنانے کا تھا

ارے واہ مائی ہاٹ اینڈ سیکسی وانفی۔ کیا ہو رہا ہے؟؟ آج آپ اور کچن میں۔ اُس سٹریج۔ سالار درانی جو کہ جاگنگ کرنے کے بعد روم میں گیا تو عالین کو کمرے میں نہ پانے کے بعد اُسے ڈھونڈتا کچن میں آیا

ششش۔۔۔ چپ بالکل چپ۔۔۔ صبح صبح آپ کے ارادے بہت خطرناک لگ رہے مجھے مسٹر ہی

You may have to go now _ I'm little bit busy _
عالین کیانی جو کہ ایک ایزی گاؤن پہنے کو کنگ میں مصروف تھی سالار کو دیکھتے ہی اُس سے جان چھڑاتے انداز میں بولی۔ مگر وہ سالار درانی ہی کیا جو عالین کیانی پر اپنی شدتیں نہ چھاورے کیے بغیر رہ سکے

سالار درانی ادھر ادھر دیکھتا آگے بڑھا اور عالین کی کمر کے گرد اپنے ہاتھ باندھتے اُس کی
— گردن پر اپنے ہونٹ ثبت کرتا اس کی دودھیا اور شفاف گردن پر اپنا لمس چھوڑنے لگا

عالین کیانی تو اس کے لمس پر تڑپ اُٹھتی تھی اُس نے خود کو ڈھیلا چھوڑتے سالار کو اُس کا
کام کرنے دیا اور آنکھیں بند کیے سالار کے ہونٹوں کا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتی
— رہی

سالار کی انگلیاں عالین کے سینے پر حرکت کرتی نیچے بڑھ رہی تھیں۔ سالار کی انگلیاں عالین
کے پیٹ پر حرکت کر رہی تھیں اور اس کے گاؤن کی ڈوری میں الجھی ہوئی تھی۔ عالین
— کیانی نے ہمت مجتمع کرتے پیچھے مرتے ہی اپنے ہونٹ سالار کے ہونٹوں پر رکھ دیئے

کافی دیر تک سالار اور عالین اپنی سانسوں کا تبادلہ کرتے رہے۔ سالار اب عالین سے
تھوڑا دور ہوا اور اس کے گاؤن کھولنے میں مصروف ہو گیا

عالین نے اپنا گاؤن کھولنے میں سالار کی مدد کی تو سالار اس کے گاؤن کی ناٹ کھوتا اب
— اس کے سینے پر ہاتھ پھیرنے لگا

— عالین روم میں چلیں۔ سالار نے عالین کے کان کے پاس سرگوشی کرتے انداز میں کہا

NoSalar_Notnow_Iwannamakesomethingspecial
forMyboy_pleasegiveMesometime_

— عالین نے انکار کرتے ہوئے سالار سے کہا جس پر سالار لب بھیچتا کچن سے باہر چلا گیا

— عالین گہرے سانس لیتی خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی

وہ سالار اور اپنے درمیان فاصلے کم کرنا چاہتی تھی مگر ہر بار کی طرح یہ فاصلے بڑھتے جا رہے
تھے

—عالمین سر جھٹکتے اپنے کام میں مصروف ہو گئی



عالمین کیانی کا تعلق پاکستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت سے تھا۔ اس کے والد اور چچا
—اپنے وقت کے مشہور سیاستدان رہ چکے تھے

عالمین کیانی اکلوتی اولاد تھی اس پر کسی قسم کی پابندیاں نہیں تھی۔ بے جا آزادی نے اُسے
—کافی خود سر بنا دیا تھا

عالمین کیانی نے بیس سال کی عمر میں شو بزانڈسٹری میں قدم رکھا تھا اس کے والد نے اکلوتی
اولاد ہونے کی بناء پر کبھی بھی اُسے کسی بات سے نہیں ٹوکا۔ مگر اسے بہت اچھے سے
—اُس کی حدود بھی بتائی گئی تھیں

حُسن بے تحاشہ دولت اور لاکھوں کی تعداد میں مداحوں نے عالین کیانی کو مغرور بنا رکھا تھا
 — مگر اُس کے باوجود وہ ایک خوبصورت دل کی مالک لڑکی تھی

عالین کی صرف دو بیسٹ فرینڈز تھیں زامیہ شاہ اور صائمہ ملک۔ زامیہ شاہ کا تعلق ایک
 — مذہبی گھرانے سے تھا مگر اُس کے باوجود عالین کیانی نے اُس کی دوستی کو تسلیم کیا

زامیہ شاہ ڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتی تھی مگر عالین کیانی نے اُس کا لائف سٹائل
 مینٹین کر رکھا تھا وہ عالین کیانی کے مس فٹ کیے گئے کپڑے شوق سے پہنتی تھی۔ زامیہ
 شاہ کی طبیعت میں لالچی پن اور حسد تھا وہ بظاہر بہت نیک اور پرہیزگار تھی اور اُسے اپنی
 — عبادت پر بہت غرور ہوتا تھا

وہ اکثر اپنی باتوں سے عالین اور صائمہ کو نیچا دکھاتی تھی مگر عالین کیانی اُسے نظر انداز کر دیتی
 — تھی

لندن میں قیام کے دوران سالار درانی سے عالین کی ملاقات ہوئی اور وہ عالین پر دل و جان سے فدا ہو چکا تھا

سالار درانی اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا اُس کی بہن شازیہ درانی کی شادی حیدر شاہ سے ہوئی تھی جو شازیہ درانی کو باقی مردوں کی طرح پاؤں کی جوتی سمجھتے تھے انہوں نے شازیہ کو کبھی وہ مقام نہ دیا جس کی وہ مستحق تھیں

شازیہ درانی زیادہ تر اپنے والد کے پاس رہتی تھی اور اُن کا بڑا بیٹا زاق حیدر شاہ بھی اپنے نانا کے پاس ہی رہتا تھا۔ جب عالین کیانی سالار درانی کے ساتھ ریلیشن شپ میں آئی تو زاق حیدر کا خیال وہ خود ہی رکھتی تھی۔ شازیہ بیگم کی خرابی طبیعت اور ان کی اپنے میاں کے ساتھ ناچاقی نے ان کو ہمیشہ زاق سے لاپرواہ رکھا اور وہ اس سے مکمل طور پر غافل ہو چکی تھیں

عالین کیانی اپنی اتنی ٹف روٹین ہونے کے باوجود زاق کے لئے وقت نکالتی تھی اور پھر ایک حادثے نے عالین کیانی کو جب ہر رشتے سے غافل کر دیا اُسے دنیا سے بے خبر کر دیا

ایسے میں سالار درانی اور زاق حیدر شاہ وہ دو لوگ تھے جو عالین کو دوبارہ سے زندگی کی
— طرف لے کر آئے

اور عالین کیانی اس بات کو مانتی تھی زاق حیدر شاہ عالین کیانی کے لئے کیا تھا یہ بات زاق
— حیدر شاہ خود بھی بخوبی جانتا تھا



عالین کیانی ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنے میک اپ کو آخری ٹچ دے رہی تھی جب
— عنود درانی کمرے میں داخل ہوئی

— ماما آپ کہیں جا رہی ہیں؟ عنود اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے بولی

نہیں — میں نہیں جا رہی بلکہ کوئی آ رہا ہے میرے گھر — عالین کے چہرے پر ایک
— سکون تھا ایک چمک تھی جو اس کے چہرے کو رونق بخش رہی تھی

— عنود نے دل ہی دل میں اپنی ماں کی دائی خوشیوں کی دعا کی

— اوکے ماما — میں پھر بابا کے ساتھ جا رہی ہوں کہیں

WeAreinvited__

— عنود نے عالین کو آگاہ کرتے کہا — اور اس سے ملتے ہوئے کمرے سے چلی گئی

— عالین تیار ہو کر ہال میں بیٹھی اُس کا انتظار کرنے لگی

— انتظار کی گھڑیاں کتنی طویل اور کٹھن ہوتی ہیں یہ بات آج عالین کیانی کو معلوم ہوئی تھی



آسمان پر ابر خوب برس رہا تھا۔ میجر زاوق حیدر اپنی ذاتی گاڑی میں بیٹھا گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ رات اُس کی عنود درانی کو یاد کرتے گزری وہ اپنی کیفیت سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر سب کچھ جان کر انجان بننا میجر زاوق کی مجبوری تھی۔ اُسے اپنی اس قدر بے بسی پر طیش آنے لگا۔ وہ بہت کچھ سوچتا ہوا عالین کے پاس جا رہا تھا مگر وہ جانتا تھا اس کے پاس الفاظ کم پڑ جائیں گے وہ خود کو ڈیفنس نہیں کر پائے گا

— ڈیم۔ اٹ۔ اُس نے زور سے اپنا ہاتھ ڈیش بورڈ پر مارا

اس کی گاڑی کا رخ شہر کے پوش ایریا کی طرف تھا۔ آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ اپنی مطلوبہ لوکیشن پر پہنچا

جہاں سے وہ دلکش حسینہ سیاہ کچوئل میکسی پریڈ لاٹک کوٹ کندھوں پر ڈالے سیاہ گلاسز لگائے ہلکے میک اپ میں بھی کلاسی اور گارجینس لگ رہی تھی اور میجر زاوق ایک بار پھر اُس کی خوبصورتی کا قائل ہوا

— میجر زاوق مسمرانز سا اُسے دیکھتا گاڑی سے نکلا
 عنود درانی شیڈ کے نیچے کھڑی بارش دیکھ رہی تھی وہ اس موسم کو انجوائے کرنا چاہتی تھی
 مگر وہ کسی فنکشن میں انوائٹڈ تھی اس لئے اپنی تمام تر خواہش کا گلہ گھونٹتے وہ بارش کو
 — صرف دیکھنے لگی

میجر زاوق جو کہ ایک نفیس شخصیت کا مالک تھا اپنی تمام تر مردانہ وجاہت اور غرور کی پرواہ
 — کیے بغیر مسمرانز سا عنود درانی کی طرف قدم اٹھانے لگا

عنود نے جیسے ہی کسی کی نظروں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کی تو نظریں اٹھاتے سامنے
 — دیکھا

سامنے ہی وہ شخص اپنی مردانہ وجاہت کے ساتھ کھڑا اُسے گھور رہا تھا۔ اگر کوئی اور لڑکی
 ہوتی تو ضرور میجر زاوق کی طرف قدم بڑھاتی مگر یہاں مقابل عنود درانی تھی۔ جسے اپنے
 حُسن پر مان تھا تو اُسے اپنی عزت اور وقار ہر چیز سے بڑھ کر تھا۔ وہ میجر زاوق کو نظر انداز
 — کرتی گاڑی کی طرف بڑھی

میجر زاوق کو اپنا یوں نظر انداز ہونا ایک آنکھ نہ بھایا وہ ایک ہی جست میں عنود کے سامنے
— کھڑا ہوا

عنود نے نظر اٹھا کر زاوق کی طرف دیکھا اور پھر ایک طنزیہ مسکراہٹ اُس کے لبوں کو چھو
— کر گزری

افس یہ پاکستانی مرد جہاں بھی اکیلی لڑکی دیکھتے ہیں منہ سے رال ٹپکنا شروع ہو جاتی —
— کتے کی طرح للچاتی نظروں سے دیکھنا شروع کر دیتے ہیں

عنود درانی کی یہ بات میجر زاوق کی انا کو کاری ضرب لگا چکی تھی وہ اپنا غصہ دباتا عنود کی
— طرف بڑھا

Anood behave yourself —

میجر زاوق نے عنود کو کندھوں سے پکڑے اپنے قریب کیا۔ میجر زاوق کی مضبوط انگلیاں
— عنود کے کندھوں کو چھو رہی تھیں مگر وہ ضبط کرتے بولی

سائیں لیومی لون۔ آپ جیسے پہلے چھوڑ کر چلے گئے ہمیں اب بھی چلے جائیں۔ نفرت
ہے ہمیں آپ سے سائیں۔ نفرت ہے ہمیں آپ کے اُس شرافت کا بادلہ اوڑھے
— بے غیرت اور دلال خاندان سے

عنود کے لہجے کی سختی نے میجر زاوق کو شرمندہ کیا مگر وہ اپنی شرمندگی کو پس پشت ڈالتا
آگے بڑھا اور عنود کے خوبصورت ہونٹوں پر اپنے ہونٹ ثبت کیے کافی دیر تک وہ اس کی
سانسیں چراتا رہا۔ عنود نے زاوق کو کمر سے پکڑ لیا تھوڑی دیر بعد زاوق نے اُس کی جان
— بخشی کی اور اب عنود کے نچلے ہونٹ پر اپنا انگوٹھا رگڑتے بولا

قسم ہے مجھے ان لبوں کے شیریں جام کی۔ اس دلکش سراپے کی یہ نفرت محبت بلکہ
— عشق میں نہ بدلی تو زاوق حیدر شاہ نام نہیں میرا مافی باربی

میجر زاوق کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ نے عنود درانی کو حیران کیا مگر وہ خود کو کمپوز کرتی
— فقط اتنا بولی

InyourDreamSaiyn—
— عنود نے جواب دیا

— عنود کے طنزیہ جواب پر میجر زاوق اس کے گال تھپتھپاتا اندر کی طرف بڑھا



— میجر زاوق جیسے ہی درانی ہاؤس کے ہال میں پہنچا تو سامنے ہی عالین کو اپنا منتظر پایا

— عالین کیانی آگے بڑھتے اس کے گلے لگی۔ میجر زاوق نے عنود کی پیشانی پر بوسہ دیا

— آنی رینلی مسڈیو آنی۔ میجر زاوق نے محبت بھرے لہجے میں عالین سے کہا

— ارے تمہارے کپڑے گیلیے ہو گئے۔ عالین پریشانی سے بولی

— کوئی بات نہیں ڈرائے ہو جائیں گے۔ میجر زاوق جیکٹ اتارنا سٹینڈ پر لٹکاتے بولا

رکو میں تمہارے لیے ڈریس لے کر آتی ہوں تم چیلنج کر لو۔ عالین نے زاوق سے کہا
— وہ جیسے ہی مڑی زاوق نے اُس کا ہاتھ تھام لیا،

— نوئیڈ۔ آپ بس یہاں بیٹھیں میرے پاس۔ زاوق نے مان سے کہا

عالین اس کی طرف دیکھ مسکرائی
— ویسے آپ مشرقی لباس میں زیادہ اچھی لگتی ہیں۔ میجر زاوق نے ستائشی انداز میں کہا

عالین کیانی نے برانڈڈ شلوار قمیض پہن رکھی تھی اُس نے یہ ڈریس میجر زاوق کے احترام
— میں پہنا تھا

وہ ویسٹرن پہننے کی عادی تھی اُسے لوگوں کی نظروں کی پرواہ نہ ہوتی تھی مگر میجر زاوق وہ واحد شخص تھا جس کے سامنے وہ خود کو اس کی پسند کے مطابق ڈھالتی تھی

— عالین کیانی نے زاوق کے بوٹ دیکھے تو وہ گندے ہو چکے تھے

— وہ زمین پر بیٹھی زاوق کے بوٹ اپنے ڈوپٹے سے صاف کرنے لگی

— آنی۔ آنی یہ کیا کر رہی ہیں؟؟ میجر زاوق شاکڈ سا اُس سے دور ہوا

تم وہ واحد شخص ہو زاوی جس کے جوتے کی دھول عالین کیانی اپنے ڈوپٹے سے صاف کرنا چاہتی ہے

عالین کے یہ الفاظ میجر زاوق کو حیران کر گئے وہ اُس کے پاس زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا اور اس کے کندھوں سے تھامتے بولا

آپ جانتی ہیں آنی آپ وہ واحد عورت ہیں جسے میجر زاوق کبھی اپنے قدموں میں بیٹھا نہیں دیکھ سکتا۔ آپ میری زندگی کا سب سے خوبصورت حصہ ہیں اور آپ میجر زاوق کے دل کے ایک خاص کونے میں بڑے طمطراق سے رہتی ہیں آنی

— میجر زاوق نے عالین کے ہاتھوں کو تمام کیا

— عالین کی آنکھوں میں آنسو آنے لگے جسے میجر زاوق نے اپنے پوروں سے چُن لیا

اوہ ویری ایمو شل سین — مریمہ درانی کی آواز پر دونوں چونک کر اُسے دیکھنے لگے جو ان کے پیچھے کھڑی ایک ادا سے اپنی کمر پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی

آنی ڈونٹ لائیک ٹو ایمو شل سینز — پلیز کٹ داسین — مریمہ درانی اپنے ہاتھوں کو جھلاتی — ان دونوں کے گرد گھومتے بولی

ڈرامے باز لڑکی۔ میجر زاق نے اُس کے کان پکڑے

۔ اوہ زامی بھیا۔ لومى۔ پلیراٹس ہرٹنگ۔ مریمہ اداکاری کرتے بولی

۔ اُس کے بچکانہ انداز پر میجر زاق اور عالین دونوں کھل کر مسکرائے

وہ ان دونوں کے درمیان اپنی جگہ بناتی اپنا ایک بازو زاق کے بازو میں ڈالے دوسرا بازو
۔ عالین کے بازو میں ڈالے چلنے لگی۔ اور اب اس کی نان سٹاپ باتیں شروع ہو چکی تھی

MyhappienessTalkativeMachine_

۔ میجر زاق اس کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے مان سے بولا

۔ جس پر مریمہ درانی اس کے کان میں سرگوشی کرتے بولی

بھیا۔ آپ نے لپ اسٹک لگانا کب سے شروع کی۔ مریحہ نے ایک آنکھ دباتے زاق
— کے کان میں سرگوشی کی جس پر زاق سٹپٹا سا گیا

کچھ نہیں یہ پتا نہیں۔ سیریسلی مریحہ۔ تم میری ریگنگ کر رہی ہو۔ زاق نے اُسے
— آنکھیں دکھاتے کہا

مریحہ نے میک اپ وائپ اس کی طرف بڑھاتے کہا

اس سے پہلے کہ ماما ایوشل سین سے منکل کر آپ کی ریگنگ سٹارٹ کر دیں اس لپ
— اسٹک کے نشان کو صاف کریں۔ ہا ہا ہا

— مریحہ نے اُسے خطرناک دھمکی لگانی میجر زاق بھاگتے ہوئے کمرے میں گھس گیا

اف یہ ماں بیٹیاں۔ مل کر پاگل کر دیں گی مجھے

میجر زاوق آئینے کے سامنے کھڑا میک اپ واپز سے لپ اسٹک صاف کرنے لگا جو کہ اس
— کے ہونٹوں پر لگی ہوئی تھی

اُسے وہ منظر یاد آیا تو وہ دل میں ہی اپنی باربی کو حاصل کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا یہ سوچے بغیر
— کہ وہ زائم شاہ کے ساتھ کتنا برا کرنے والا ہے



کمرے میں گھپ اندھیرا تھا فقط موبائل کی لائٹ سے کمرے میں روشنی کی ایک لکیر تھی۔
— وہ لڑکی اپنے عاشق کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی

— ہنی تمہیں ایک ویڈیو بھیجوں گا دیکھ کر بتانا کیسی ہے۔ اُس لڑکے نے کمینگی سے کہا

— اوکے ایم ویڈیو۔ لڑکی نے اُسے جواب دیتے فون بند کیا

کچھ سیکنڈ بعد اس کے فون پر نوٹیفیکیشن ٹون سنائی دی جسے اُس نے جیسے ہی اوپن کیا تو دیکھ
— کر حیران ہو گئی

— یہ رومانٹک ویڈیو تھی۔ لڑکی شرم سے لال چہرہ لیے لڑکے کو کال کرتی ہے

— یہ کیا بھیجا تم نے۔ لڑکی کے پوچھنے پر لڑکا زوٹھے لہجے میں بولا

او کم آن ہنی۔ یہ وہی ہے جو تم اور میں کرنا چاہتے ہیں۔ بس ان لڑکا لڑکی کی جگہ خود کو اور
مجھے امیجن کرو

لڑکے نے لڑکی سے کہا وہ بہت شاطر دماغ تھا لڑکیوں کی نفسیات کو سمجھتا تھا اور وہ اس لڑکی
کو بھی ٹریک پر لانا چاہتا تھا مگر اس کے لئے اُسے صحیح وقت کا انتظار تھا

لڑکی اس ویڈیو میں موجود لڑکا لڑکی کی جگہ خود کو امیجن کرنے لگی اور پھر اس سے اور بولڈ ویڈیوز
— مانگی

آہستہ آہستہ لڑکا اُسے گندی ویڈیوز کی طرف لانے لگا اور اب اس لڑکی کو لت لگ چکی تھی
 — وہ ہر رات اپنے کمرے میں ان گندی ویڈیوز کو دیکھ کر اپنے جذبات کی تسکین کرتی تھی
 آج بھی وہ اپنے اس شیطانی عمل میں مصروف تھی جبکہ اس کی ماں اسے کمرے کے باہر
 کھڑی آوازیں دیتی رہی مگر وہ لڑکی اپنی ماں کو نظر انداز کرتی اس لڑکے کی ہدایات پر عمل
 — کرتی ساتھ ہی ویڈیوز دیکھتی اپنی عزت کو پامال کروانے کی طرف پہلا قدم بڑھا چکی تھی



وہ سیڑھیاں اترتا ڈاننگ ہال میں بڑی بے نیازی سے قدم رکھتا سب کی طرف ایک نظر
 — دیکھتے بولا

ہیلو ایوری ون — اوپس سوری السلام علیکم — سدید شاہ جو کہ سب کو اپنے مخصوص سٹائل
 — میں مخاطب ہوا ہی تھا کہ دادی کے گھورنے پر سلام کہتا کرسی گھسیٹتا بیٹھ گیا

اور کیسی چل رہی ہے روٹین۔؟ کیا ارادے موصوف کے؟؟ حیدر شاہ اپنے بیٹے کو
— کھانے میں مصروف دیکھتے ہوئے بولے

کچھ خاص نہیں۔ ابھی تو سی ایس ایس کی تیاری کر رہا ہوں۔ میرا ارادہ آگے چل کر
— بیورو کریسی میں جانے کا ہے

— اس کے انکشاف پر شازیہ بیگم کے علاوہ سب نے چونک کر دیکھا

سی ایس ایس کیوں؟؟ فیملی بزنس کیوں نہیں؟؟ حیدر شاہ نے حیرانگی سے اپنے بیٹے سے
— پوچھا

بس ایسے ہی میرا دل چاہا۔ سدید شاہ کے سرد لہجے نے حیدر شاہ کو خاموش کر دیا۔ وہ عمر
کے اس حصہ میں اپنی اولاد کے سامنے شدید شرمسار تھے۔ زواق پھر بھی ان کا احترام اور
عزت کرتا تھا مگر سدید حیدر شاہ اپنی ماں کے علاوہ شاہ ہاؤس کے کسی بھی فرد سے کلوز نہ
— تھا

—سدید ایک بار پھر سوچ لو۔ بی جان نے حیدر کی پوزیشن کو سمجھتے ہوئے سدید سے کہا

جب چاچو نے یہ قیلید جوائن کیا تھا تب آپ لوگوں نے اُن کو بھی ایسے ہی ٹوکا تھا۔ وہ جو فش کو فارک سے کاٹنے کی کوشش کر رہا تھا جھنجھلاتے ہوئے فارک پلیٹ میں رکھتا بولا

سدید تم جانتے ہو سسٹم میں کتنی تبدیلیاں اور خرابیاں آچکی ہیں۔ تب وقت اور تھا اب — اور ہے۔ بی جان نے اپنے تئیں بات کو جاری رکھا

ارے چھوڑیں ناں دادو۔ ہمارا سدید ان خرابیوں کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا۔
— اور یہ تبھی ممکن ہے جب وہ اس سسٹم کا حصہ بنے گا
— التفات شاہ نے موضوع کو بدلنے کے لئے اپنی بات کا آغاز کیا

ریٹلی کرن؟ آریو سیریس؟ ہاہاہاہاہاتم سے کس
لئے سسٹم کا حصہ بننا چاہتا ہوں؟ نو نوڈیئر کرنز
— کے لئے آسان لفظوں میں عیاشی کے لئے جو

ملتی ہے ساتھ ہی ساتھ گورنمنٹ کی طرف سے ملنے والے مراعات سے ان کا لائف سٹائل
بادشاہوں کی طرح ہوتا ہے۔ اب تم اب تاج چاچو کو دیکھ لو وہ اپنے شہر کے بے تاج
بادشاہ ہیں اور کوئی بھی شخص ان کے شہر میں ان کی مرضی کے بغیر سانس نہیں لے سکتا
—مجھے بھی بس اتنا پروٹوکول اور پاور چاہیئے

—رہی بات بزنس کی تو بزنس کر کے میں پیسہ کما سکتا ہوں پاور نہیں

— رہی بات بزنس کی تو بزنس کر کے میں پیسہ کما سکتا ہوں پاور نہیں

Andi want to be powerful

want to be powerful

want to be powerful

— اور پاور مجھے اس فیلڈ میں آسانی سے مل سکتی ہے

سید شاہ کی آنکھوں میں پاور حاصل کرنے کا ایک جنون کا تھا اور وہ اس جنون میں ہر حد سے
— گزرنا چاہتا تھا

پہلی بار بی جان کو اپنی ہی اولاد سے خوف آنے لگا۔ اس پاور کی لست نے پہلے بھی کتنی
— زندگیاں تباہ کی تھیں جانے اب پھر کیا ہونے والا تھا

— وہ دل ہی دل میں اللہ سے بہتری کی دعائیں کرنے لگیں
زاوق مجھے تم سے ایک ہیلپ چاہیے۔ آج عزائم شاہ نے زاوق کو کال کی زاوق ابھی ہی
— عالین کے ساتھ پورا دن گزار کر گھر لوٹا تھا جب عزائم کی کال نے اُسے حیران کیا

ہاں بولو۔ زائم از ایوری تھنگ اوکے؟؟ زاوق نے عزائم سے پوچھا

زاوی ایچو نلی میرا کانٹریکٹ ایک کمپنی سے ہوا تھا میں ان کا برینڈ ایمبسڈر تھا مگر مجبوری
— کے تحت میں پاکستان نہیں آ سکتا

اور یہ برینڈ مجھے بہت کچھ سپانسر کرتا رہا ہے پلیز تم وہاں جا کر میری جگہ ماڈلنگ کر لو۔ پلیز
— زواق

بٹ میں ایسے کیسے؟؟ میں تمہاری طرح ہینڈ سٹم بالکل بھی نہیں۔ میجر زواق نے انکار
، کرتے کہا

You have a photogenic face Zawaq—

عزائم شاہ زواق کی تصویروں کی طرف دیکھتا بولا جو وہ اپنے سامنے لیپ ٹاپ کی سکرین پر
— دیکھ رہا تھا

عزائم نے زاق کو قائل کرنے کی کوشش کی۔ زاق اس کو انکار نہ کر سکا اور عزائم کے سینڈ کیے گئے ایڈریس پر پہنچا

۔ جہاں سب لوگوں نے اُسے ہاتھوں ہاتھ لیا

اس نے فوراً سے کپڑے چیلنج کیے اور زرا سے میک اپ کے بعد زاق حیدر اپنی لکس دیکھ
۔ حیران ہوا

وہ عزائم شاہ کی کاربن کاپی لگ رہا تھا اور کسی کے لئے بھی دونوں میں فرق کرنا آسان نہ
تھا۔

تھینک گاڈ ایسے تو اگر حویلی والوں کو پتا بھی چلا تو بھی اُن کے لئے پہچاننا مشکل ہوگا

۔ اب زاق مطمئن سا بیٹھا ادھر ادھر دیکھنے لگا

سر لیڈی ایبیسڈر بس آتی ہی ہوں گی۔ اُس کے اُکتاتے چہرے کو دیکھتے ایک آرٹسٹ
— بولا

زاق نے سر ہلایا۔ تھوڑی دیر بعد عنود بلیک انڈین سٹائل ساڑھی پہنے ہیوی میک اپ
— بال کھولے اینٹر ہوئی میجر زاق ایک بار پھر مسمرائز ہوا

عنود زاق کو وہاں دیکھ بالکل حیران نہ ہوئی اُسے عزائم سب کچھ کال پر بتا چکا تھا
— دونوں نے ایک دوسرے سے کوئی بات نہ کی

— اب زاق اور عنود لان میں پہنچے۔ جس کو بہت خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا

— سر آپ میم کی کمر میں ہاتھ ڈالیں اور اُن کی طرف محبت سے دیکھیں

— کیمرا مین ان دونوں کو پوز سمجھا رہا تھا جبے دونوں خاموشی سے سن رہے تھے

—کیمہ

—ایکشن

سٹارٹ

—بیک گراؤنڈ میں میوزک چل رہا تھا جسے وہ دونوں محسوس کر رہے تھے

میری پہلی محبت ہے

میری پہلی یہ چاہت ہے

میری اتنی سی حسرت ہے

گلے لگ جانہ جا

اب میجر زاوق عنود کی پشت پر کھڑا ہوا اور اس کی ویسٹ پر دونوں ہاتھ رکھے اُسے اپنی طرف
کھینچا جس پر عنود اُس کی طرف دیکھنے لگی وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں گم مکمل
— طور پر ایک دوسرے کے سحر میں جکڑے ہوئے تھے

تیری بانہوں میں راحت ہے
تیری زلفوں میں جنت ہے

میری اتنی سی حسرت ہے
— گلے لگ جانے جا

سلکے سلکے بدن ہیں
لکھے لکھے سے من ہیں
— بڑھتی جاتی ہے تن کی پیاس

بہکی بہکی ہیں راتیں

مہکی مہکی ہیں سانسیں
— رہنا رہنا تو دل کے پاس

اب زاق نے کمر سے پکڑتے عنود کا رخ دیوار کی جانب کیا اور
— خود اس کی پشت پر کھڑا اس کی کمر پر اپنی انگلیاں پھیرنے لگا
— اُس کے اس قدر بولڈ فوٹوشوٹ پر پروڈیوسر بھی حیران سا انہیں دیکھنے لگا
— وہ دونوں ایک دوسرے میں مکمل مدہوش ہو چکے تھے

زاق حیدر نے عنود کا رخ اب اپنی طرف کیا اور اُسے کمر سے پکڑے اپنی بانہوں میں اٹھا
— عنود نے اپنی بانہوں کا حصار اس کی گردن کے گرد بنایا اور زاق نے اپنی ناک عنود کی
— ناک سے ٹکرائی

تو اگر سامنے ہو تو میں خود کو
کیسے رکھ پاؤں ہوش میں

ڈرتا ہے دل یہ خطا کر
نہ بیٹھے جوش میں

بدلا بدلا ہے موسم
پگھلا پگھلا ہے یاون
جاگے جاگے ہیں اب احساس

وہ دونوں ایک دوسرے میں گم بولڈ فوٹو شوٹ میں مصروف تھے اس بات سے بے خبر کہ
وہاں ان کے علاوہ بھی کئی لوگ تھے

اوکے گائیز— یوڈیو ریمیسٹ— پروڈیوسر ان دونوں کی حالت سمجھتے صورتحال پر قابو
— کرتے انہیں ہوش دلاتے بولے

عنود پہلے ہوش میں آئی اور خود کو کمپوز کرتی زائق سے بولی

زاوی۔ شوٹ ہو چکا ہے۔ میری کمر سے ہاتھ ہٹائیں۔ عنود نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا

مگر وہ اپنی دھڑکنوں کو نارمل کرنے کی کوشش کرتی رہی جو کہ زاوی کی زیرک نظروں سے پوشیدہ نہ رہ سکی

I will bound you to make a love with me Anood Durani__

۔۔۔ میجر زاوی یہ کہتے ہی آگے بڑھا جب عنود کی آواز اس کے کان سے ٹکرانی

میں اور محبت ایک دوسرے کے لئے بنے ہی نہیں سائیں اور ویسے بھی آپ جیسے عظیم انسان مجھ جیسی بدکار لڑکی کے ساتھ ریلیشن بناتے محبت کرتے اچھے نہیں لگیں گے

۔۔۔ عالین کے لہجے کی کاٹ کو میجر زاوی نے محسوس کیا مگر وہ کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہ تھا

ایک گونج اس کے کانوں میں گونجی

— بدکار — بدکار

#بدکار

#ماہی۔راجپوت

#قسط نمبر 4

#boldromanticnovel

#Do_not_copy_paste_without_my_permission

بلیک بیک لیس ساڑھی پر کھلے لمبے بال کرل کیے ایک کندھے پر ڈالے سرخ لپ اسٹک
سے سبھے ہونٹ اور ہونٹوں کے پاس تل، سبز آنکھیں گھنی مڑی پلکیں دراز قد کی عالین
کیانی خوبصورتی کے ساتھ ایک پروتار شخصیت کی حامل عورت تھی۔ وہ اپنے سبھے

سنورے روپ کو آئینے میں دیکھ کر اپنا تنقیدی جائزہ لیتی اب صوفے پر بیٹھی اپنے جوتے کی سٹرپس بند کرنے میں مصروف تھی

اُس کا زہن مکمل طور پر اُبجھا ہوا تھا کیونکہ کل رات زائق نے اُسے کال کر کے سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ سالار درانی کے ساتھ نا انصافی کر رہی ہے مگر عالین سب کچھ سمجھنے کے باوجود اپنے دل کے ہاتھوں بے بس تھی وہ چاہ کر بھی سالار کی حق تلفی سے باز نہ آتی تھی

آج صبح سالار عنود اور مریمہ کو لے کر گھومنے چلا گیا تھا کیونکہ عالین نے معذرت کر لی تھی وہ آج کسی کالج کے افتتاح کی تقریب میں مدعو تھی

وہ ابھی انہی سوچوں میں گم تھی جب فون کال نے اُسے اپنی طرف متوجہ کیا

صائمہ کالنگ لکھا دیکھ اُس کے چہرے پر مبہم سی مسکراہٹ آئی اُس نے جلدی سے کال ریسپونڈ کی

HelloMyDarling__howareyou??

آج مجھ غریب کی کیسے یاد آگئی؟؟

عالین کیانی نے ایک ساتھ کئی سوال کیے اُس کے انداز پر دوسری جانب صائمہ مسکرائی

میں ٹھیک ہوں میری جان — تم بتاؤ؟ اور غریب اور تم؟؟ ہا ہا ہا ہا — یہ تو سب سے
— بڑا جھوٹ ہے کہ عالین کیانی ایک غریب عورت ہے

صائمہ نے کھلکھلاتے ہوئے کہا مگر عالین اس کی بات کو نظر انداز کرتے بولی

— کیا کام تھا صائمہ؟؟ کال کس لئے کی؟؟ عالین کے دو ٹوک لہجے نے صائمہ کو حیران کر دیا

عالین کیا مجھے کام ہوگا تو ہی میں کال کر سکتی؟؟ لائک سیر یسلی عالین؟؟ صائمہ شاکڈ سی بولی

مجھے مت بناؤ صائمہ۔ میں لوگوں کو جس آنکھ سے دیکھتی ہوں تم نہیں دیکھ سکتی۔ میں جانتی ہوں کون کب کیسے اپنے مفاد کے لئے ہمیں استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

عالین کیانی نے تلخی سے کہا اس کی تلخی کو محسوس کرتے صائمہ نے اپنا سر دیوار سے ٹکایا۔ اور گلاس وال سے اپنی آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے شہر کو دیکھنے لگی۔

اُس کی دوست عالین ہر رشتے کو لے کر اتنی تلخ ہو جائے گی، بدگمان ہوگی یہ اس نے خواب میں بھی نہ سوچا تھا۔

عالین عزائم پاکستان آنا چاہتا ہے۔ صائمہ نے اپنے دل کی بات بول دی اور وہ اب عالین کی طرف سے جوابی حملے کے لئے خود کو زہنی طور پر تیار کر چکی تھی۔

ٹھیک ہے اُسے بھیج دو۔ میں عزائم شاہ بخاری کی عزت اُس کی شان کے مطابق کروں گی۔ عالین کیانی نے یہ بولتے ہی کال کاٹ دی۔

وہ عزائم شاہ کو جانتی تھی انتہا کا خوب و مرد خو بصورت گہری سبز آنکھوں والا عزائم شاہ
شاندار پرسنالٹی کا مالک اُسے کسی کی یاد دلا دیتا تھا وہ ہر ممکن کوشش کرتی تھی کہ عزائم شاہ
سے او ایڈ کرے

— مگر وہ عنود کا دوست ہونے کی حیثیت سے کئی بار اُس سے مل چکا تھا

عالین کیانی کو عزائم کے اس خوبصورت چہرے سے شدید نفرت محسوس ہوتی تھی مگر وہ
چاہ کر بھی کبھی اظہار نہ کر سکی

— اس سے نفرت کی دو وجوہات تھیں
وہ جانتی تھی کہ وہ ایک بے قصور لڑکا ہے اُس کا عالین کے ماضی سے کوئی لینا دینا نہیں وہ
فقط کسی سے چہرے میں عادات میں مماثلت کی بنا پر اس سے نفرت کرتی تھی

— اور سب سے بڑی وجہ تھی اُس کی میٹی

عزائم شاہ اُس کی بیٹی کے دل پر راج کرتا تھا اور یہ وہ اہم بات تھی جو عالین کیانی کو سخت
— ناپسند تھی وہ کسی صورت اپنی بیٹی کو عزائم شاہ کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی تھی

عالین کیانی اپنی بیٹی کے جذبات سے مکمل طور پر واقف تھی مگر اس کے باوجود وہ اُس
— کے سامنے یوں پوز کرتی تھی جیسے وہ اپنی بیٹی کے جذبات سے سراسر لاعلم ہے

دوسری جانب صائمہ نے جب عزائم سے عالین کے ساتھ کی گئی کال کا ذکر کیا تو وہ اپنی
— ماں کی بات سن کر حیران ہوا

اور آپ سے کس نے کہا کہ میں پاکستان جانا چاہتا ہوں؟؟ ماما — آپ جانتی ہیں عالین آنٹی
مجھ سے نفرت کرتی ہیں اس کے باوجود آپ مجھے اُن کے گھر بھیج رہی ہیں — عزائم نے
— اپنی ماں سے استفسار کیا

عالین کی نفرت بے بنیاد ہے عزائم اور میں عالی کی نفرت کی وجہ سے تمہاری اور عنود کی
— لائف سپاٹل نہیں ہونے دوں گی

تم جاؤ عالی کو مناف اُسے احساس دلاؤ کہ تم میں اور ابھاج شاہ میں فرق ہے۔ تبھی وہ تمہارے اور عنود کے بارے میں صحیح ڈیسیجن لے گی۔ صائمہ شاہ نے اپنے بیٹے کو سمجھاتے ہوئے کہا

نوما۔۔۔ عالین آنٹی کو اگر مجھ سے نفرت کر کے سکون ملتا ہے تو مجھے اُن کی یہ نفرت قبول ہے۔ آخر کو ابھاج شاہ کا بھتیجا ہوں کچھ تو سزا ملنی چاہیئے مجھے بھی اور رہی بات عنود کی۔ میں عزائم شاہ بخاری خود کو عنود سالار درانی کے قابل نہیں سمجھتا

میرا خاندان جو زیادتی اس کی ماں کے ساتھ کر چکا ہے اس کے بعد میرا نہیں خیال کہ عنود سالار درانی مجھ پر میرے خاندان پر تھوکتا بھی پسند کرے گی

عزائم شاہ یہ کہتے ہی وہاں سے چلا گیا۔ وہ اپنی محبت سے دستبردار ہوا تھا وجہ صرف اس کا خاندان نہیں تھا بلکہ سب سے بڑی وجہ عنود اور زاوق کی جذباتی وابستگی تھی

اُس نے رات ہی وہ فوٹو شوٹ دیکھا تھا اور وہ محبت کرنے والا شخص تھا میجر زاوق کی
— آنکھوں میں عنود کے لئے جذبات اور محبت دیکھ چکا تھا

اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ شاہ خاندان میں وہ مقام عنود کو عزائم کی بیوی بن کر نہیں مل سکتا جو
— میجر زاوق کی بیوی بن کر ملے گا

عزائم شاہ اپنی محبت کو آباد کرنے کے لئے خود کو برباد کرنے کا فیصلہ لے چکا تھا۔ کیسا
عاشق تھا وہ اپنے دل کی دنیا اپنے ہی ہاتھوں ویران کرنے والا تھا۔ جانے اب قسمت کس
کا ساتھ دینے والی تھی



درانی ہاؤس کو خوب روشنیوں سے سجایا گیا تھا شہر کی ساری کریم موجود تھی۔ سیاستدان
بیورو کریٹس بزنس ٹائیکونز اس پارٹی میں موجود تھے مگر خاندانی روایات کو مد نظر رکھتے ہال کو
دو پارٹس میں سجایا گیا تھا

ایک طرف مردوں کا انتظام تھا دوسری جانب عورتوں کا۔ یہ پارٹی شاہ درانی کے بیٹے
— سالار درانی کی منگنی کی خوشی میں رکھی گئی تھی

اسٹیج پر بیٹھا سالار درانی وائٹ شلوار قمیض کندھے پر شال ڈالے بائیں ہاتھ میں رسٹ واچ
پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے بہت خوب رو لگ رہا تھا اس کے چہرے کی خوشی اور
طمأنیت نے اُسے اور وجہ بنا دیا تھا جبکہ اس کے دائیں جانب عالین کیانی وائٹ میکسی
زیب تن کیے بالوں کو کرل کر کے ایک کندھے پر ڈالے نظر لگ جانے کی حد تک حسین
لگ رہی تھی پورے ہال کی ستائشی نظریں اُن کے کپل کی طرف تھیں

عالین کی گود میں دو سالہ زاوق شاہ بیٹھا اُسے بہت دلچسپی سے دیکھ رہا تھا عالین بھی ساری
دنیا سے یکسر بے خبر زاوق کے معصوم چہرے کو تنکے میں مصروف تھی اُسے وہ بچہ ہر چیز
— سے بڑھ کر عزیز تھا اور زاوق تو شازیر بیگم سے زیادہ عالین کے ساتھ رہتا تھا

— سب لوگ خوش گپیوں میں مصروف تھے جب شاہ درانی آگے بڑھتے مخاطب ہوئے

عالین۔ سالار۔ کیا خیال ہے رسم شروع کی جائے۔؟

عالین نے اپنی دوست صائمہ اور زامیہ کی جانب دیکھا جو کہ بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔

بابا آپ تھوڑا سا ویٹ کر لیں۔ وہ بس آنے والا ہے۔ سالار کے کہنے پر عالین نے نظروں کا رخ سالار کی طرف کیا۔ اس کے چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات دیکھتا سالار مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے بولا

ویٹ ہنی۔ سم ون ویری شپیشل از کمنگ ان دس ایونٹ۔ سالار درانی کے کہنے پر عالین سر ہلاتی زاویہ کی طرف متوجہ ہوئی جو اپنے ہاتھ اس کی ٹھوڑی پر رکھے اُسے اپنی بات سمجھانے کی کوشش میں مصروف تھا

اچانک سے ہال کی لائٹس آف ہوئیں اور ڈھول کی تھاپ پر رقص کرتا ایک شخص ہال میں اینٹر ہوتا دکھائی دیا۔ کیمرے کی لائٹس آن کی گئیں تمام لائٹس کا فوکس اس شخص کی طرف

تھا جو کہ بہت مہارت سے ڈھول کی تھاپ پر رقص کرتا سب کو اپنی طرف متوجہ کر چکا
— تھا

And someone special is here—

سالار درانی نے عالین کے کان میں سرگوشی کی۔ عالین نے بھی سامنے دیکھا تو وہ دیکھتی
— ہی رہ گئی

سیاہ شلوار قمیض پر سیاہ ہی چادر کندھے پر ٹکائے پاؤں میں پشاوری چپل پہنے، براؤن بال
، گہری سبز آنکھیں، ستوان ناک، کلین شیو کیے وہ شخص انتہائی سوبر پرسنالٹی کا مالک ابہتاج
— شاہ تھا

عالین کیانی نے اس سے بڑھ کر حسین مرد نہیں دیکھا تھا وہ مسمرائز سی اُسے دیکھتی رہی
— ابہتاج شاہ اپنی شاندار پرسنالٹی کی وجہ سے پورے ہال کا مرکز نگاہ بن چکا تھا

ابتناج شاہ لندن سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد بجائے بزنس اور سیاست کے
 بیوروکریسی میں انٹرسٹڈ تھا۔ سی ایس ایس کا امتحان شاندار رزلٹ سے پاس کرنے کے
 بعد وہ اپنا آپ ملک کے بیوروکریٹس میں منوچکا تھا۔ وہ کم عمری میں ہی ایک کامیاب
 بیوروکریٹ بن چکا تھا

اس کی شہرت کی وجہ فقط بیوروکریسی نہیں بلکہ وہ سکیئنڈلز بھی تھے جن کی وجہ سے وہ
 — نیوز پیپر کی ہیڈ لائن میں رہتا تھا

اس کی زندگی کا ایک ہی مقصد تھا پیسہ کمانا۔ شہرت حاصل کرنا اب چاہے وہ پیسہ جائز
 — طریقے سے حاصل ہو یا ناجائز طریقے سے اُسے پرواہ نہ تھی

عورت زات کو وہ جوتے کی نوک پر رکھنے والا مرد تھا اس کی زندگی میں اس کی ماں کے علاوہ
 کسی عورت کی کوئی جگہ نہ تھی۔ وہ کئی دلوں کی دھڑکن تھا مگر اُسے پرواہ نہ تھی اُس کا واحد
 — دوست سالار درانی تھا

ابتناج شاہ کو اپنے اوپر کسی کی پر تیش نظریں محسوس ہوئیں تو اُس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو
— اسٹیج پر بیٹھی وہ دلکش حسینہ سیدھا اُس کے دل پر جا کر لگی

وہ مسمرانہ سا اُس کی طرف بڑھا اور یہی حال عالین کیانی کا تھا جو اس کی طرف آہستہ آہستہ
— قدم بڑھا رہی تھی

عالین کی محویت اس وقت ختم ہوئی جب اس نے اپنی کمر پر سالار کے ہاتھوں کو محسوس
کیا۔ سالار مسکراتے ہوئے عالین کو لیے آگے بڑھا اور ابتناج کے پاس پہنچتے ہی اس کے
— کندھے پر ہاتھ رکھے اپنی طرف متوجہ کیا

Ibtihaj Meetyour Bhaabi Aaleen Kiani__

— سالار کی آواز پر ابتناج چونکا اور اپنی آنکھیں سختی سے میچ لیں

Aaleen__MeethimheismybrotherIbthiajShah__

سالار درانی کے تعارف کرانے پر عالین بھی اپنے دل کو ڈپٹی اہتاج سے ہیلوہائے کرتی
— اسٹیج کی طرف بڑھ گئی

HowRude__

— اہتاج ناک چڑاتا سالار سے مخاطب ہوا

Nono__sheisnotRude__sheistired__youcomeand
let'senjoy__

سالار نے معاملے کی نزاکت کو سمجھتے اہتاج کا مائنڈ چیلنج کرنے کی کوشش کی۔ وہ خود بھی
— عالین کے بی ہیویر سے پریشان ہو گیا تھا



اہتاج شاہ اوپنگ سر منی میں پہنچ چکا تھا آج اُس نے سیاہ شلوار قمیض پر سیاہ ہی ویسٹ
کوٹ پہنا ہوا تھا۔ آنکھوں پر گالز لگائے وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا ادھر ادھر دیکھنے
— میں مصروف تھا

جب سامنے ہی اس کی نظر پڑی تو وہ مسمرانہ سا اُس کی طرف دیکھنے لگا
 بیس سال — بیس سال ہو چکے تھے وہ اُسے بیس سال بعد دیکھ رہا تھا اور وہ عورت پہلے
 — دن کی طرح اُس کو اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی

وہ عورت کوئی جادو گرینی تھی جو اتنی نفرت ہونے کے باوجود ابھاج شاہ اُسے دل سے
 — نہیں نکال سکا تھا

عالمین کیانی جو ہال میں اینٹر ہوتے ہی اُسے دیکھ چکی تھی اُس کے قدم وہیں جم گئے۔ وہ
 — اپنی سیکرٹری کے کہنے پر بڑی مشکل سے قدم اٹھاتی اسٹیج کی طرف بڑھ رہی تھی

عالمین کیانی کو لگا کہ اس سے زیادہ کمزور عورت اس دنیا میں کوئی بھی نہیں ہو سکتی۔ وہ اس
 — جگہ سے بھاگ جانا چاہتی تھی جب اُس کے کانوں میں ایک دلکش آواز ابھری

فرار ہر مسئلے کا حل نہیں ہوتا آئی۔ دنیا کو فیس کرنا سیکھیں۔ آسمان کی بلندیوں کو
 — چھونے کی کوشش کریں

— وہ اس آواز پر پیچھے دیکھتی ہے زاق قدم اٹھاتا اس کی طرف آ رہا تھا

میں نہیں کر سکتی فیس۔ میں کمزور ہوں۔ میں گر جاؤں گی زاوی۔ عالین کیانی نے دل کی بات کہی

آپ کا زاق کبھی آپ کو گرنے نہیں دے گا۔ ٹرسٹ می آئی۔ وہ عالین کا ہاتھ تھامتا
— اس سے مخاطب ہوا

زاق عالین کا ہاتھ تھامے اسٹیج کی طرف بڑھا اس کی آنکھوں میں ایک غصہ ایک وارنگ
— تھی جسے ابہاج شاہ نے چیلنج سمجھتے قبول کیا

— ارے بھتیجے تم یہاں؟؟ ابہاج شاہ حیرت سے بولا

مسز درانی کی سیکورٹی کے لئے اپوائنٹ کیا گیا مجھے۔ زاق نے عالین کی طرف دیکھتے
— کہا

کیوں فوج میں رہ کر فوج کا نام اور وقار خراب کر رہے ہو ان دو ٹکے کی اداکاراؤں کی غلامی
— کر کے۔ اب تاج شاہ زہر خند لہجے میں بولا

فخر مت کریں میں غلامی ہی کروں گا آپ کی طرح دلالی نہیں۔ زاق حیدر بھی ہر لحاظ
— بھلا لے اپنے چچا سے مخاطب ہوا

اب تاج شاہ ایک طنزیہ نظر عالین پر ڈالنے کے بعد ربن کاٹنے کا حکم دیتا اپنے فون کی طرف
— متوجہ ہوا

عالین کیانی جو کہ اپنی ایک جاننے والی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی جو س پیٹے اس کے
— ہاتھ سے گلاس چھوٹا اور اس کی ساڑھی پر جو س گرا

میم آپ پر نسل آفس کے واشروم میں جا کر صاف کر لیں۔ پر نسل اُس کے پاس آ کر
— مخاطب ہوئی جس پر اولین سر ہلاتی اس کے پیچھے چلتی آفس پہنچی

تھوڑی دیر بعد جیسے ہی وہ واشروم سے نکلی اور باہر کی جانب قدم بڑھائے کسی نے اُس کو پیچھے سے دبوچ لیا۔

اور اس کا چہرہ دروازے کی جانب کیے اس کے گرد بازو پھیلانے اسے دروازے کے ساتھ پن کیا۔

اب اس شخص نے آگے بڑھتے اپنے ہونٹ عالین کی گردن پر رکھے اور اسے کاٹنے کے انداز میں چومنے لگا۔

مجھے چھوڑ دو ابہاج پلیز۔ عالین نے ہانپتے ہوئے اس سے کہا

عالین درد سے سسکنے لگی۔ وہ ابہاج کے لمس سے نا آشنا نہ تھی مگر آج سے پہلے اس نے ابہاج کے لمس میں اپنے لیے محبت دیکھی تھی آج تو ابہاج اس کو نوچنے کی کوشش کر رہا تھا۔

عورت کتنی نادان ہوتی ہے ناں اپنے محبوب مرد کے چھونے کو اس کے نوچنے کو محبت سمجھتی اپنا آپ واردیتی ہے اور جب وہ محبوب مرد دل سے اترتا ہے تو احساس ہوتا ہے کہ اس کا چھونا محبت نہیں فقط حوس ہے۔۔۔ آج عالین کیانی کو بھی ابہتاج کی حوس کا اندازہ ہو چکا تھا۔۔۔

ابہتاج اس کے برہنہ سینے پر جھکا اپنی نفرت اور شدت انڈیلنے میں مصروف تھا جب۔۔۔ دروازہ زور سے کسی نے ٹھوکر مارنے کے انداز میں کھولا

عالین کیانی جس کی پشت دروازے کی طرف تھی وہ ابہتاج کے سینے سے لگی اور ابہتاج نے۔۔۔ نامحسوس انداز میں اس کے برہنہ سینے کو ساڑھی کے پلو سے ڈھکا
عالین جیسے ہی پیچھے مڑی تو زواق کو دیکھتے اس کا رنگ فق ہو گیا تھا۔۔۔ زواق حیدر نے ابہتاج کی بانہوں میں عالین کو دیکھا تو غصہ اور نفرت سے آگے بڑھا

ارے بھتیجے— کیا ہوا؟ تمہاری میڈم تو میرے ساتھ یہاں رنگ رلیاں منا رہی ہیں اور تم اس کی سیکیورٹی کا انتظام کر رہے ہو— ہا ہا ہا— اب تاج شاہ ہنستے ہوئے زاق سے مخاطب ہوا

عالین نے اب تاج کے چہرے کی طرف دیکھا وہ اپنے اور عالین کی قربت کو زاق کی نظر میں غلط رنگ دے چکا تھا— عالین کیانی ایک بار پھر بدکار کہلائی جانے والی تھی

ویسے اس بدکار عورت کو ہر دوسرے دن نئے عاشق کے ساتھ دیکھ کر تم بھی عادی ہو چکے ہو گے— اب تاج شاہ نے کمینگی کی انتہا کرتے کہا

زاق حیدر شاہ آگے بڑھتا اپنا کوٹ اتارتا عالین کی طرف بڑھاتا اب تاج شاہ کی طرف دیکھتے بولا

آپ جیسے کئی کتے ان کے تلوے چاٹنے کو بے چین رہتے ہیں مگر افسوس آپ اُن کتوں
 اور گدھوں کے باپ ہیں آئی۔ جی ابھاج شاہ۔ آپ کی اتنی اوقات نہیں کہ یہ عورت
 — آپ کو اپنی زندگی کے دو قیمتی پل بھی دے
 بدکاریہ عورت نہیں بدکار آپ ہیں جو اکیلی عورت کو نوچنے کے لئے اس کا فائدہ اٹھانے
 کے لئے اپنے عہدے تک کا لحاظ بھول چکے ہیں۔ اس سے پہلے کہ میں اپنے اور آپ
 — کے رشتے کا لحاظ بھول جاؤں دفعہ ہو جائیں یہاں سے

— دیکھ لوں گا تمہیں بھی اور اس دو ٹکے کی اداکارہ کو بھی

— ابھاج شاہ ایک غصیلی نظر زاق پر ڈالتا وہاں سے چلا گیا



— زاق — عالین کیانی نے کچھ بولنے کی کوشش کی تو زاق نے اُسے ٹوکتے ہوئے کہا
 بس کر دیں دیکھ لی آپ کی بہادری۔ بس باتیں بنانا آتی آپ کو — میں نہ ہوتا تو وہ بھیڑیا
 — آپ کو نوچ ڈالتا آئی

— زاق حیدر بے غصہ سے اپنے ہاتھوں کا مکا بناتے دیوار سے مارا

— عالین نے پیچھے سے اُسے ہگ کیا اور رونے لگی

— اب چلیں یہاں سے۔ زاق حیدر نے اس کا ہاتھ تھامے اُسے کمرے سے باہر لایا

وہ عالین کے ڈرائیور کو اس کی گاڑی گھر لے جانے کا آرڈر کرتا خود عالین کو اپنے اپارٹمنٹ لے آیا اور اُس کا بلڈ پریشر چیک کرنے کے بعد زبردستی اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلانے کے بعد دوائی دیتا اُسے سلا دیا

— وہ لائنس آف کرتا نمبر ڈائل کرتا کمرے سے نکلا اور فون کان سے لگایا

اس کی کال کاٹ دی گئی تھی مگر وہ ڈھیٹ بنا کال کرتا رہا جب ایک جھنجھلاتی ہوئی آواز اس کے کان سے ٹکرائی تو اس کے سپاٹ چہرے پر ایک مسکراہٹ کھل اُٹھی

سائیں جب کوئی شخص آپ کی کال نہیں ریسو کرتا تو اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ بڑی
— ہے۔ آپ سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ — عنود درانی اکتاتے لہجے میں مخاطب ہوئی

باربی۔ جب کوئی بار بار کال کرتا ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ اس نے ضروری بات
— کرنی ہے۔ زاق نے مسکراتے ہوئے نرم لہجے میں کہا

سائیں۔ بابا نماز پڑھنے گئے ہیں آپ کو جو کام ہے بتادیں میں ان کو میسج پہنچا دوں گی۔
— عنود نے ہتھیار ڈالتے کہا

ان کو بولو کہ آئی میرے اپارٹمنٹ میں ہیں ان کی طبیعت سیٹ نہیں ہے۔ میں کل چیک
اپ کرواؤں گا ان کا۔ جس دن واپسی ہوئی اس سے ایک دن پہلے ان کو چھوڑ آؤں گا
— گھر

— زاق کی بات سنتے عنود پریشانی سے بولی

کیا ہوا ماما کو سائیں؟؟ وہ ٹھیک ہیں؟؟ عنود کے لہجے سے چھلکتی پریشانی نے زاوق کو اداس
— کر دیا

ڈپریشن — زاوق کے یک لفظی جواب پر عنود نے کال بند کر دی اور وہیں صوفے پر بیٹھی
— ٹیک لگاتے مریحہ سے مخاطب ہوئی

ماما کتنی تکلیف میں ہوتی ہیں ناں مریحہ — ہم کتنی بد قسمت بیٹیاں ہیں جو ان کی تکلیف میں
— ان کے پاس نہیں جاسکتیں ان کے پاس بابا اور زاوی سائیں کے کوئی بھی نہیں جاسکتا

— مریحہ تلخی سے مسکراتے بولی

جس روز ماما کے نام کے ساتھ بدکار کا ٹیگ اتر گیا تو سب ٹھیک ہو جائے گا آپنی — وہ یہ کہتے
ہی کمرے میں چلی گئی
♥♥♥♥♥

Helloareyouthere???Iwannatalktoyou__

—مریخہ نے کمرے میں پہنچتے ہی سدید کو میسج کیا

Yes_I'mhere

سدید جو کہ سی ایس ایس کے ایگزامز کی تیاری کے لئے اکیڈمی جوائن کر چکا تھا ابھی کتابوں کا
ڈھیر سامنے رکھے موبائل کی بپ پر اس طرف متوجہ ہوا سا منے ہی مریخہ کا میسج دیکھتے
—مسکرایا

—کیا تم مجھ سے دوستی کر سکتے ہو؟؟ مریخہ نے اُسے دوستی کی آفر کی

نہیں — میں تو آپ سے فلرٹ کرنا چاہتا ہوں — فلرٹ کی اجازت دے دو مجھے —
—سدید نے اُسے فوراً ریپلائی کیا

دنیا کا پہلا شخص ہوگا جو فلرٹ کرنے کی اجازت مانگ رہا۔ ہاؤ شریف۔۔۔؟ مریحہ نے ہنستے ہوئے اسے کال کی اور کال ریسیو کرتے ہی اُس سے بولی

ہاں تو شریف ہی ہوں ناں اور فلرٹ کی اجازت مانگ رہا کل کو مجھے الزام نہ دو بے وفائی کا۔۔۔، سدید شاہ بھی شرارتی لہجے میں بولا

۔۔۔ بہت کمینے آدمی ہو تم۔۔۔ مریحہ نے اُسے ٹوکتے ہوئے کہا

بہت سیکسی عورت ہو تم۔۔۔ سچ میں تمہیں دیکھتے ہی میرے اندر کا عمران ہاشمی جاگ اُٹھتا ہے۔۔۔ سدید شاہ نے کمینگی کی انتہا کرتے کہا

عورت؟؟ واٹ ڈویو مین؟؟ تمہیں میں عورت لگتی ہوں؟؟ یو بلڈی۔۔۔ مریحہ کا لفظ عورت سننے ہی پارہ ہائی ہو چکا تھا

عورت نہیں ہو۔ اچھا تو تم لڑکی ہو۔ چلو یہ تو کنفرم ہو ہی گیا۔ تمہیں عورت میں ہی
— بناؤں گا شادی کے بعد۔ سدید شاہ بے شرمی کے انداز میں کہتا مریحہ کو تپا ہی گیا

تم ناں اس قابل ہی نہیں ہو گھٹیا آدمی کہ تم سے بات بھی کی جائے۔ تم جانتے نہیں ہو
میرے بھیا کو وہ تمہارا اس شہر میں جینا حرام کر دیں گے۔ مریحہ جو کہ اپنی ماں کی طبیعت
خرابی کا سن کر پریشان ہو گئی تھی سدید سے بات کرنے کے بعد اس کے دماغ سے وہ ٹینشن
— نکل چکی تھی وہ اب اپنی ساری فرسٹیشن سدید پر نکال رہی تھی

کیوں تمہارے بھیا زمینی خدا ہیں کیا؟ اگر ایسا ہے تو سن لو بے بی سدید شاہ کسی زمینی خدا
سے نہیں ڈرتا اوکے مائی سیکسی بے بی۔ جب بھی کوئی ٹینشن ہو تو مجھے کال کر لیا کرو۔ کیا
ہے ناں تمہاری ہر ٹینشن کا حل سدید شاہ کے پاس ہے۔ سدید نے یہ کہتے کال کاٹ
دی

— اس کو کیسے پتا چلا کہ میں پریشان ہوں۔ مریحہ کا رخ اب نئی سوچوں کی طرف تھا



ابتناج شاہ جو غصہ کی حالت میں گھر پہنچا سیدھا اپنے کمرے میں جا کر شراب کی بوتل
اٹھائے صوفے پر بیٹھ کر شراب پینے لگا۔

— ادھر آؤ۔ زامیہ جو کہ ابھی ابھی کمرے میں گئی تھی اس کو دیکھتے ہی ابتناج غصہ سے بولا

— زامیہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اس کے پاس پہنچی

— جی۔ زامیہ نے سوال کیا

بلیک ساڑھی پہن کر آؤ۔ ابتناج نے حکم دیتے انداز میں کہا زامیہ مبہم سا مسکراتی
ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی اور ایک انڈین سٹائل بلیک لیس ساڑھی پہنے کمرے میں داخل
ہوئی۔

Sitonmylap_

زامیہ شاہ جیسے ہی باڈی اسپرے کرتی ابہاج کی طرف دیکھتی ہے تو اس کے حکم پر اس کی طرف بڑھی اور اس کی طرف منہ کر کے اس کی گود میں بیٹھی ابہاج شاہ جو کہ ایک ہاتھ میں وائن گلاس پکڑے گھونٹ گھونٹ اپنے حلق میں اتار رہا تھا کچھ سوچتے ہوئے اس نے وہ — مشروب زامیہ کے لبوں کے پاس لے جاتے اس کے سینے پر انڈیلا

— اور اب اپنے لب اس کی گردن پر رکھ کر اس شراب کا ذائقہ چکھنے لگا

زامیہ شاہ حیران سی اُسے دیکھنے لگی — ابہاج کا یہ انداز اس نے پہلی بار دیکھا تھا — وہ خود — کو ابہاج کے حوالے کرتی اس کی شدتوں کو سہنے کے لئے مکمل تیار ہو چکی تھی

ابہاج شاہ زامیہ کے جسم کو بے دردی سے استعمال کرنے کے بعد اس سے الگ ہوا زامیہ نے اسے محبت اور جذبات میں گلے لگایا تو ابہاج نے اسے جھڑکتے ہوئے پیچھے ہٹایا —

— اور اس کی کہنی کو غصہ سے پکڑے اپنے قریب کرتے بولا

تم میں وہ بات ہی نہیں ہے زامیہ شاہ جو عالین کی پل بھر کی قربت میں ہے۔ میں جس سکون کی تلاش میں تمہارے پاس آیا تھا وہ تو ملا ہی نہیں مجھے۔ اب دفعہ ہو جاؤ اور شکل گم کرو اپنی

۔۔۔ اب تہاج شاہ اسے جھڑکتے پینٹ پہنتے اٹھا

آپ کو جب سب کچھ جائز اور پاک مل رہا ہے تو گند پر شوق سے جانیں گے ناں۔۔۔۔۔ میں آپ کو حلال طریقے سے ملی مگر آپ کو تو حرام کو منہ لگانے کا شوق ہے اب تہاج شاہ۔۔۔ تبھی تو اس بدکار عالین کے پاس منہ مارتے سکون ملتا آپ کو

زامیہ بول رہی تھی جب اب تہاج نے ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا

دس ازمانی لاسٹ وارنگ زامیہ شاہ۔ اگر آج کے بعد تم نے عالین کو بدکار کہنے کی جرأت کی تو تمہاری زبان کتوں کے آگے ڈال دوں گا زامیہ شاہ

اہتاج شاہ وارنگ دیتے انداز میں زامیہ سے کہتا کمرے سے نکل گیا

نوٹ : آپ لوگوں کا رسپانس ایپی پر نہ ہونے کے برابر ہے اگر تو آپ کو ناول پسند نہیں آ رہا تو مجھے بتا دیں میں ناول سٹاپ کر دوں گی۔ اس رسپانس کے بعد ایپی لکھنے کا دل ہی نہیں چاہتا۔ ہر ایپی 4000 سے زائد الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے مگر آپ کا رسپانس صفر ہے

#بدکار

#ماہی۔ راجپوت

#قسط نمبر 5

#boldromanticnovel

#بدکار

ازمانہ۔ راجپوت #
قسط نمبر 5

گراؤنڈ میں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز گونج رہی تھی وہ لوگوں کے ہجوم میں بیٹھی دونوں ہاتھ
ٹھوڑی پر ٹکائے بڑی دلچسپی سے سامنے کا منظر دیکھ رہی تھی اس کے عنبابی لبوں پر ایک
مسکراہٹ تھی۔ آف وائٹ شرٹ بلیک جینز اور بلیک ہی کورٹ شوز پہنے سبز
آنکھوں پر گلاسز ٹکائے ارد گرد سے بے نیاز ہو کر وہ اس شخص کی مہارت سے متاثر ہوئے
۔ بنانہ رہ سکی

گراؤنڈ میں ابھاج شاہ اور سالار درانی سفید گھوڑوں پر بیٹھے تمام شہ سواروں کو پیچھے چھوڑتے
آگے بڑھ رہے تھے۔ سالار درانی اس کھیل کا منجھا ہوا کھلاڑی تھا اسے شہ سواری میں
ہرانا مشکل نہیں ناممکن تھا۔ ابھاج شاہ نے جیسے ہی سالار کو آگے بڑھتے دیکھا اس نے
ایک جست میں گھوڑے کی زین کھینچی اور سالار درانی کو بڑے شاطرانہ انداز میں دھکا دیتا
آگے بڑھا۔ سالار درانی جس کا دھیان سامنے بیٹھی لڑکی کی طرف تھا وہ دھکا لگنے پر خود پر

بیلنس نہ رکھ سکا اور اس کا گھوڑا بھی ہنہانے لگا سالار نے گھوڑے کو قابو کرنے کی
— کوشش کی مگر ناکام ہوا اور گھوڑے سے گر گیا

عالمین کیانی جو کہ سب سے اگلی نشست پر بیٹھی تھی وہ ابہاج کی حرکت نوٹ کر چکی تھی سالار
— کے گرتے ہی وہ فوراً سے اُٹھی مگر باؤنڈریز کی وجہ سے اُسے رکن پڑا

وہ کھیل ابہاج شاہ جیت چکا تھا مگر لوگ اس کی جیت کو بھول کر سالار درانی کے زخمی وجود
کی طرف متوجہ تھے۔ ابہاج شاہ کو اپنیوں نظر انداز ہونا ایک آنکھ نہ بھایا وہ شروع سے
ہی سینٹر آف اٹینشن بن کر رہنے کا عادی تھا اس نے غصے سے ایک نظر لوگوں کے ہجوم پر
— ڈالی اور غصہ سے اپنے گھوڑے سے اترتا سالار کی طرف بڑھا

— سالار درانی جو کہ ڈاکٹر کی ٹیم میں گھرا بینڈیج کروا رہا تھا ابہاج کی طرف دیکھتے بولا

چیئر — تم کبھی نہیں سدھر سکتے تم اپنی جیت کے لئے اپنے سب سے قریبی دوست کو
— تکلیف دینے سے باز نہیں آئے۔ سالار نے یہ کہتے ہی آنکھیں موندھ لی

وہ جانتا تھا اس کی کسی بھی بات کا اہتاج پر اثر نہیں ہونے والا تھا وہ ضدی خود سر اور
— خود پسند تھا

اچھا سوری — مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میں تیرا اتنا نقصان کر دوں گا۔ اہتاج شاہ سر کھجاتے
بولا

تجھے تو سالار درانی سوخون معاف کر دے یہ تو چھوٹی سی چوٹ ہے۔ سالار درانی محبت سے
چور لہجہ میں اہتاج کی طرف دیکھتے بولا

بابا — بابا — سالار درانی جو کہ ماضی کی یادوں میں گم تھا عنود کے پکارنے پر اس کی
طرف متوجہ ہوا

عنود درانی وہ واحد ہستی تھی جو سالار درانی کی دکھوں تکلیفوں اور دھوکے سے بھرے ماضی
کو بھلانے میں اہم کردار ادا کرتی تھی — ابھی بھی وہ اہتاج شاہ کو یاد کر رہا تھا مگر اس سے

پہلے کہ اس کی یادوں کا رخ تلخیوں کی سمت ہوتا عنود کی میٹھی آواز اُسے ان یادوں سے باہر
— نکال لائی

— بابا — زاوی سائیں کا فون آیا تھا ماما ان کے پاس رہیں گی
مگر کیوں؟؟ سالار درانی کے استفسار پر عنود درانی نے سب کچھ من و عن بتایا سالار نے
— پریشانی سے زاوی کو کال بیک کی جو کہ پہلی رنگ پر ہی اٹھالی گئی

زاوی تمہاری آنی — میجر زاوی نے سالار کے لہجے کی پریشانی محسوس کرتے اس کی بات
— کاٹ دی

ماموں — میں آنی کو ٹھیک کر کے آپ کے پاس لے آؤں گا پلیز ٹرسٹ می — زاوی کی
— بات سنتے سالار درانی نے ایک سر د آہ بھری

میں عالین اور عنود کے معاملے میں شاہ خاندان کے کسی فرد پر اعتبار نہیں کر سکتا — سالار
— کے ٹھوس لہجے پر زاوی کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ بکھری

شاہ خاندان کا ہر فرد آپ کے بے غیرت دوست کی طرح نہیں ہے ماموں اور ویسے بھی آپ نے خود اسے اجازت دی تھی کہ وہ آپ کے گھر پر نقب لگائے۔ اگر ایسے ہی آپ — بیس سال پہلے ڈٹ جاتے ناں تو میری آنی کی زندگی میں اتنا زہر نہ گھلتا

میجر زاوق بھی ہر لحاظ بھلائے سالار سے مخاطب ہوا عنود درانی جو پاس بیٹھی سب سن رہی تھی وہ خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی اور کمرے میں جاتے ہی اس نے زاوق حیدر شاہ کا نمبر ڈائل کیا یہ نمبر مریحہ نے کچھ دن پہلے اس کے فون میں سیو کیا تھا مگر اس کے باوجود عنود درانی کو وہ نمبر پہلے سے یاد تھا

کچھ لوگوں سے ہمارا تعلق ایسا ہوتا ہے کہ ہم ان سے وابستہ ہر بات ہر رشتے کو یاد رکھتے ہیں۔ عنود درانی بھی زاوق حیدر سے وابستہ ہر بات ہر چیز کو یاد رکھے ہوئے تھے مگر وہ چاہ کر بھی آج تک اس تعلق کو کوئی نام نہیں دے سکی۔ وہ اپنے اور زاوق کے تعلق پر بہت کنفیوزڈ تھی اسے خود نہیں معلوم تھا کہ وہ کونسی بات ہے جو اسے زاوق سے جوڑے

ہوئے ہے عنود بات کر رہی ہوں سائیں — میجر زاق جوا بھی ابھی اپنی چھٹی ایکسٹینڈ کروا کر
گھر لوٹا تھا سکرین پر "باربی کالنگ" دیکھ مسکرا اٹھا
— فون کان سے لگاتے ہی اس کی مسحور کن آواز سپیکر کے اس پار گونجی

— جانتا ہوں باربی — عنود حیران ہوتی فون کان سے ہٹاتی سکرین کو گھورنے لگی
وہ میجر زاق تھا اس سے کچھ بھی ایکسپیکٹ کیا جاسکتا تھا وہ عنود کا نمبر آرڈی حاصل کر چکا
— تھا عنود سر جھٹکتے اس سے بولی

اپ کی جرأت کیسے ہوئی میرے بابا پر بے بنیاد الزام لگانے کی — آپ اور آپ کا عظیم
خاندان کتنے پانی میں ہیں اچھے سے جانتی ہوں نیکسٹ ٹائم میرے بابا سے اس لہجے میں
— بات کرنے سے پہلے ہزار بار سوچیے گا

مانڈیور لینگوئج عنود درانی — نیکسٹ میرے ساتھ اس ٹون میں بات کی تو تمہاری زبان
کاٹ کر کتوں کے آگے ڈال دوں گا میجر زاق حیدر شاہ ایسی ٹون کا عادی نہیں — عنود
— درانی جو بات کر رہی تھی اسے ٹوکتے ہوئے میجر زاق نے وارننگ دیتے انداز میں کہا

تم بہت سرچڑھ چکی ہو۔ اور میجر زاوق کو سرچڑھی عورتوں سے سخت نفرت ہے۔ ڈرو
— اس دن سے جب تم میجر زاوق کی نفرت کی بھیٹ چڑھو گی

— میجر زاوق نے ایک ایک لفظ چباتے کہا تو عنود درانی نے ایک سسکاری بھری

سا۔ سائیں۔۔۔ عنود درانی روتے ہوئے ہچکچاتے بولی دوسری طرف میجر زاوق نے ایک
— زوردار مکا دیو اور پر مارا

باربی۔۔۔ باربی پلیز رومت۔ میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا۔ میجر زاوق عنود کے
— رونے کی آواز سن کر بے بسی سے اپنے بالوں کو مٹھی میں بھیختے صوفے پر بیٹھا

باربی۔۔۔ میں سب ٹھیک کر دوں گا۔ میجر زاوق نے پر یقین لہجے میں کہا

مجھے میری ماما صحیح سلامت واپس چاہیے۔ مجھے یہ ثابت کرنا ہے کہ اصل بدکار کون ہے۔
 میری ماما کے نام کے ساتھ لگے بدکار لفظ کا ٹیگ ہٹانا ہے مجھے۔ میں شاہ خاندان کو ان کا
 اصل چہرہ دکھانا چاہتی ہوں زاوی سائیں۔ عنود درانی نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے کہا
 — اور دوسری طرف سے جواب سنے بغیر فون بند کر دیا



— سدید شاہ اور مریحہ درانی کی دوستی دن بدن گہری ہوتی جا رہی تھی
 سدید نے مریحہ سے ملنے کی فرمائش کی
 آج مریحہ سدید سے ملنے کی نیت سے گھر سے نکلی۔ ریڈ ویسٹرن سٹائل سرخ ٹاپ اور
 اسکن میکسی بالوں کو کھلا رکھے ہلکے میک اپ میں مریحہ درانی سٹائش لگ رہی تھی ان
 دونوں بہنوں کو سٹائل کیری کرنا بہت اچھے سے آتا تھا
 وہ جیسے ہی ہال میں اینٹر ہوئی سامنے ہی سدید حیدر ایک ٹانگ دیوار پر ٹکائے دونوں ہاتھوں
 کو پینٹ کی پاکٹ میں ڈالے ببل گم چباتے سر سے لے کر پاؤں تک مریحہ کو دیکھ کم گھور
 — زیادہ رہا تھا

مریچہ نے بھی آنکھوں سے سن گلا سز ہٹاتے بالوں پر ٹکائے اور بہت غور سے سدید حیدر کو دیکھنے لگی۔ ریڈ شرٹ اور بلیک جمیز میں وہ کافی ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ سدید حیدر جو سیٹی بجانے کے انداز میں ہونٹوں کو گول کیے مریچہ کو دیکھ رہا تھا آخر کار بول اُٹھا۔

کوئی ایک ساتھ اتنا ہاٹ اور کیوٹ کیسے ہو سکتا ہے؟ نظریں ہٹانا مشکل ہو جائے۔ سدید حیدر مریچہ کو گہری نظروں سے دیکھتے بولا۔

ریٹلی۔ کوئی اتنا فلرٹی اور ہینڈ سم کیسے ہو سکتا ہے کہ سب جانتے ہوئے بھی دور رہنا ہی مشکل ہو جائے۔ مریچہ درانی ایک ادا سے اس کے پاس چلتی ہوئی آئی اور اس کی پیشانی پر اپنی انگلی رکھتی نیچے کی طرف بڑھی جیسے ہی مریچہ کی انگلی سدید کے ہونٹوں کے قریب پہنچی سدید نے اس کی انگلی اپنے ہونٹوں میں لپیٹے چوسنا شروع کر دی۔ سدید اپنا ایک ہاتھ پاکٹ سے نکالتا مریچہ کی کمر میں ڈالتا اپنے قریب کر چکا تھا

ریا۔۔۔ سب کچھ یہاں ہی کرنا ہے کیا؟؟ اندر تو چلو۔۔۔ سدید حیدر مریحہ کے کان کے پاس
— سرگوشی کے انداز میں بولا

مریحہ جو آنکھیں بند کیے سدید کو محسوس کر رہی تھی اس کی سرگوشی سنتے جھینپتے ہوئے اس
— کے پاس سے ہٹی

دونوں نے ایک ساتھ ڈنک کیا اور خوب باتیں کیں اب مریحہ واپسی کے لئے گھر جانے کے
— لئے اُٹھی تو سدید نے اُسے ڈراپ کرنے کی آفر کی

سدید اور مریحہ ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کرتے درانی ہاؤس کے قریب پہنچے جب
— مریحہ نے گاڑی روکنے کو کہا

آگے میں خود چلی جاؤں گی۔۔۔ سدید حیدر نے گاڑی روکتے مریحہ کا ہاتھ تھاما مریحہ جو باہر
نکلنے کا سوچ رہی تھی اس نے سدید کی طرف دیکھا سدید آہستہ سے آگے بڑھتے مریحہ کے

ہونٹوں کے قریب اپنے ہونٹ کیے مریحہ نے بھی اس کے لبوں کا استقبال کرتے اپنے
— لب واہ کیے اور دونوں کتنی ہی دیر ایک دوسرے کے ہونٹ چومتے اور چوستے رہے

کافی دیر بعد دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوئے اور سدید نے مریحہ کے چہرے پر اپنے
ہاتھوں سے جال بناتے اس کی گردن پر اپنے لب رکھ چکا تھا گردن سے ہوتا ہوا اس کے
سینے پر جیسے ہی اپنے لب رکھے تو مریحہ کانپ اُٹھی۔ سدید سر نفی میں ہلاتے مریحہ سے
دور ہوا اور اس کے چہرے کے گرد ہاتھوں کا پیالہ بنایا مریحہ نے جیسے ہی اس کی طرف
— دیکھا سدید نے اپنا انگوٹھا مریحہ کے لبوں پر پھیرتے گھمبیر لہجے میں کہا

ریا— میں مانتا ہوں میں فلرٹی ہوں مگر میں تم سے محبت کرتا ہوں اور چاہے کچھ بھی
— ہو جائے یہ بات کبھی مت بھولنا کہ سدید حیدر شاہ تم سے محبت کرتا ہے

ہاہاہاہا— فلرٹی— کمینہ— مریحہ درانی سدید کی بات پر فریز ہوئی مگر پھر اس کی بات کو مذاق
کا رنگ دیتے اس اثر کو زائل کرنے کی کوشش کی جو سدید کی باتوں نے اس کے دل پر کیا
— تھا

وہ سدید کے گال تھپکتے گاڑی سے منکلی مگر ایک ایک قدم اس کے لئے اٹھانا مشکل تھا۔ کیا عالین کیانی کی داستان ایک بار پھر دہرائی جانے والی تھی؟ کیا عالین کیانی کے بعد مریحہ درانی کو بدکار کا ٹیگ ملنا تھا؟ کیا سدید شاہ بھی ابہتاج شاہ کی طرح مریحہ کو زہنی مریض بنانے والا تھا؟ میجر زاوق نے دن رات عالین کا خیال رکھا اسے فرسٹیشن سے نکالنے کی بھرپور کوشش کی۔ اس کو وقت اور توجہ دی عالین کیانی ایک بار پھر سے ازیٹوں کی بھیڑی میں جبنے لگی تھی

— سالار نہیں آیا۔ آج کافی دنوں بعد عالین نے زاوق سے پوچھا

— آپ کو ان کی ضرورت ہے؟ زاوق نے سوال کیا

— ہاں۔ عالین نے یک لفظی جواب دیا

— ایک بات بولوں آنی۔؟ زاوق نے پرسوج انداز میں آنی سے کہا

تمہیں مجھ سے کوئی بھی بات کرنے کے لئے اجازت کب سے درکار ہوئی؟ عالین کیانی نے
— میجر زاوق کی طرف دیکھتے کہا یہ لڑکا دن بدن اسے اپنے احسانوں تلے دبا رہا تھا

آنی — اپنی بقاء کی جنگ خود سے لڑنا سیکھیں ہر بار سالار درانی اور میجر زاوق آپ کی ڈھال
نہیں بنے گا — عالین کیانی کو یہ کہتے ہی میجر زاوق کمرے سے باہر نکلا — وہ عالین پر
— سوچوں کا ایک نیا درواہ کرچکا تھا



HeySalarDurani__

آؤ تمہیں لفٹ دے دیتا ہوں — سالار درانی جو کہ دو دن پہلے ہی واپس اسلام آباد پہنچا تھا
عالین کی زاوق کے گھر موجودگی پر اپنے آپ کو بچوں میں مصروف کرچکا تھا — آج وہ عنود

کی فرمائش پر صبح سے راولپنڈی آئے ہوئے تھے کیونکہ میجر زاوق بھی عالین کو اپنے ساتھ
— راولپنڈی میں ہی رکھے ہوئے تھا

کچھ دن تک عنود کی سالگرہ تھی اور سالار درانی اس کی سالگرہ کو یادگار بنانا چاہتا تھا اس سلسلے
میں وہ ایونٹ آرگنائزر کے پاس جا کر معاملات سیٹ کرنے گیا تھا وہ سب کچھ سرپرائز رکھنا
چاہتا تھا

گاڑی سڑک کے بیچ خراب ہو چکی تھی اور موسم بھی خراب تھا وہ جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتا تھا
— کیونکہ اس کی بیٹی کو خراب موسم سے ڈر لگتا تھا

وہ لفٹ لینے کے ارادے سے سڑک پر کھڑا تھا جب ابہاج شاہ نے اس کے سامنے اپنی
— گاڑی روکی

ابہاج شاہ رائل بلیو شلوار قمیض پر بلیو ویسٹ کوٹ پہنے اپنی شاندار پرسنالٹی سے آج بھی
سحر طاری کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا سالار درانی کچھ سوچتے ہوئے اس کی گاڑی میں بیٹھا
— کیونکہ اسے جلد از جلد عنود کے پاس پہنچنا تھا

اور سناؤ۔ کیا چل رہا ہے؟ آویزی تم اس عالین میڈم کی چاکری میں مصروف ہو گے۔
 — اب تاج شاہ نے طنز کے تیر برسانا شروع کیے

شوہر کو بیوی کا سر پرست بنایا گیا ہے ان سے محبت کرنا ان کو عزت دینا شوہر کا فرض
 ہے۔ سالار درانی نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے کہا
 اور جو لوگ بیوی کو فقط جسمانی تسکین کا ذریعہ سمجھتے اور اس کو محبت اور عزت دینا چاکری
 — سمجھتے ہیں درحقیقت وہ اس رشتے کی خوبصورتی کو سمجھ ہی نہیں سکتے

سالار درانی کا ایک ایک لفظ اب تاج شاہ کو کچھ کے کی طرح لگا اسے یوں لگا کہ جیسے اس کے
 — اور زامیہ کے رشتے کو کسی نے سر بازار عیاں کیا ہو۔ وہ خود پر ضبط پاتا بولنے لگا

ویسے ڈائلاگ اچھے بول لیتے ہو تمہاری نیکیسٹ مووی میں یہی ڈائلاگ ایڈ کرنا اور ایک
 — بات بتاؤں دوست سمجھ کر بتا رہا ہوں

مجھے دیکھتے ہی عالین کیانی محبت کی تپش میں جلنے لگتی ہے۔ اس کے سرخ عنابی ہونٹ کپکپا جاتے ہیں گالوں پر سرخی چھا جاتی ہے۔ وہ آج بھی میرے لمس پر ٹپ اٹھتی ہے۔ اور اس بات کا ثبوت میرے پاس اس سے چند دن پہلے کی حسین ملاقات ہے۔

ابتہاج شاہ اپنے تئیں سالار کو جلانے کی کوشش کی مگر سالار درانی تو نہ جانے ضبط کے کون سے مرحلے پر تھا کہ اس نے یہ بات بھی کڑوے گھونٹ کی طرح پی لی۔ اسے عالین کی فرسٹیشن کی وجہ سمجھ آ چکی تھی۔

گاڑی روکوا بتہاج۔ مجھے نماز پڑھنی ہے۔ ٹائم نکلا جا رہا ہے۔ سالار نے ابتہاج سے کہا۔

ارے واہ۔ سالار درانی تمہیں نماز بھی آتی ہے۔ میں نے تو سنا محبت میں لوگ مجنوں ہوئے پھرتے ہیں رب کس کو یاد رہتا۔ ابتہاج شاہ نے سالار کی طرف دیکھتے کہا۔

محبت وہ نہیں ہوتی جو آپ کو شرابی بنا دے۔ سالار درانی بھی ابہاج شاہ کی ڈیش بورڈ پر شراب کی بوتل دیکھ چکا تھا اور اسے شدید افسوس ہوا تھا یہ شخص کیا سے کیا بن گیا تھا فقط — ایک غلط فہمی نے اسے انسانیت کے درجے سے گرا دیا تھا

تم اس علاقے کے بے تاج بادشاہ ہونا آتی جی ابہاج شاہ۔ تمہیں کسی کا باپ بھی سرعام شراب نوشی سے نہیں روک سکتا۔ ایک بات یاد رکھنا ہر عروج کو زوال ہے۔ تمہارا زوال بھی آئے گا

ابہاج شاہ خاموشی سے اُسے دیکھنے لگا

اور ایک اور بات ابہاج جن سے محبت کی جاتی ان کو زہنی مریض نہیں بنایا جاتا۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ تم جو عالین کیانی کی محبت کے دعوے دار تھے تم نے ہی اسے ذہنی — مریض بنا دیا

سالار درانی سر جھٹکتا گاڑی سے نکل چکا تھا ابہاج شاہ نے غصے سے ہاتھ مارا اور اپنا سر — گاڑی کی پشت سے ٹکا دیا

Idon'tloveyouAalen_IjusthateyouandonedayIwill
 proveit— یہ منظر ایک کوٹھے کا تھا جہاں زگس بی بی گاؤتکی سے ٹیک لگائے منہ—
 میں پان چبائے سامنے کے منظر سے لطف اندوز ہو رہی تھی سامنے ہی لڑکیاں ڈانس کر
 رہی تھیں—

ارے چکنے تو ابھی تک نیا مال نہیں لایا— کب سے انتظار میں بیٹھی ہوں— مجھے لگتا
 تمہارے اوپر پیسے خرچ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے— زگس باقی نے شیشہ پیتے لڑکے کی
 — طرف دیکھتے کہا

بے فکر رہو اماں اس بار تمہاری سوچ سے بڑھ کر مال قابو کیا ہے— بس اس کو آہستہ آہستہ
 اپنے جال میں پھنسانا ہے— پہلے خود مزے لوں گا پھر اس کو تیرے حوالے کروں گا— تو
 نے جتنے پیسے مجھ پر خرچ کیے وہ لڑکی ایک رات میں ہی تجھے سب واپس کروائے
 گی— لڑکے نے آنکھ دباتے انتہائی کمینے پن سے کہا

مجھے تم پر ٹکے کا بھروسہ نہیں ہے۔ یہ سب تمہارے دعوے اور شونخیاں ہیں۔ نرگس بانی
نے لڑکے کو ٹوکتے کہا

— ان کا کاروبار تھا لڑکیوں کو ٹریپ کر کے اس کو ٹھہے کی زینت بنانا
— لڑکے نے کچھ سوچتے ہوئے کال ملائی جو کہ پہلی بیل پر ہی اٹھالی گئی

کہاں تھی جانو۔ لڑکے نے ایک دم ڈرامائی انداز میں کہا

بابا گھر آ گئے ہیں میں زیادہ تر ان کے ساتھ ہوتی۔ رات تم سونے نہیں دیتے۔ جسم
تھکاوٹ سے چور ہے

لڑکی نے تفصیل سے بتایا جب لڑکا مزید گویا ہوا

ارے سویٹ ہارٹ مانی بے بی۔ میں تو تمہیں ابھی کچھ کر ہی نہیں رہا تم مجھ پر کیسے الزام لگا
— سکتی کہ میں سونے نہیں دیتا۔ تمہارا جسم تھکن سے چور تو ضرور کروں گا ایک دن

اس کی زو معنی بات سن کر لڑکی کے چہرے پ ر شر مگین مسکراہٹ آئی

۔ میں جا رہی ہوں تم بہت بے شرم ہو۔ لڑکی نے کھلکھلاتے ہوئے کال بند کی

یہ کون لڑکی ہے؟؟ زرار مجھے بھی بتاؤ۔ زگس بانی نے تجس بھرے لہجے میں پوچھا

۔ یہ بہت بڑی آسامی ہے زگس بانی۔ آئی۔ جی اہتاج شاہ کی بیٹی التفات شاہ
۔ وہ لڑکا یہ کہتے ہی بانی کو شکد کرتا اس ہال سے نکل گیا

دوسری جانب رات کے بارہ بجے التفات شاہ ہمیشہ کی طرح گندی ویڈیوز دیکھنے کے بعد
اس لڑکے کی ہدایت پر عمل کرتی خود کو تسکین پہنچانے کی کوشش کر رہی تھی وہ جلد از جلد
اس لڑکے سے ملنا چاہتی تھی وہ اس کھیل میں بہت آگے نکل چکی تھیا آسمان پر ابر برس رہا
تھا وہ اپنے کمرے کے ایک کونے میں ڈری سہمی بیٹھی ہوئی تھی بارش اسے پسند تھی مگر
بجلی کی کرک اور اندھیرے سے وہ ہمیشہ سے خوفزدہ رہتی تھی اسے تنہائی سے ڈر لگتا تھا ہر

باراس موسم میں اس کے بابا اس کے پاس ہوتے تھے مگر آج وہ بابا کا انتظار کرتی رہی
— اور اب لائٹ بھی چلی گئی تھی

مریچہ کی طبیعت خراب تھی جس وجہ سے وہ ٹیبلٹ لے کر سو چکی تھی مگر وہ تنہا اس
اپارٹمنٹ کے کمرے میں فرش پر بیٹھی رو رہی تھی

یہ عنود درانی ایک مشہور بلاگر ماڈل اور ایکٹریس کی زندگی کا تاریک پہلو تھا جس سے چند لوگ
آگاہ تھے وہ دنیا کو مضبوط نظر آنے والی لڑکی اندر سے بہت کمزور تھی کسی حادثے نے اس
کی زندگی بدل کر رکھ دی تھی

کمرے کا دروازہ کھلا تو آواز پیدا ہوئی جس پر وہ مزید کانپ اُٹھی وہ خوفزدہ نظروں سے روشنی
کی طرف دیکھنے لگی جو آنے والے نے موبائل کی فلیش لائٹ سے کمرے میں کی تھی

— وہ بھاگتا ہوا عنود کی طرف بڑھا اور اس کے کانپتے وجود کو اپنی مضبوط بانہوں میں بھر لیا

— باربی — ریلیکس — آئی ایم بیئر — میجر زاق نے عنود کو گلے لگاتے کہا

وہ جانتا تھا اس موسم سے عنود کتنا ڈرتی ہے وہ یہ بھی جانتا تھا کہ سالار درانی اس کی باربی کو اکیلا نہیں چھوڑتا مگر پھر بھی وہ آج عنود کے پاس جانے کیا سوچ کر آیا اور اندھیرا خاموشی دیکھ وہ بھاگتا ہوا عنود کے کمرے کی طرف بڑھا

عنود درانی کے خود کو کسی کے مضبوط حصار میں دیکھ اب آہستہ آہستہ حواس بحال ہونے لگے اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو وہ اس کا سائیں تھا

— وہ ڈر اور خوف سے زاق کے گلے لگ گئی

سائیں — ہمیں ڈر لگ رہا ہے — وہ فقط اتنا ہی بولی تھی کہ میجر زاق اسے اپنی بانہوں میں لیے کمرے سے باہر نکلا اور موبائل کی روشنی میں کچن کی طرف بڑھا اس نے عنود کے لئے — کھانا گرم کیا اور اسے اپنے ہاتھوں سے کھلایا

عنود درانی اس کی اس قدر مہربانیوں پر غم ہوتی آنکھوں سے اُسے دیکھنے لگی جب میجر زاوق
اسے اسی طرح بانہوں میں اٹھائے صوفے پر بٹھاتا ہے اور عنود کی آنکھوں پر اپنے لب
— رکھتا اسے ساکت کر گیا

عنود — تم میرا سکون ہو — میجر زاوق کی آواز عنود کے کان سے ٹکرائی اس سے پہلے کہ
عنود کچھ بولتی زاوق نے اس کے لب اپنے ہونٹوں میں لے کر اسے بولنے کا موقع دیئے
بغیر اس پر اپنی شدتیں پنچا اور کرنے لگا

— اس سے پہلے کہ وہ مزید آگے بڑھتا عنود نے اسے دھکے دیتے پیچھے گرایا

جب چاہے آپ دور جاسکتے ہیں سائیں مگر جب چاہے قریب نہیں آسکتے — جسٹ اسٹ
— اوے فرام می

عنود یہ کہتے ہی وہاں سے جانے لگی جب زاوق نے اس کے ہاتھوں کی کلائی پکڑے
— مروڑتے ہوئے اسے اپنی طرف کھینچا

جانِ سائیں۔ تم سے تو تمہارا سائیں شادی کے بعد سارے حساب چکتے کرے گا۔ اس
 — لئے جب تک شادی نہیں ہوتی یہ تھوڑی بہت نزدیکی برداشت کرو

— میجر زاوق کے ذو معنی جملے نے عنود کے گال شرم سے سرخ کر دیئے



— دن بعد 5

عالین کیانی سرخ ساڑھی پہنے بالوں کو حسب معمول کھلا چھوڑے لائٹ میک اپ میں
 گریس فل لگ رہی تھی میجر زاوق کافی کاکپ ہاتھ میں تھامے کمرے میں داخل ہوا جب
 — عالین کے باڈی اسپرے کرتے ہاتھ رک گئے

فائنلی آپ گھر جا رہی ہیں مجھے اکیلا چھوڑ کر۔ زاوق نے نروٹھے پن سے کہا

ہاہاہاہاہاتم بھی ساتھ آجاؤ انہوں نے آفر کی

تاکہ آپ کی لاڈلی بیٹی اپنے سائیں کو دیکھ کر دن رات کڑھتی رہے۔ میجر زاق نے عنود کے متوقع ری ایکشن کا سوچتے ہوئے کہا

خیر آنی میرا کام کریں گی ناں۔۔۔ اس نے عالین کو بولتے دیکھ بات بدلتے کہا

ہاں اس کمپنی کو سالار ٹینڈر دیتا ہے میں سالار کو منع کروں گی وہ لوگ خود پاؤں کے بل چل کر تمہارے پاس آئیں گے۔ ڈونٹ وری اگر پھر بھی نہ مانے تو مجھے دوسرا حربہ استعمال کرنا

_____ آتا ہے

عالمین کیانی نے غصے سے کہا

ارے آنی۔۔۔ بس میرا کام کر دیں سیدھے طریقے سے آپ کی ریوٹیشن بھی خراب نہ ہو اور میرا کام بھی ہو جائے۔۔۔ میجر زاوق نے اپنے دوست کے ساتھ اس کے بزنس میں

کافی انویسٹمنٹ کی تھی مگر اب وہ مکر گیا تھا اور میج
چاہتا تھا

ہاہاہاہاہا۔۔۔ میری ریپوٹیشن۔۔۔ لائک سیریسلی زائو
ٹریسری بینچر پر بیٹھتی ہوں کسی کے باپ کی بھی جر
۔۔۔ کرے۔۔۔ عالین کیانی ایک ایک لفظ چباتے

ن۔ لائیک سیریسلی زاق۔ مجھے کچھ نہیں ہوگا۔ اسمبلی میں
کسی کے باپ کی بھی جرأت نہیں عالدین سالار درانی کا بال بھی بیکا
ایک ایک لفظ چاتے بولی

سی۔ میجر زاق آگے بڑھتے عالین کے سر

ابہتاج شاہ کو برباد کر دیں۔ ابہتاج شاہ۔
سے آپ کی نفرت دیکھنی چاہیے

میں تمہاری چاہ کا مان رکھوں گی زائق۔ عالین کیانی نے پر عزم لہجے میں کہا اب وہ ابھاج
سے بدلہ لینے سے پہلے اپنے سالار کو دوبارہ سے اپنا بنانا چاہتی تھی اپنی مرضی سے اسے
—خود سپردگی دینا چاہتی تھی

Kindly show your love and Response after reading the

Epi 

#بدکار

#ماہی۔ راجپوت

#قسط نمبر 6

#boldromanticnovel

#Do_not_copy_paste_without_my_permission

عالین آج شوٹنگ کے دوران مکمل طور پر گم صم تھی اس کی غیر حاضر دماغی نے سالار
—درانی کو پریشان کر دیا

عالی۔ عالی۔ سب ٹھیک ہے ناں۔ سالار درانی تیز تیز قدم اٹھاتا عالین کی طرف بڑھا
 اور اسے کندھوں سے تھامے سوال کیا

ہاں سب ٹھیک ہے۔ عالین نے نظر چراتے کہا اور پھر اپنا رخ بدل دیا

وہ خود منگنی کے بعد سے اپنی کیفیت سمجھ نہیں پا رہی تھی اب تاج شاہ جیسا خوب و مرد اس کے
 حواسوں پر چھا چکا تھا۔ اُس پر یہ انکشاف ہوا تھا کہ وہ سالار سے کبھی محبت نہیں کر سکی۔
 اُس نے سالار کی دوستی کو محبت کا رنگ دیا تھا مگر اب تاج شاہ کی اُس کی زندگی میں انٹری
 نے اسے ہوش دلایا۔ اس کو احساس ہوا کہ جلد بازی میں اس نے اپنی زندگی کا غلط فیصلہ
 لیا ہے

جلد بازی کا کام شیطان کا ہوتا ہے اور یہ بات عالین کیانی کو خوب محسوس ہوئی تھی مگر وہ
 اب تاج کی فیملنگز سے بھی تو واقف نہ تھی اُسے اب سالار کے ساتھ ہی نبھانا تھا اور یہ فیصلہ
 اُسے بہت بھاری محسوس ہو رہا تھا

عالین نے دل پر پتھر رکھتے فیصلہ لے لیا تھا مگر وہ چاہ کر بھی ابہاج شاہ کے سحر سے خود کو
— نکال نہیں پارہی تھی

— میں ٹھیک ہوں سالار۔ عالین نے خود کو کمپوز کرتے سالار سے کہا

پتا نہیں مجھے ایسا کیوں نہیں لگ رہا۔ تم ٹھیک ہوتی تو اس وقت تمہارے چہرے پر
بے چینی رقصاں نہ ہوتی عالی۔ سالار درانی نے عالین کو کھوجتی نظروں سے کہا

— ہیلو گائیز

اس سے پہلے کہ عالین سالار سے مزید بحث کرتی ایک مردانہ سحر انگیز آواز نے اسے جکڑ
— لیا۔ اس نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لیں

— وہ اس سے سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی مگر جانے قسمت کیسا کھیل کھیل رہی تھی

ارے ایس پی صاحب آئے ہیں۔ سالار درانی نے آگے بڑھتے ابہاج کو گلے لگایا۔
 ابہاج کی نظریں مسلسل عالین پر تھیں مگر عالین اسے مکمل طور پر نظر انداز کیے ہوئے
 تھی۔

یار بس یہاں سے گزر رہا تھا سوچا تم سے مل لوں۔ لگتا عالین بجا بھی کو میرا آنا پسند نہیں
 آیا۔ ابہاج شاہ گہری نظروں سے عالین کو دیکھ رہا تھا

ارے نہیں عالی کی طبیعت ڈاؤن ہے۔ دیٹس والے وہ۔ سالار ابھی بات مکمل کر ہی رہا
 تھا کہ عالین نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا

نہیں شاہ جی۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے یقین جانیں آپ کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے
 مجھے یوں جیسے کوئی برسوں کی مانگی دعا پوری ہوئی ہو۔ یوں جیسے بچپن سے دیکھے خواب نے
 تعبیر پائی ہو۔

Page 155

عالمین کیانی کے ایک ایک لفظ سے جھلکتی شدت نے ابہتاج کے ساتھ ساتھ سالار کو بھی
_____ شاکہ کر دیا

_____ مگر پہلے سالار ہی ہوش میں آیا اور اس نے عالمین کی طرف دیکھتے قہقہہ لگایا

ہاہاہاہاہا _____ لائیک سیریسلی عالی _____ ابہتاج ڈونٹ مائنڈ یونوناں شی از این
ایکٹریس _____ سالار کی بات سننے ہی ابہتاج کو یوں محسوس ہوا گویا اس کا دل کسی نے مٹھ
_____ میں لے لیا ہو

Page 155

عالمین کیانی کے ایک ایک لفظ سے جھلکتی شدت نے ابتهاج کے ساتھ ساتھ سا
____ شاکد کر دیا

____ مگر پہلے سالار ہی ہوش میں آیا اور اس نے عالمین کی طرف دیکھتے قہقہہ لگایا

ہاہاہاہاہاہا ____ لانک سیریسلی عالی ____ ابتهاج ڈونٹ ماسڈیو نوناں شی از این
ایکڑیس ____ سالار کی بات سنتے ہی ابتهاج کو یوں محسوس ہوا گویا اس کا دل کسی
____ میں لے لیا ہو

Page 155

عالمین کیانی کے ایک ایک لفظ سے جھلکتی شدت نے ابتهاج کے ساتھ ساتھ
_____ شاکد کر دیا

_____ مگر پہلے سالار ہی ہوش میں آیا اور اس نے عالمین کی طرف دیکھتے قہقہہ لگا

ہاہاہاہاہا _____ لائنک سیریسلی عالی _____ ابتهاج ڈونٹ مائنڈ یونوناں شی از این
ایکٹریس _____ سالار کی بات سنتے ہی ابتهاج کو یوں محسوس ہوا گویا اس کا دل
_____ میں لے لیا ہو

Page 155

عالمین کیانی کے ایک ایک لفظ سے جھلکتی شدت نے ابتہاج کے ساتھ ساتھ سالار کو بھی
— شاکہ کر دیا

— مگر پہلے سالار ہی ہوش میں آیا اور اس نے عالمین کی طرف دیکھتے قہقہہ لگایا

ہاہاہاہاہا — لائیک سیریسلی عالی — ابتہاج ڈونٹ مائنڈ یونوناں شی از این
ایکٹریس — سالار کی بات سنتے ہی ابتہاج کو یوں محسوس ہوا گویا اس کا دل کسی نے مٹھی
— میں لے لیا ہو

عالمین کیانی کے ایک
 _____ شاکد کر دیا
 _____ مگر پہلے سالار ہے
 ہا ہا ہا ہا ہا _____ لائیک
 ایکڑیس _____ سال
 _____ میں لے لیا ہو

Page 155

عالمین کیانی کے ایک ایک لفظ سے جھلکتی شدت نے ابہاج کے ساتھ ساتھ سالار کو بھی
— شاکہ کر دیا

— مگر پہلے سالار ہی ہوش میں آیا اور اس نے عالمین کی طرف دیکھتے قمقمہ لگایا

ہاہاہاہاہا — لائک سیریسلی عالی — ابہاج ڈونٹ مائنڈ یونوناں شی از این
ایکٹریس — سالار کی بات سنتے ہی ابہاج کو یوں محسوس ہوا گویا اس کا دل کسی نے مٹ
— میں لے لیا ہو

I know she is an actress but I must say she isn't a really
good actress _ she doesn't know how to hide her
feelings _

Page 155

عالمین کیانی کے ایک ایک لفظ سے جھلکتی شدت نے ابتہاج کے ساتھ ساتھ سالار کو بھی
_____ شاکد کر دیا

_____ مگر پہلے سالار ہی ہوش میں آیا اور اس نے عالمین کی طرف دیکھتے قمقمہ لگایا

ہاہاہاہاہا_____ لائنک سیریسلی عالی_____ ابتہاج ڈونٹ مائنڈ یونوناں شی از این
ایکٹریس_____ سالار کی بات سنتے ہی ابتہاج کو یوں محسوس ہوا گویا اس کا دل کسی نے مٹھی
_____ میں لے لیا ہو

Ik knows she is an actress but I must say she isn't a really
good actress_ she doesn't know how to hide her
feelings_____

_____ ابتہاج نے ایک ایک لفظ عالمین کو دیکھتے ہوئے کہا سالار درانی شاکد سا ان کو دیکھنے لگا

Page 155

عالمین کیانی کے ایک ایک لفظ سے جھلکتی شدت نے ابتہاج کے ساتھ ساتھ سالار کو بھی
_____ شاکہ کر دیا

_____ مگر پہلے سالار ہی ہوش میں آیا اور اس نے عالمین کی طرف دیکھتے قہقہہ لگایا

ہاہاہاہاہا _____ لائیک سیریسلی عالی _____ ابتہاج ڈونٹ ماسنڈیو نوناں شی از این
ایکٹریس _____ سالار کی بات سنتے ہی ابتہاج کو یوں محسوس ہوا گویا اس کا دل کسی نے مٹھی
_____ میں لے لیا ہو

I know she is an actress but I must say she isn't a really
good actress _ she doesn't know how to hide her
feelings _____

_____ ابتہاج نے ایک ایک لفظ عالمین کو دیکھتے ہوئے کہا سالار درانی شاکہ سا ان کو دیکھنے لگا

عالمین کا فون رنگ کرنے لگا وہ ان دونوں سے ایکسکیوز کرتی وہاں سے چلی گئی _____ سالار بھی

Page 155

عالمین کیانی کے ایک ایک لفظ سے جھلکتی شدت نے
— شاکہ کر دیا

— مگر پہلے سالار ہی ہوش میں آیا اور اس نے عالمین
ہاہاہاہاہا — لانک سیر یسلی عالی — اب تہاج ڈونٹ
ایکٹریس — سالار کی بات سننے ہی اب تہاج کو یوں
— میں لے لیا ہو

ssbutImustsaysheisn'tareally
hedoesn'tknowhowtohideher
feelings—

— اب تہاج نے ایک ایک لفظ عالمین کو دیکھتے ہوئے
عالمین کا فون رنگ کرنے لگا وہ ان دونوں سے ایکسکس
— بچھتے دل کے ساتھ اب تہاج سے باتیں کرنے لگا



شہی — یہ کیا ہو رہا میرے ساتھ جتنا اس سے دور جانے کی کوشش کرتی ہوں اتنا ہی وہ
میرے قریب آ رہا ہے — میرا دل میرے دماغ کو قابو کر چکا ہے — میرے دل سے
"فقط ایک آواز آرہی ہے —" اب تہاج شاہ

میں کہاں جاؤں؟؟ میں سالار کو چیٹ نہیں کرنا چاہتی مگر میرا دل بار بار اب تہاج کی جانب
ہمکتا جا رہا ہے — عالین کیانی اپنے کمرے میں صائمہ ملک کے گلے لگی روتے ہوئے بولی

— وہ دل و دماغ کی اس جنگ میں مکمل طور پر ہار چکی تھی

صائمہ ملک کچھ دیر پہلے عالین کے کمرے میں آئی تھی اور اپنی نظریں پورے کمرے کی
wooden طرف دوڑاتی عالین کو ڈھونڈ رہی تھی جب اس کی نظر بیڈ سے ٹیک لگائے
— پر بیٹھی عالین پر پڑی وہ بھاگتی ہوئی عالین کی طرف بڑھی اور اسے گلے لگایا floor

عالمین کو بھی ایک سہارے کی ضرورت تھی جہلتے ہی اس نے رونا شروع کر دیا۔ صائمہ ملک نے عالمین سے کوئی سوال نہ کیا وہ عالمین کی اداسی کا سبب جانتی تھی اس نے منگنی والے دن ہی عالمین کی توجہ اہتاج کی جانب محسوس کر لی تھی مگر اسے اپنا وہم سمجھتی سر جھٹکتی نظر انداز کر گئی

جلد ہی عالمین کی زہنی ابتر حالت نے اسے عالمین کی طرف متوجہ کیا وہ عالمین کی کیفیت سمجھ چکی تھی مگر سالار کا دل ٹوٹنے کا خوف اسے خاموش کیے بیٹھا تھا آج صائمہ عالمین سے ملنے اس کے گھر آئی تو اس کو روتا دیکھ وہ حالات کی نزاکت کو سمجھ چکی تھی۔ عالمین نے بھی اپنے دل کی بات زبان پر لا کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کیا



جناب من
یہ نفسیات کی مشقیں تو زہن نچوڑیں گی میرا
مگر وہ دکھ جو بدن کے اندر ہیں

خدا پناہ

ازیت ہے ایک تخیل کی کہ
آپ کا لمس کسی اور کو میسر ہے

عالمین کیانی جو کہ گہری سوچ میں مبتلا تھی موبائل کی رنگ پر اس جانب متوجہ ہوئی فون ہاتھ میں
لیتے ہی اس کی نظر میسج پر پڑھی میسج اوپن کرتے ہی یہ خوبصورت اشعار اس کے دل کو چھو
گئے۔

— نمبران ناؤن تھا عالمین پر سوچ نظروں سے موبائل کو گھورتی رہی

کون ہو سکتا ہے؟؟ عالمین سوچتے ہوئے نمبر ڈائل کرنے لگی اس نے جیسے ہی فون کان
سے لگایا تو دوسری طرف جاتی رنگ پر اس کا دل دھک دھک کرتا باہر آنے کو بیتاب
تھا۔

— دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی تو عالمین نے بھی کندھے اچکاتے فون رکھ دیا

اب یہ سلسلہ مسلسل چلنے لگا ہر روز اس نمبر سے عالین کے پاس ایک پیغام موصول ہوتا
 کبھی شاعری کی صورت میں، کبھی کسی رومانوی سطر کی صورت میں اور ہر بار عالین کیانی کی
 — سوچ گھنٹوں اس بھیجنے والے کی طرف پرواز کرتی تھی



میں تمہارے عشق کے سرور میں مگن
 تم سے ایسے ملنا چاہتا ہوں کہ
 ہجوم کے شور میں بھی

..... تمہارے بوسے کی آواز سنائی دے 

عالین کیانی جو ابھی ابھی شوٹنگ سے فارغ ہوئی تھی یہ میسج سین کرتے ہی ارد گرد دیکھنے
 — لگی۔ یوں جیسے وہ میسج بھیجنے والا یہیں کہیں ہو
 عالین دھڑکتے دل کے ساتھ ادھر ادھر دیکھتی اپنی گاڑی کی طرف بڑھی جب کسی نے اسے
 — پیچھے سے آکر دبوچ لیا

— اس سے پہلے کہ وہ چنچتی آنے والے نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھے اس کی چیخ کو روکا
وہ شخص عالین کو بنا سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے اپنی بانہوں میں اٹھائے گاڑی میں بٹھا چکا تھا
اس نے اپنے چہرے کو کور کر رکھا تھا عالین کوشش کے باوجود اس کا چہرہ نہ دیکھ
سکی —

گاڑی اسلام آباد کی سڑکوں پر رواں تھی جب آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد گاڑی ایک
— خوبصورت بنگلے کے سامنے آکر رکی
وہ شخص گاڑی سے نکلتا پچھلی سائیڈ کا دروازہ کھولتے گاڑی میں جھکا اور عالین کو اپنے
— مضبوط بازوؤں میں اٹھا کر بنگلے کے اندر چلا گیا

یہ بنگلہ خوبصورتی اور امارت کا نمونہ تھا — وہ عالین کو ایک کمرے میں لے گیا اور کمرے
میں لاتے ہی اس نے عالین کو دیوار سے اس کنڈیشن میں لگایا کہ عالین کا رخ دیوار کی طرف
— تھا جبکہ پشت اس شخص کی طرف

عالمین کی حالت ڈر اور خوف کے مارے ناقابل بیان تھی جب اسے اپنی کمر پر اس شخص کی
— انگلیوں کا لمس محسوس ہوا

اس شخص کی انگلیاں عالی کی کمر پر حرکت کر رہی تھیں عالمین کا وجود کانپنے لگا مگر وہ پھر بھی
بے حس و بے حرکت کھڑی رہی کیونکہ مقابل نے اب اس کی شرٹ کی زپ کے ساتھ
چھیر خانی کرنا شروع کر دی تھی۔ وہ عالمین کی زپ کھول کر اب زمین پر گھٹنوں کے بل
— بیٹھا اس کی برہمنہ کمر پر اپنے ہونٹ رکھ چکا تھا

— عالمین کیانی نے دیوار پر ہاتھ رکھ کر اس کا سہارا لیا
— کون ہو تم؟؟ عالمین نے کانپتے ہوئے سوال کیا

— جب اس شخص کی سحر انگیز آواز عالمین کے کان کے قریب گونجی

ششش— یہ ابہاج شاہ کا گنگڈم ہے جناب من— یہاں اونچی آواز ابہاج شاہ کسی کی نہیں سنتا— ہاں مگر آپ کی جذبات سے چورسکیاں ابہاج شاہ سننے کو ہر وقت ہر لمحہ— تیار ہے

عالمین کیانی کے اندر سے خوف اور ڈر یکدم ختم ہوا اور وہ خود کو ڈھیلا چھوڑتی اپنا رخ موڑ چکی تھی—

ابہاج شاہ کی خوبصورت نشیلی آنکھیں— اس کی دلفریب مسکراہٹ— اس کا روشن دمکتا چہرہ— رات کی تنہائی— خوابناک ماحول— دو تنہا وجود جو ایک دوسرے پر دل ہی دل— میں جان لٹانے کو تیار تھے

عالمین کیانی اس خوابناک ماحول کے زیر اثر آگے بڑھتی ابہاج کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں— میں قید کر چکی تھی

اس کے دونوں ہاتھ ابہاج کے بالوں میں چل رہے تھے ابہاج شاہ نے بھی عالمین کے لبوں کا جام پینا شروع کر دیا—

ا بہتاج عالین کے ہونٹ باہم ملے ہوئے تھے وہ ایک دوسرے کے ہونٹ چومتے اور
کاٹتے ایک دوسرے میں مکمل گم تھے

تھوڑی دیر بعد جب دونوں کا سانس اکھڑنے لگا تو بہتاج عالین سے الگ ہوا اور اسے
بانہوں میں اٹھائے ایک صوفے پر بٹھایا خود اس کے قدموں میں بیٹھا اسے دیکھنے میں
مصروف ہو گیا

I love you Aalen__ I don't want to see you with someone
else__ I just can't imagine my life without you__

ا بہتاج کے ایک ایک لفظ میں محبت اور جذبات کی حدت محسوس کرتی عالین نے آگے
بڑھتے اس کو گلے لگایا

آئی لو یو ٹو شاہ جی__ پلیز کچھ کریں مجھے سالار کے ساتھ نہیں رہنا__ شاہ جی مجھے آپ سے
محبت ہے فقط آپ سے

وہ دونوں ایک دوسرے سے اظہارِ محبت کرنے میں مصروف تھے جب سالارِ درانی یہ منظر
— دیکھتا ایک ایک قدم پیچھے کی طرف اٹھاتا بے یقینی سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا

سالارِ درانی وہ واحد شخص تھا جو ابناج کے اس بنگلو میں کسی بھی وقت آسکتا تھا آج بھی وہ
کسی کام سے یہاں آیا تھا اور رومِ انلاک کرتا جیسے ہی کمرے میں پہنچا سامنے کے منظر نے
— اسے شاکڈ کر دیا



محبت کے ہاتھوں میں خنجر تو دیکھو
بیوفانی کا یہ بھی منظر تو دیکھو
پیار کی یہ دعا بن گئی بد دعا
— میں جیتے جی مر گیا
بگڑتا ہے کیسے مقدر تو دیکھو
ٹوٹتا ہے کیسے کوئی دل تو دیکھو

سالار درانی ان دونوں کو بے یقینی سے دیکھتا واپسی کے لئے مڑا۔ اس کا دل دماغ
 بے بسی کی انتہا پر تھے اس نے یہ بات خواب میں بھی تصور نہ کی تھی کہ اس کا بھائیوں جیسا
 دوست اور اس کی محبت دونوں اسے دھوکہ دیں گے۔ سالار درانی نے محبت کی تھی اس
 نے محبت کو محرم بنانے کی کوشش کی تھی مگر اس کی محبت نے اس کی پیٹھ میں پھڑپھڑا
 — گھونپا تھا۔ بے بسی، درد تکلیف بے یقینی کی انتہا پر تھا سالار درانی

دوسری طرف ابھاج اور عالین ایک دوسرے میں اس قدر مگن تھے کہ انہیں سالار کی
 — موجودگی کا بھی احساس نہ ہوا
 ابھاج ایک بار پھر عالین کے ہونٹوں پر قابض تھا عالین بھی بھرپور طریقے سے اس کا ساتھ
 — دے رہی تھی جب کافی دیر بعد ابھاج خود ہی اس سے دور ہوا

جناب من — میرے خیال سے اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہیئے۔ ابھاج کی طرف
 دیکھتی عالین کو بھی ہوش آیا اور اس نے گھڑی کی سمت دیکھا جو کہ گیارہ کے ہند سے ہر
 — تھی

—عالمین ابتهاج کو گہک کرتی چلی گئی



ابتهاج شاہ عالمین کو گھر چھوڑنے آیا تو واپسی پر دوبارہ اس بنگلو کی طرف گاڑی کا رخ کیا

وہاں پہنچتے ہی وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ایک کمرے کی طرف بڑھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر ارد گرد تصویروں پر پڑی تو ایک خوبصورت مسکراہٹ جو اس کا خاصہ تھی اس کے لبوں کو چھو کر گزری

یہ پورا کمرہ عالمین کیانی کی بچپن سے لے کر اب تک تصویروں سے بھرا ہوا تھا۔ ابتهاج شاہ عالمین کے ساتھ ایک ہی اسکول میں پڑھتا تھا اسے عالمین کیانی بہت اچھی لگتی تھی اور اس کی والدہ کے بعد یہ وہ واحد جنس مخالف تھی جسے ابتهاج شاہ پسند کرتا تھا

ابتهاج کی پسند آہستہ آہستہ محبت میں بدلتی جا رہی تھی وقت گزرتا گیا اور یہ محبت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جا رہی تھی جب عالمین نے ماڈلنگ شروع کر دی۔ ابتهاج کے دل پر یہ

بات گھونسنے کی طرح لگی عالین کو اس کے علاوہ بھی سینکڑوں مرد دیکھیں گے یہ سوچ
— اب تہاج شاہ کو پاگل کرنے لگی

اس نے عالین کی خاطر خود کو بدلنے کی کوشش کی۔ اس نے اپنا لائف سٹائل بدل
دیا۔ خود کو براڈ مائنڈ کیا کیونکہ اس کا ماننا تھا کہ اگر اس نے عالین سے محبت کی ہے تو
— اسے عالین کو نہیں خود کو بدنا ہوگا۔ عالین جیسی تھی اسے ہر حال میں قبول تھی

اس نے سی ایس ایس کیا کیونکہ اس نے عالین سے بچپن میں سنا تھا کہ عالین کو پولیس والے
پسند ہیں وہ بھی اس فیلڈ کو جوائن کر چکا تھا۔ اس بار وہ عالین کو پروپوز کرنے کی نیت سے
جب واپس آیا تو سالار کی منگنی پر اس کی منگیتر کو دیکھ کر اس کے پاؤں سے زمین نکل چکی
تھی

اس نے ایک پر شکوہ نظر عالین پر ڈالی تھی عالین اس کی محبت اور جذبات سے بچپن سے
— واقف تھی مگر وہ اسے نظر انداز کر دیا کرتی تھی

ابتہاج شاہ نے جیسے تیسے کر کے اس پارٹی میں کچھ دیر وقت گزارا اور واپس چلا گیا۔ اس کے بعد جب بھی اس کی عالین سے ملاقات ہوئی اسے یہ ملاقات اذیت کی بھٹی میں جلاتی تھی۔ کیونکہ عالین اس کے سب سے قریبی شخص سالار درانی کے ساتھ ہوتی تھی

اس روز گھڑ سواری کے دوران اس نے جان بوجھ کر عالین کی نظروں میں آنے کے لئے سالار کو گرایا۔ گھر آ کر اس نے اپنا ہاتھ شیشے پر مارا جس ہاتھ سے اس نے سالار کو تکلیف دی تھی

ابتہاج شاہ پچھلے کئی ماہ سے ازیت کی انتہاؤں پر تھا وہ عالین سے محبت کرتا تھا تو اسے سالار سے بھی محبت تھی عقیدت تھی۔ وہ سالار کو دھوکہ نہیں دینا چاہتا تھا

اس نے دل کو کافی ڈپٹا مگر جب جذبات منہ زور ہو جائیں تو لاکھ پہرے لگے ہوں وہ ہر پہرے کو توڑ دیتے ہیں یہی حال ابتہاج کا تھا اس نے عالین کے نمبر پر میسج کرنا شروع کیا

اور آج اس نے عالین کے سامنے ایک بار پھر سے اپنی فیلنگز عیاں کرنے کا سوچا اور
 — بد لے میں عالین کے رسپانس نے اسے عالین کا مزید دیوانہ کر دیا
 مگر پھر بھی سالار کو چیٹ کرنے سے تکلیف دینے کا احساس ابہتاج شاہ کو شرمندہ کرنے
 لگا۔



وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اب اپنے کمرے کی طرف بڑھا جب اسے اپنے کمرے میں کسی
 کی موجودگی کا احساس ہوا اس نے جلدی سے لائٹ آن کی تو سامنے وہ برقعہ پہنے اس کے
 بیڈ پر بیٹھی تھی

تم؟؟ تمہاری جرأت کیسے ہوئی اس روم میں آنے کی؟؟ ابہتاج شاہ غصے سے اسے بازو
 سے پکڑ کر بیڈ سے اٹھاتا بولا

میں آپ سے ملنے آئی ہوں شاہ صاحب۔ اس لڑکی نے دیوانہ وار اس کے چہرے کی
— طرف دیکھتے کہا

مجھے تم سے جب کام ہوا تو بلوالوں کا ابھی جاؤ یہاں سے۔ اب تاج شاہ نے رخ بدلتے
— جواب دیا

عالین کب کہاں کیوں ہے یہ بات اسے اس لڑکی کی وجہ سے پتا چلتی تھی اس نے اس لڑکی
— کو اپنی جاسوس کے طور پر عالین کے پاس چھوڑا تھا

— اب تاج شاہ صوفے پر بیٹھا ٹیک لگا کر اس لڑکی کی طرف دیکھنے لگا

یہ لڑکی اسے بالکل پسند نہ تھی مگر وہ اس کی کزن تھی سب سے بڑی بات وہ عالین کی بیسٹ
— فرینڈ تھی

دوسری طرف وہ لڑکی کافی دیر کچھ سوچتی رہی اور پھر اس نے سر سے سکارف اتارا۔ اور اس کے کھلے بال اس کی پشت پر پھیلے اب اس نے ابہاج کی طرف مدہوش نظروں سے دیکھتے اپنے گاؤں کے بٹن کھولنے شروع کر دیئے

۔۔۔ ابہاج شاہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا
لڑکی نے جیسے ہی سارے بٹن کھول کر گاؤں خود سے الگ کیا تو وہ ایک بلاؤز اور ٹائٹ پہنے
۔۔۔ ہوئے تھی اس کا جسم نیم برہنہ تھا
۔۔۔ اس نے ابہاج کی طرف دعوت دیتی نظروں سے دیکھا

زامیہ تمہارے جسم پر یہ جو دو کپڑے ہیں ان کو بھی اتار کر پھینک دو ابہاج شاہ کو ذرا فرق نہیں پڑنے والا۔۔۔ ابہاج شاہ نے سگریٹ سلگاتے ہونٹوں میں دبایا اور ایک سرد نظر زامیہ پر ڈالی۔۔۔ ہتک کے احساس نے زامیہ کے چہرے کو لال کیا مگر وہ خود پر قابو پاتی فیصلہ کن انداز میں بھاگتی ہوئی ابہاج کی گود میں بیٹھی اور اس کے ہونٹوں سے سگریٹ نکالی

شاہ جی جب ان لبوں کا جام آپ کو میسر ہے تو پھر یہ سگریٹ کیوں سلگاتے ہیں۔ زامیہ
— شاہ جیسے ہی ابتہاج کے چہرے پر جھکی ابتہاج نے اسے زور سے دھکے دیا

زامیہ شاہ تم میری سوچ سے زیادہ گرمی ہوئی لڑکی ہو میں تمہیں ہزار بار کہہ چکا ہوں ابتہاج
— شاہ فقط اپنی بیوی کا ہوگا اور کسی کا نہیں
ابتہاج شاہ غصے سے کہتا اٹھا۔ زامیہ شاہ اسے فریفتہ نظروں سے دیکھتی ایک آخری
— کوشش کرتی اس کی طرف بڑھی

ایسا کیا ہے اس لڑکی میں جو مجھ میں نہیں۔ ابتہاج میں عالین کو بہت اچھے سے جانتی ہوں
— وہ بدکار

اس سے پہلے کہ زامیہ اپنی بات مکمل کرتی ایک زوردار تھپڑ نے اس کی زبان کو بریک لگایا
— اور وہ منہ پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے ابتہاج کو دیکھنے لگی

عالمین کیانی کیا ہے یہ ابہاج شاہ سے بہتر کوئی نہیں جانتا سو نیکیٹ ٹائم اس کے بارے میں بکواس کرنے سے پہلے یہ جان لینا کہ وہ ابہاج شاہ کی جان ہے اور جان کے دشمنوں کی سانسیں کھینچنے میں ابہاج شاہ ایک سیکنڈ نہیں لگائے گا۔ ابہاج کے وارننگ دیتے انداز پر زامیہ شاہ پیر پٹختی کمرے سے نکلی اور دروازے کے پاس پہنچتے اس نے ایک نظر۔ ابہاج کی پشت کی طرف دیکھا

یہ تھپڑ تمہیں بہت مہنگا پڑے گا ابہاج شاہ۔ تمہاری جان کو دنیا کے سامنے منہ۔ دکھانے کے قابل نہ چھوڑا تو میرا نام زامیہ شاہ نہیں

تمہیں اب تک پانا میری خواہش تھی اب تمہارے جسم کو حاصل کرنا میری ضد بن گیا ہے۔ بہت جلد تم اپنی شدتیں مجھ پر وارو گے۔ جسٹ ویٹ اینڈ وایچ

زامیہ شاہ ایک مکروہ ہنسی ہنستی اس بنگلو سے چلی گئی۔ ایک قیامت عالی کیانی کی منتظر تھی



سالار درانی کے لئے ایک ایک لمحہ کا ٹنا مشکل تھا۔ وہ اگلی صبح ابتہاج کے پولیس اسٹیشن
— پہنچا۔ ابتہاج کی غیر وجودگی کا سنتے وہ واپسی کی راہ لیتا اس کے بنگلو پہنچا

سامنے ہی ابتہاج شاہ سوئمگ پول کی سائیڈ پر چیمبر پر بیٹھا کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف
— تھا

ہے بڑی — کیسے ہو تم؟ ابتہاج شاہ اپنی کرسی سے اُٹھا اور سالار کے گلے لگا۔ سالار
نے کوئی گرم جوشی نہ دکھائی

ایک بات پوچھنے آیا تھا — سالار نے ابتہاج کو گہری نظروں سے دیکھتے کہا

— ہاں پوچھو۔ ابتہاج کو سالار کا لہجہ نارمل نہ لگا

عالین سے کیا تعلق ہے تمہارا — عالین کیانی جو ابتہاج سے ملنے کی نیت سے آئی تھی
سامنے ہی ان دونوں کو دیکھ کر حیران ہوئی وہ پودوں کی اوٹ میں چھپ گئی

—جان ہے وہ میری— ابہاج شاہ نے عالین کی موجودگی کا نوٹس لیے بغیر کہا

—سالار کے دل میں درد کی ایک لہر اٹھی مگر وہ خود پر قابو پاتا بولا

—دھوکہ کیوں دیا؟؟ سالار کے لہجے کا درد اور شکستگی عالین نے بھی محسوس کی

دھوکہ نہیں دیا— وہ تمہارے ساتھ ہی رہے گی— میں نے فقط محبت کی ہے— اور کچھ نہیں— محبت لا حاصل ہوتی ہے بس یہ سوچ کر صبر کر لیا میں نے— ابہاج نے بھی دل کی بات زبان پر لاتے ایک نظر سالار کی طرف دیکھا

—سالار درانی وہاں سے چلا گیا

—ابہاج شاہ اسے دیکھتا کندھے اچکا تا پودے کی اوٹ میں کھڑی عالین کی طرف بڑھا

اس نے عالین کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے قریب کیا۔ عالین کا سارا دھیان سالار کی طرف تھا وہ ابہتاج کی طرف متوجہ نہ ہو سکی مگر اپنی کمر پر رینگتے ہاتھ محسوس کرتے اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری جسے وہ سنجیدگی کے بادے میں چھپا چکی تھی

محبت لا حاصل ہے۔ اتنا آسان ہے مجھ سے دستبردار ہونا۔ عالین کیانی نے ابہتاج کی طرف دیکھتے کہا

نہیں اتنا آسان تو کچھ نہیں ہے۔ اذیت کی انتہا ہے کہ تا عمر تمہارے جام سے سرخ شراب کا ایک جرہ بھی میرا نصیب نہیں بن سکے گا
میرے ہاتھوں میں تمہارا ہاتھ نہیں ہوگا
تمہارے ہونٹ میرے لبوں کا ذائقہ نہ بن سکیں گے

ابہتاج شاہ کی جذبات سے چور آواز عالین کے دل کو سکون دینے لگی

چلیں پھر اذیت کو کم کر دیتے ہیں یہ کہتے ہی عالین کیانی ابتہاج کے چہرہ پر جھکی اس کے
— گال پر اپنے ہاتھ رکھے ابتہاج کے لبوں کو چوسنے لگی

ابتہاج بھی عالین کی پیش قدمی پر خوش ہوتا اس کو بانہوں میں بھر چکا تھا
دونوں کتنی ہی دیر ایک دوسرے میں مگن ایک دوسرے کے جسم کو جا بجا چوم رہے تھے
یہ سوچے بغیر کہ ان کا یہ عمل جلد ہی ان کا گناہ بننے والا تھا



سالار درانی بڑی خاموشی سے عالین سے منگنی توڑنے کے بعد ملک سے باہر چلا گیا — وہ
— محبت ہار گیا — محبت کی خوشی کی خاطر خود راستے سے ہٹ گیا



یہ منظر درانی ہاؤس کے لان کا ہے چاروں طرف سے لان کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا —
سالار درانی اپنے روم کی کھڑکی سے لان کے مناظر دیکھ رہا تھا جہاں اس کی بیٹی عنود درانی

تمام ارجمٹس دیکھ رہی تھی۔ سالار درانی آج ایک بار پھر ماضی کی تلخ یادوں میں کھویا ہوا
— تھا جب اسے کسی نے پیچھے سے ہک کیا

— وہ جانتا تھا یہ عالین کیانی ہے مگر اسے نظر انداز کرتا وہ یونہی کھڑا لان کا منظر دیکھتا رہا
I really missed you hubby—

عالین کی سریلی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی

سالار درانی نے اپنی عزیز از جان بیوی کی طرف دیکھا جو کہ بلیک ساڑھی میں بالوں کو کرل
— کیے بیوی میک اپ میں خوبصورت اپسر الگ رہی تھی
سالار درانی اس کو دیکھتے ہی بہکنے لگتا تھا اور اب بھی یہی ہوا تھا مگر وہ اپنے جذبات پر آج
قابو پاتا عالین کی پیشانی پر محبت سے بوسہ دیتا کمرے سے جانے لگا جب عالین نے اس کا
— ہاتھ تھامتے روکا

کہاں جا رہے ہیں؟؟ ایسی کیا ناراضگی ہے مجھ سے؟ عالین نے سالار کی طرف دیکھتے سوال کیا۔

نیچے۔ میری بیٹی نے اپنی برتھ ڈے کی آرہمنٹس کی ہیں بس وہی دیکھنے جا رہا۔ آج رات بارہ بجے سے عنود کا برتھ ڈے شروع ہو چکا تھا جسے ہمیشہ کی طرح سالار درانی بڑی دھوم دھام سے سیلیبریٹ کرنے والا تھا۔

سالار۔ مجھ سے خفا کیوں ہیں؟ عالین نے آگے بڑھتے اس کے گال پر اپنا ہاتھ رکھا۔

تمہیں فرق پڑتا ہے میری ناراضگی سے؟؟ سالار درانی نے الٹا سوال کیا۔

اوویزیلی۔ فرق پڑتا ہے تبھی تو پوچھ رہی ہوں۔ عالین نے بھی ایک ایک لفظ پر زور دیتے کہا۔

آپ نے اب تاج شاہ کی باتوں پر پھر سے سٹریس لیا۔ عالی کیا وہ شخص اتنا اہم تھا کہ آپ اسے اپنے زہن پر سوار کرتی؟؟ سالار درانی نے عالین کی طرف دیکھتے کہا۔

— عالین اس کی بات پر خاموشی سے سر جھکا گئی

— سالار درانی ایک گہرا سانس خارج کرتا عالین کو کندھوں سے تھامے بولا

عالی۔ ایک بات کا جواب دے دو۔ تم مجھ سے محبت کرتی ہو یا اہتاج سے۔؟؟

— سالار درانی نے آج پہلی بار عالین سے یہ سوال کیا

— اہتاج سے۔ عالین نے بھی بنا توقف کے جواب دیا

تو پھر میں کہاں ہوں؟؟ کدھر ہوں؟؟ کہاں جاؤں؟؟ کیا ہوگا میرا؟؟ سالار درانی نے

— بے بسی سے پوچھا

اہتاج شاہ میرا ماضی تھا جسے میں چاہ کر بھی جھٹلا نہیں سکتی۔ اور آپ میرا حال ہیں جو

— مجھے اس ماضی سے نکالنے کے لئے میرا بہترین انتخاب ہے

سالار شاہ حیرت سے عالین کی طرف دیکھنے لگا یہ خوبصورت انکشاف سالار شاہ کے ڈوبتے
—دل کو سہارا دینے کے لئے کافی تھا

عالین سالار کا ہاتھ تھامے کمرے سے باہر نکلی۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی وہ سیڑھیاں اترتی
—ہال سے ہوتی لان میں پہنچی
—سالار درانی تو اس کی پیروی کرتا جا رہا تھا

—عالین کیانی نے سالار کا ہاتھ چھوڑا اور ساؤنڈ سسٹم آن کیا
اب وہ سالار درانی کی طرف قدم اٹھاتی اس کے پاس پہنچی اور اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا
—جبے سالار نے فوراً تھام لیا
عالین مسکراتے ہوئے اپنے ایک ہاتھ سے اس کے ہاتھ کو تھامے دوسرے ہاتھ کو اس
—کے کندھوں پر رکھے میوزک کی ساؤنڈ پر آہستہ آہستہ جھومنے لگی
—سالار درانی نے اپنا ہاتھ عالین کی کمر میں ڈالا اور اس کے ساتھ جھومنے لگا

دونوں کا دھیان بیک گراؤنڈ میوزک کی طرف تھا۔ عالین ڈانس کرتی سالار سے تھوڑی دور
— ہوئی جب سالار نے اس کے دونوں بازوؤں سے تھامتے اسے اپنے قریب کیا

احساس تیرے اور میرے تو
ایک دوسرے سے جڑ رہے
ایک تیری طلب مجھے ایسی لگی
میرے ہوش بھی اڑنے لگے
مجھے ملتا سکون تیری بانہوں میں
جنت جیسی ایک راحت ہے

سالار درانی نے اپنی پشت پر ایک ہاتھ رکھے دوسرے ہاتھ کو اوپر لے جاتا عالین کو گول
— گھمانے لگا

کیوں سب سے جدا کیوں سب سے الگ انداز تیرے لگتے
بے ساختہ ہم سائے سے تیرے ہر شام لپٹتے ہیں

ہر وقت میرا قربت میں تیری جب گزرے تو عبادت ہے
ایک بات کہوں کیا اجازت ہے تیرے عشق کی مجھ کو عادت ہے

عالین جیسے ہی ڈانس کرتی رکی سالار نے اُسے کھینچتے ہوئے اپنے قریب کیا اور اس کی کمر
— کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار بنایا

تمہاری بانہوں میں جھومنا بہترین رقص اور تمہارا حصار دنیا کا سب سے خوبصورت دائرہ
ہے سالار

عالین کیانی مدہوشی سے سالار کو بولتی اس کے کانوں پر بانٹ کرتی ہے جب سالار درانی اس
— کی بات پر مسکراتا اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے کمرے کی طرف بڑھا

— عالین نے بھی اپنی بانہوں سے اس کی گردن کے گرد حصار قائم کیا
سالاریونہی عالین کو اٹھائے کمرے کا دروازہ ٹانگ کی مدد سے کھولتا اندر داخل ہوا اور ٹانگ
سے ہی دروازہ بند کرتا عالین کو بیڈ پر بٹھاتا ہے

آج کا دن ان کی محبت کا دن تھا۔ آج کے روز عالین کیانی دل سے سالار کے ساتھ
رشتے کو اپنی خواہش سے کمزیر کرنے والی تھی

سالار عالین کے قدموں میں بیٹھا اس کے دونوں ہاتھ تھامے گھمبیر لہجے میں بولا

ایک مرد کے دل اور دماغ کو اس کی پسندیدہ عورت کے سوا کوئی چیز سکون نہیں دے سکتی
عالین۔ میرا سکون تم ہو عالین درانی۔ خدا کی قسم اس بار اگر ابھاج شاہ ہمارے بیچ آیا تو
میں جی نہیں پاؤں گا عالی

عالین نے آگے بڑھتے سالار کے لبوں پر اپنے لب رکھے اور ان پر اپنی شدت لٹانے
لگی۔ یونہی سالار کے لبوں کو چومتی وہ اس کی شرٹ کے بٹن اس انداز میں کھولتی ہے کہ
سارے بٹن ٹوٹ کر نیچے گر گئے۔ عالین نے سالار کے برہنہ سینے پر ہاتھ رکھا اور پیاسی
نظروں سے اُس کے سینے کو دیکھتی رہی اور اب وہ اس کے سینے پر اپنے لب رکھے جا بجا
بوسہ دینے لگی

عالمین کے ہر عمل میں اتنی شدت تھی گویا وہ کتنے عرصے سے سالار کے لمس کو ترسی ہو جو
— آج اُسے میسر تھا

Note: 4500ilfazkiEpipymujyapsbkarepondchaiye
nextepi600likes300commentspyatge

#بدکار

#ماہی۔راجپوت

#قسط نمبر 7

#boldromanticnovel

#do_not_copy_paste_without_my_permission.

عالمین سالار کا ہاتھ تھامے کمرے سے باہر نکلی۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی وہ سیڑھیاں اترتی
— ہال سے ہوتی لان میں پہنچی

— سالار درانی تو اس کی پیروی کرتا جا رہا تھا

— عالین کیانی نے سالار کا ہاتھ چھوڑا اور ساؤنڈ سسٹم آن کیا
اب وہ سالار درانی کی طرف قدم اٹھاتی اس کے پاس پہنچی اور اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا
— جسے سالار نے فوراً تھام لیا

عالین مسکراتے ہوئے اپنے ایک ہاتھ سے اس کے ہاتھ کو تھامے دوسرے ہاتھ کو اس
— کے کندھوں پر رکھے میوزک کی ساؤنڈ پر آہستہ آہستہ جھومنے لگی
— سالار درانی نے اپنا ہاتھ عالین کی کمر میں ڈالا اور اس کے ساتھ جھومنے لگا

دونوں کا دھیان بیک گراؤنڈ میوزک کی طرف تھا۔ عالین ڈانس کرتی سالار سے تھوڑی دور
— ہوئی جب سالار نے اس کے دونوں بازوؤں سے تھامتے اسے اپنے قریب کیا

احساس تیرے اور میرے تو
ایک دوسرے سے جڑ رہے
ایک تیری طلب مجھے ایسی لگی

میرے ہوش بھی اُڑنے لگے
مجھے ملتا سکون تیری بانہوں میں
جنت جیسی ایک راحت ہے

سالار درانی نے اپنی پشت پر ایک ہاتھ رکھے دوسرے ہاتھ کو اوپر لے جاتا عالین کو گول
— گھمانے لگا

کیوں سب سے جدا کیوں سب سے الگ انداز تیرے لگتے
بے ساختہ ہم سائے سے تیرے ہر شام لپٹتے ہیں
ہر وقت میرا قربت میں تیری جب گزرے تو عبادت ہے
ایک بات کہوں کیا اجازت ہے تیرے عشق کی مجھ کو عادت ہے

عالین جیسے ہی ڈانس کرتی رکی سالار نے اُسے کھینچتے ہوئے اپنے قریب کیا اور اس کی کمر
— کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار بنایا

تمہاری بانہوں میں جھومنا بہترین رقص اور تمہارا حصار دنیا کا سب سے خوبصورت دائرہ
ہے سالار

عالین کیانی مدہوشی سے سالار کو بولتی اس کے کانوں پر بانٹ کرتی ہے جب سالار درانی اس
— کی بات پر مسکراتا اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے کمرے کی طرف بڑھا

— عالین نے بھی اپنی بانہوں سے اس کی گردن کے گرد حصار قائم کیا
سالاریونی عالین کو اٹھائے کمرے کا دروازہ ٹانگ کی مدد سے کھولتا اندر داخل ہوا اور ٹانگ
سے ہی دروازہ بند کرتا عالین کو بیڈ پر بٹھاتا ہے

آج کا دن ان کی محبت کا دن تھا — آج کے روز عالین کیانی دل سے سالار کے ساتھ
— رشتے کو اپنی خواہش سے کمزیر کرنے والی تھی

سالار عالین کے قدموں میں بیٹھا اس کے دونوں ہاتھ تھامے گھمبیر لہجے میں بولا

ایک مرد کے دل اور دماغ کو اس کی پسندیدہ عورت کے سوا کوئی چیز سکون نہیں دے سکتی
عالین۔ میرا سکون تم ہو عالین درانی۔ خدا کی قسم اس بار اگر ابھاج شاہ ہمارے بیچ آیا تو
— میں جی نہیں پاؤں گا عالی

عالین نے آگے بڑھتے سالار کے لبوں پر اپنے لب رکھے اور ان پر اپنی شدت لٹانے
لگی۔ یونہی سالار کے لبوں کو چومتی وہ اس کی شرٹ کے بٹن اس انداز میں کھولتی ہے کہ
سارے بٹن ٹوٹ کر نیچے گر گئے۔ عالین نے سالار کے برہنہ سینے پر ہاتھ رکھا اور پیاسی
نظروں سے اُس کے سینے کو دیکھتی رہی اور اب وہ اس کے سینے پر اپنے لب رکھے جا بجا
— بوسہ دینے لگی

عالین کے ہر عمل میں اتنی شدت تھی گویا وہ کتنے عرصے سے سالار کے لمس کو ترسی ہو جو
— آج اُسے میسر تھا



اگلی صبح سالار کی آنکھ کھلی تو اس کو اپنے سینے پر سر رکھے سوئی عالین کو دیکھ کر ایک اطمینان محسوس ہوا۔ وہ مسکراتی نظروں سے عالین کے دلکش چہرے کو دیکھتا رہا۔ اُسے عالین سے محبت نہیں عشق تھا

لوگ اُسے زن مرید کہتے تھے جس طرح وہ شوبزنس کی دنیا میں عالین کے آگے پیچھے پھرتا تھا اسے پروٹیکٹ کرتا تھا جبکہ دوسری طرف اس کے خاندان والے اُسے بے غیرت مرد کہا کرتے تھے جو اپنی بیوی کو اس کے عاشق کے ساتھ دیکھ کر بھی اُف تک نہ کرتا تھا

سالار کے خاندان میں عالین اگر بدکار عورت تھی تو سالار کو وہ لوگ بی غیرت مرد کہتے تھے۔ سالار درانی کسی کی بات کو خاطر میں نہ لاتا تھا وہ عالین سے محبت نہیں عشق کرتا تھا۔ اُسے عالین ہر حال میں قبول تھی

ایک عاشق اپنے محبوب کو اس کی خامیوں سمیت قبول کرتا ہے آج کل کے دور میں ہمیں پرفیکٹ پارٹنر چاہیے جبکہ سالار درانی کو اپنی اُن پرفیکٹ بیوی ہر خوبی ہر خامی سمیت قبول تھی کیونکہ یہی وہ عورت تھی جو اس کے دل کو پسند تھی اور مرد کے دل و دماغ کو اس کی من

پسند عورت کے سوا کوئی چیز سکون نہیں دیتی یہ بات سالار درانی سے بہتر کوئی نہیں جانتا
— تھا

سالار درانی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے عالین کی آنکھ کھلی تو خود کو اس کی بانہوں میں
— دیکھ وہ مسکرا نے لگی

— گڈ مارنگ ہی — عالین نے سالار کے گال پر بوسہ دیا

گڈ مارنگ مائی ہاٹ کیک — سالار نے عالین کی پیشانی پر بوسہ دیا

عالی — آج مجھے بہت سکون کی نیند آئی ہے — سالار نے عالین کی ٹھوڑی پر لب رکھے
— کہا

اور وہ کیوں؟ نیند تو عالین کو بھی سکون کی آئی تھی بغیر کسی سکون آور ادویات کے —
— مگر پھر بھی وہ سالار سے پوچھنے لگی

سالار نے اس کی طرف دیکھتے کہا

کیونکہ آج میرے پہلو میں سوئی عورت فقط میری بیوی تھی جب کہ آج سے پہلے وہ میری بیوی ہونے سے پہلے کسی کی محبوبہ تھی۔ عالین تم شادی کے بعد ہمیشہ فیئر رہی ہو تم نے جھوٹی فیلنگز اور پیار کا ڈرامہ کر کے مجھے ٹریپ نہیں کیا یہی وجہ تھی جو میں اب تہاج کو ہمارے بیچ برداشت کرتا رہا مگر کل رات تمہارے اظہار کے بعد اب کی بار میں اب تہاج کو ہمارے رشتے کے بیچ برداشت نہیں کروں گا عالی۔ اگر ایسا ہوا تو نتائج کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔

عالین سالار کے لہجے میں شدت اور وارننگ محسوس کر چکی تھی اُسے شدت سے احساس ہوا تھا کہ اب اس کی ایک بھی غلطی اُسے سالار سے دور کر سکتی ہے وہ گہرا سانس لیتی سالار کے سینے پر سر رکھے گہری سوچ میں گم ہو گئی

عالین شاو ر لے کر جیسے ہی کمرے میں آئی اس کا فون رنگ کرنے لگا۔ وہ بیزاری سے شکلیں بناتی کال اٹھانے کے لئے موبائل کی طرف لپکی جب سکرین پر خاکی وردی میں ملبوس میجر زاوق حیدر کو دیکھ وہ مسکرائی۔ اُس کی ساری جھنجھلاہٹ ختم ہو چکی تھی اور سالار درانی نے اس کو ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑے غور سے دیکھا وہ جان چکا تھا یہ کال

کس کی ہے۔ اُسے آج تک میجر زاوق اور عالین کے رشتے کی سمجھ نہیں آئی تھی۔ شاید
— اُن دونوں میں انسانیت کا رشتہ تھا جو ہر کسی کی سمجھ سے بالاتر تھا

ہیلو مائی لٹل بوائے۔ عالین نے کھلکھلاتے ہوئے زاوق کو چڑایا۔ وہ جانتی تھی کہ زاوق
اس کے لٹل بوائے کہنے پر بہت چڑتا ہے جبکہ دوسری طرف زاوق حسب توقع چڑچکا تھا
— مگر اس کی چرچڑاہٹ عالین کی ہنسی سن کر خوشگوار حیرت میں بدل چکی تھی

آئی۔ اتنے سال کے بعد آپ کی کھلکھلاہٹ سنی ہے دکھاوے سے پاک کھڑی اور
خالص ہنسی۔ بہت سکون ملا مجھے۔ خیر مجھے یہ پوچھنا تھا کہ درانی ہاؤس میں ہونے والے
— فنکشن پر مجھے انوائٹ کیوں نہیں کیا گیا؟ زاوق اہموشنل ہوتے ساتھ ہی بات بدلتے بولا

ہاہاہاہاہاہا۔ لائک سیریسلی زاوق۔ تمہیں بھی اب غیروں کی طرح انوائٹ کرنا پڑے گا
مجھے؟ تمہاری باربی کا ایونٹ ہے تمہارا ہونا ضروری ہے زاوی۔ عالین نے زوٹھے پن
سے کہتے سالار کے قریب جاتے اس کے بالوں کو اپنی مٹھی میں پکڑے جھٹکا جو کہ اسے
— ہاتھ گاؤں میں دیکھتے ہی بہکنے لگا تھا

— کیا ہوا؟ سالار نے عالین سے استفسار کیا
تمہیں شرم نہیں آتی تم زاوی کے سامنے ایسی باتیں کر رہے تھے سالاریو نوناں وہ ہمارا
— بچہ ہے — عالین نے سالار کو دیکھتے کہا

سیر یسلی عالی۔ وہ بچہ اب ایک بھرپور بے شرم مرد بن چکا ہے اس لئے اس کو بچہ سمجھنے کی غلطی کبھی مت کرنا۔ ویل میں نے نارمل وے میں بات کی تھی مگر وہ اوور ہو گیا۔ سالار نے اپنی صفائی پیش کی

ہاں جیسے میں تو جانتی نہیں اسے بھی آپ کو بھی۔ یاد ہے نیویارک میں آپ اس کی ہیلپ سے ہی میرے لیے ڈیٹ پلان کرتے تھے۔ عالین نے سالار کو کچھ یاد دلاتے کہا جس پر سالار مسکراتا ہوا گویا ہوا

ہاں زاوی وہ واحد انسان ہے جس نے پھر سے دوستی جیسے رشتے پر یقین کروایا وہ یقین جو
— اہتاج نے توڑ دیا تھا — سالاریہ کہتے ہی اداسی سے کھڑکی کی طرف مڑا

— ایک بات پوچھوں —؟ عالی کی آواز اس کے کان سے ٹکرائی

تمہیں اجازت کی ضرورت کب سے پڑ گئی — سالار نے بغیر پیچھے مڑے جواب دیا

— تم اہتاج سے بہت محبت کرتے تھے ناں — عالین نے بمشکل اپنا سوال مکمل کیا

ہاں عالی یہ سچ ہے میں اور تم اب تک ایک ہی شخص سے بے تحاشا محبت کرتے رہے ہیں
مگر ہماری محبت کی نوعیت الگ ہے — سالار درانی شاید تم سے بھی زیادہ اس سے محبت
کرتا ہوں اور اس کی حالت دیکھ کر شدید افسوس ہوتا مگر میں اب بے بس ہوں اس کے
— لئے کچھ نہیں کر سکتا

سالار کے دل میں ایک چھن تھی جو اس کے لہجے سے جھلک رہی تھی عالین نے آگے
— بڑھتے اسے پیچھے سے ہک کیا

جب سالار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے سامنے کھڑا کیا سالار کی نظر عالین کے ہونٹوں
کے تل پر پڑی تو اس نے آگے بڑھتے اس کے تل پر اپنی زبان پھیری — عالین نے
اپنے لب کھولے سالار کے ہونٹ قید کر لیے اور دونوں ایک دوسرے کو چومتے رہے

جب سالار کی نظر عالین کے شوڈرز سے گاؤں کھسکایا اور اس کے شوڈرز پر بنے تل کو
— چومنے لگا

عالین نے سالار کو بانہوں میں بھر لیا اور دونوں ایک بار پھر سے ایک دوسرے میں گم محبت
— اور شدت نچھا کر کرنے لگے

رات کے آٹھ بجے درانی ہاؤس کے لان میں رنگ و بو کا سماں تھا۔ اینٹرنس پر کئی گارڈز
— متعین کیے گئے تھے۔ لان کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا
پورے لان میں وائٹ اور ریڈ ہارٹ شیپ بیلونز لگائے گئے تھے۔ لان کے دوسری
سائیڈ پر سوئمنگ پول تھا جہاں ینگ پارٹیز اور شو بزنڈسٹری کے ینگ سٹارز کے لئے الگ
سے انتظام کیا گیا تھا۔ لان کے نیچوں بیچ ایک بڑا پنک کری می کیک سیٹ کیا گیا تھا۔
تمام مہمانوں نے تھیم کے مطابق بلیک ڈریسنگ کی تھی۔ آج عنود درانی کا برتھ ڈے
تھا۔ سالار اس دن کو یادگار بناتا تھا ابھی بھی وہ عالین کے ساتھ کھڑا اینٹرنس پر لوگوں کا
ویلکم کر رہا تھا جب خوشہوئیں بکھیرتا وہ سیاہ پینٹ کوٹ پہنے سیاہ ہی بوٹ پہنے بالوں کو
— جیل سے سیٹ کیے بائیں ہاتھ میں امپورٹڈ گھڑی پہنے اینٹرنس ہوا

یکدم وہ سب کی نگاہوں کا مرکز بن چکا تھا جبکہ عالین اس کو مکمل نظر انداز کیے ہوئے تھی
— میجر زاوق مسکراتا ہوا سالار کے گلے ملا مگر دھیان اس کا عالی کی طرف تھا

سوفائلی میرا خواب، خواب ہی رہے گا کہ کبھی آپ اور آپ کی لاڈلی بیٹی کی نظروں کا مرکز
— بن سکوں۔ میجر زاوق نے عالین کو دیکھتے کہا
اس کی بات کو سمجھتے عالین نے آگے بڑھتے اس کے گال سے گال ملایا

میں نہیں چاہتی کہ لوگوں کی گندمی نظریں ہمارے رشتے کو خراب کریں۔ تم میرے لیے
— میری بیٹی کے لئے کیا ہو یہ تم اچھے سے جانتے ہو زاوی
عالین نے زاوق سے کہا جب اس کی بات پر سر ہلاتا زاوق گیسٹس کے شور کی طرف متوجہ
ہوا

زاوق کی نظریں تھم چکی تھیں جب پنک فیری سٹائل میکسی پسنے بالوں کو کرل کیے لائٹ
— میک اپ کیے عنود درانی کیمرے کی روشنی میں ہال میں اینٹر ہوئی

عمود کی نظر زاوق پر پڑ چکی تھی مگر وہ نظر انداز کرتے سالار سے ملنے کے بعد عالین کی طرف بڑھی۔ اب عمود اور زاوق میں فقط کچھ قدم کا فاصلہ تھا جب زاوق نے اس کی برہنہ گردن اور برہنہ کندھوں پر اپنی نظریں جمالیں۔

عالین اس کی نظروں کی تپش محسوس کر چکی تھی اس سے پہلے کہ وہ زاوق کو نظر انداز کرتے آگے بڑھتی زاوق نے ایک ہی جست میں اس کے سامنے آتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے۔ چلنا شروع کیا۔

سائیں۔۔۔ لیومی۔۔۔ میں کوئی سین کریٹ نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ عمود نے ایک ایک لفظ چباتے کہا۔

۔۔۔ کبھی نہیں چھوڑوں گا آپ کو دلبر سائیں۔۔۔ عمود نے چونکتے ہوئے زاوق کی طرف دیکھا

وعدہ کر رہے ہیں؟؟ عمود نے زاوق کے چہرے کی طرف رخ کیے پوچھا۔۔۔ زاوق نے ادھر ادھر دیکھتے عمود کو پودوں کے پیچھے لے جاتے کہا

—ہاں— دلبر سائیں— اب تمہیں کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤں گا
 میجر زاوق نے یہ کہتے ہی عنود کی پیشانی پر بوسہ دیا— عنود نے بھی میجر زاوق کی اس حرکت پر
 —سکون سے آنکھیں موندھ لی



عنود نے کیک کٹ کیا اور اب سب سے ایکسکیوز کرتی ایک کونے میں بیٹھی تھی جب میجر
 —زاوق کی گھمبیر آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی

تمہارے لمس سے
 میرے ہاتھوں کی پوروں پر
 سنہری ذائقوں کے باب کھلتے ہیں
 تمہارے کاندھے کے تکیے پر
 ہر اک شب میری نیندوں میں
 نجانے ریشمی خوابوں کے

کتنے رنگ کھلتے ہیں ----
بکھی جو چھو لو تم
میرے ہونٹوں کے پیالے کو
تو میں ہونٹوں پہ مچلتی
ساری دلربا نظمیں
تمہارے ہاتھوں پہ لکھ دوں گا
سنو! تمہارا وجود ہی تو زندگی ہے
تمہاری سانسوں سے ہی نبض چلتی ہے ہماری
جو چھو لو تم
تمہاری حرارت ہی سے
♥!!! مجھ میں جان آجایا کرتی ہے ۔۔

عنود کو زائق کا ایک ایک لفظ دل پر اترتا محسوس ہوا جب زائق اس کے پاس بیٹھتے اس کے
— کندھے پر اپنے لب رکھ چکا تھا

سائیں۔۔۔ عنود نے زاوق کو پکارا

جی میرے دلبر سائیں۔۔۔ زاوق نے عنود کو نرمی سے جواب دیا۔۔۔ عنود اس کی طرف
دیکھتی اس کے لبوں پر اپنے لب رکھ چکی تھی
تھوڑی دیر بعد دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوئے تو زاوق نے عنود سے کہا

دلبر سائیں تم اتنی بولڈ ڈریسنگ کیوں کرتی ہو؟؟ زاوق کے سوال پر عنود بولی
۔۔۔ آپ کو نہیں پسند تو آئندہ نہیں کروں گی۔۔۔ عنود کے جواب پر زاوق مسکرایا،

نہیں بات یہ نہیں کہ مجھے تمہاری بولڈ ڈریسنگ پسند نہیں بات یہ ہے کہ تمہیں دیکھتے میرا
ایمان خراب ہو جاتا ہے۔۔۔ خود پر قابو نہیں کر پاتا۔۔۔ میجر زاوق اب کھلے آسمان پر چاند کو
تکئے لگا

زاوی۔۔۔ آپ بہت اچھے آدمی ہیں۔۔۔ یو کین کنٹرول۔۔۔ عنود نے یقین سے کہا

نہیں ہر انسان موقع کی تلاش میں ہوتا ہے عنود جو جس کو جب بھی ملتا ہے وہ اس موقع سے
— فائدہ ضرور اٹھاتا

میجر زاوق کا ایک ایک لفظ عنود کے دل پر اثر کرنے لگا۔ وہ لوگ باتیں کرنے لگے جب
مریخہ انہیں ڈھونڈتی ڈنر کے لئے بلانے آئی



آج کافی دنوں بعد مریخہ درانی سدید سے ملنے آئی تھی سدید آجکل لاہور میں مقیم تھا اسکے فائنلز
— ہونے والے تھے

مریخہ درانی سلور ٹاپ اور بلیک ہی سکرٹ پہنے کھلے بالوں اور ہلکے میک اپ میں
— خوبصورت لگ رہی تھی سدید کی نظریں اس کے چہرے سے ہٹنے کو تیار نہ تھیں

کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا نظر ہٹانا مشکل ہو گیا؟ اوپر سے اتنی ہاٹ نیس — والے یو
— مانی ہاٹ کیک

— سدید نے دل پر ہاتھ رکھتے فل ٹھکر کی سٹائل میں کہا اس کی بات پر مریمہ کا قہقہہ نکلا

تم اتنے ٹھکر کی کیوں ہو سدید — آج بتا ہی دو — مریمہ نے سدید کی آنکھوں میں دیکھتے
— کہا — سدید ایک پل کے لئے مریمہ کی آنکھوں کی سپارک میں کھوچکا تھا

دیکھو ہاٹ کیک — ٹھکر ہماری زندگی کا ایک لازمی جزو ہے جو زندگی کو حسین بنا دیتا
— ہے — سدید کے ڈھٹائی سے جواب دینے پر مریمہ عیش عیش کرنے لگی

دوسری جانب اس ہوٹل میں ہی عنود درانی زاق کے ساتھ آئی تھی یہ ان کی باقاعدہ پہلی
— آفیشل ڈیٹ تھی

عنود درانی بلیک ویسٹرن سٹائل ٹخنوں تک آتی میکسی پہنے میک اپ میں بہت دلکش لگ
— رہی تھی جب زاق اس کو دیکھتے ہی کہیں کھو گیا

Whathappenedsaiyn?

— عنود نے اسے ہوش دلاتے سوال کیا

Girl who wear black lead a colorful life and you make
my life colorful and beautiful Dilbar Saiyn ❤️

— زاوق کے ایک ایک لفظ پر عنود کا دل دھڑکا

you are my rainbow in this black and white world
— سائیں

— عنود نے بھی زاوق کی آنکھوں میں دیکھتے کہا
— زاوق اس کی بات پر دل سے مسکرایا اور اس کی طرف ایک باکس بڑھایا

I purchase this for you from U.K

Should I open it now??

عنود کا ایک اصول تھا وہ کبھی کسی سے گفٹ نہیں لیتی تھی مگر زواق کے دیئے گفٹ پر وہ
— ایکساٹڈ ہوئی

زواق نے مثبت میں سر ہلایا تو عنود وہ باکس کھولنے لگی جس کو بہت خوبصورت شیٹ سے
— ریپ کیا گیا تھا

Channel_5

واو آئی لودس فریگرینس — عنود کے چہرے کی ایکساٹمنٹ دیکھ کر زواق کو دل سے
خوشی ہوئی

اس نے اپنی پوری سیلری اس پرفیوم پر لگائی تھی وہ پرفیوم افورڈ ایبل نہیں تھا اس کے
لئے — اور حیدر شاہ درانی کے دیئے گئے پیسوں سے وہ عنود کے لئے تحفہ نہیں خریدنا چاہتا
— تھا

وہ دونوں باتیں کرنے لگے آنے والے وقت سے بے خبر اپنا فیوچر پلان کرنے لگے

نوٹ : نیکسٹ ایپی بدھ کو آئے گی۔ اینڈ آئی نیڈ 500 لائکس آن دس پوسٹ

#بدکار

#قسطنمبر 8

#ماہی۔راجپوت

#boldromanticnovel

#do_not_copy_paste_without_my_permission.

میجر زاوق اور عنودیونہی ایک دوسرے کے ساتھ مجھ گفتگو تھے جب کسی نے ان کی چپکے

سے بہت سی تصویریں لیں

— میجر زاوق عنود کا ہاتھ تھا مے یونہی اس سے باتیں کرنے لگا



میجر زاوق دنیا جہاں سے بے خبر گہری نیند میں تھا جب اس کا فون رنگ کرنے لگا۔ اُس

نے بنا نمبر دیکھے کال ریسپونڈ کی

ہیلو۔۔۔ میجر زاوق کے لہجے میں سخت بیزارى تھی اسے گہرى نیند سے اُٹھائے جانے پر
— کوفت ہو رہی تھی

لالہ۔۔۔ میں سدید۔۔۔ دوسری جانب سے سدید کی گھمبیر آواز زاوق کے کانوں سے ٹکرائی تو
— ایک دلفریب مسکراہٹ زاوق کے لبوں پر بکھری

جی کرے لالہ اپنے بیٹے کو۔۔۔ زاوق جس کے لہجے میں کچھ دیر پہلے بیزارى تھی اب محبت
— اور شفقت تھی جو کہ اس کے چھوٹے بھائی کے لئے ہی مخصوص تھی

— لالہ۔۔۔ آپ نے نیوز دیکھی۔۔۔ سدید نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا

نہیں تو کیا ہوا؟؟ زاوق کے جواب پر سدید نے سرد آہ بھری

— آپ کا سکیئنڈل منظر عام پر آیا ہے لالہ۔۔۔ میجر زاوق سدید کی بات پر چونکا

What Rubbish__how could it be possible????

— میجر زاوق ایک دم طیش میں آیا

لالہ عنود درانی کے ساتھ ڈیننگ کرتے دھیان رکھتے ناں آپ__؟ اب ایکٹرس کے ساتھ
ڈیٹ پر جائیں گے تو ایسا ہی ہوگا۔ بائے داوے ہاؤوازدادیٹ؟؟؟ سدید نے قہمقہ
لگاتے زاوق کا موڈ بحال کرتے کہا

او آئی سی__ تو ہمارے دلبر سائیں کے ساتھ اب باہر نکلنا بھی عذاب بنا دیں گے یہ دو
ٹکے کے لوگ__ میجر زاوق نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے دوسرے ہاتھ سے سگریٹ
__ کا پیک اٹھاتے سگریٹ نکالا اور اسے لبوں سے لگاتے سلگایا

__ اچھا اس سکینڈل کی خبر حویلی تک نہیں پہنچنی چاہیئے__ چاچو کو بولو کہ اپنی پاور یوز کریں

زاق نے سدید سے کہا اس کی بات سمجھتے سدید نے ابتہاج سے بات کرنے کا ارادہ کیا۔
 سدید نے کال بند کرتے ابتہاج کی طرف کال ملائی جو کہ ہمیشہ کی طرح نہیں اٹھائی گئی
 تھی۔



اگلی صبح عنود درانی کو بھی اپنے سکینڈل کی خبر مل چکی تھی۔ وہ سالار کے جھکے سر کو دیکھ
 شرمندہ ہوئی۔

آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی وہ سالار کی طرف بڑھی

بابا۔ وہ۔ بابا میں نے کچھ غلط نہیں کیا مجھے ابھی یاد ہے شوبز جو ان کرنے سے پہلے
 میں نے آپ سے وعدہ لیا تھا کہ کبھی اپنی حدود کو اس نہیں کروں گی۔ مجھے آج بھی اپنا وعدہ
 یاد ہے۔ بابا میں زاوی سائیں کے ساتھ رہتے ہوئے بھی اپنی حدود نہیں بھولی بابا۔
 سالار درانی نے ایک نظر اپنی عزیز ازجان بیٹی کو دیکھا اور پھر صوفے سے اٹھتا مضبوط قدم
 اٹھاتا اس کی طرف بڑھا

عنود آج کے بعد اپنے کردار کی صفائی کسی کو مت دینا چاہے مقابل تمہارا باپ ہی کیوں نہ ہو۔ تم میرا غرور ہو عنود۔ میں تم پر خود سے بھی زیادہ بھروسہ کرتا ہوں۔ سالار درانی کے لہجے کے یقین نے عنود کو ہمت دی

آپ اس دنیا کے بیسٹ بابا ہیں۔ وہ یہ کہتے ہی سالار کے گلے لگی۔ عالین کیانی حسرت سے ان دونوں کو دیکھتی اپنے کمرے میں چلی گئی

کمرے میں آتے ہی اس نے کسی کو کال ملائی۔ جو کہ بار بار رنگ کے بھی نہیں اٹھائی جا رہی تھی

Pick up the call you damn it__

عالین غصے میں بولی جب دوسری طرف سے کال اٹھالی گئی
میم۔ اس سے پہلے کہ دوسری سمت سے بات مکمل کی جاتی عالین ٹوکتے ہوئے بولی

مجھے اب تہاج شاہ اور زامیہ شاہ کی بیٹی کے بارے میں اسے ٹوزی سب انفارمیشن چاہیے۔
عالمین کے لہجے کی سختی کمرے میں داخل ہوتے سالار نے بھی محسوس کی

—عالمین نے فون بند کرتے ہی غصے سے پھنکارتے کہا

You should have to pay for this Zamyia Shah__

عالمین — سالار نے عالی کو ٹوکتے کہا

نو سالار اس بار بات میری اور میری بیٹی کی نہیں بلکہ زواق حیدر شاہ کی ہے میں زواق کے
کردار کی طرف اٹھتی ہر انگلی کو کاٹ پھینکوں گی۔ اس کے خلاف بولنے والی ہر زبان کو
کھینچ لوں گی۔ عالمین کیانی کے لہجے میں بلا کی سختی اور وارنگ تھی سالار درانی اب زامیہ
— شاہ کے انجام کا سوچ کر ہی کانپ اٹھا



عنود درانی آج شاپنگ کے لئے مریحہ کے ساتھ گھر سے نکلی بلیو کلر کی ویسٹرن سٹائل ٹخنوں تک آتی میکسی جس کا گلہ ڈیپ اور کندھے برہنہ تھے گردن میں ایک چین اور کانوں میں — ٹاپس پہنے بغیر میک اپ کے بھی وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی

وہ گاڑی سے نکلی اور دوسری سائیڈ سے نکلتی مریحہ کو دیکھنے لگی جس نے بلیک فلیپر پر بلیک ہی سلیویس ٹاپ پہنا تھا — مریحہ ایک ادا سے گاڑی سے نکلتی اس کے پاس پہنچی — جب عنود اس کا ہاتھ تھامے اسے کی طرف دیکھتے مسکرائی

مائی پریٹینسٹ بے بی سسر — عنود کے لہجے میں نرمی اور پیار تھا مریحہ اس کے گلے لگی

آپ سے تو کم ہی خوبصورت ہوں — زاوی لالہ تو آپ کو دیکھتے ہی ہوش گنوا بیٹھتے ہیں — مریحہ نے آنکھ وٹک کر تے کہا

عنود نے ماسک لگایا اور دونوں مال کے اندر چلی گئیں۔ عنود پبلک پلیس پر زیادہ تر ماسک کا استعمال کرتی تھی کیونکہ وہ ایک مشہور سیلیبرٹی تھی۔ اسے فیملی کے ساتھ باہر جانا ہر بار مہنگا ثابت ہوتا تھا کیونکہ اس کے فین اسکو پکڑ لیتے تھے اور وہ وقت جو فیملی کے ساتھ گزارنے جاتی تھی وہ سارا وقت فینز کے ساتھ سیلفی لیتے آٹو گراف دیتے گزر جاتا

وہ دونوں مال پہنچتے ہی سب سے پہلے اپنی فیورٹ ڈیزائنر کی آؤٹ لٹ پر پہنچیں جب

— دونوں کی نظر ایک خوبصورت لانگ میکسی پر پڑی

وہ میکسی دیکھنے والے کو متاثر کر رہی تھی۔ تہہ در تہہ ٹشو فرل اور سلک کی یہ میکسی بہت

— نفیس لگ رہی تھی

— آپنی آپ یہی پہنوں گی اینڈ ویٹس فائنل — مریحہ نے عنود کو اٹل لہجے میں کہا

— عنود نے ایک نظر ہیرائس ٹیگ کی طرف دیکھا وہ میکسی 75000 کی تھی

— پیک دس — عنود نے آرڈر کیا

— سوری میم — یہ سیل ہو چکی ہے — آپ سے پہلے کسی نے یہ میکیسی خریدی ہے
سیلز مین عنود کو بتاتا ہے جس پر عنود سر ہلاتی باقی ڈریس دیکھنے لگی اس کا موڈ آف ہو چکا
— تھا —

عنود درانی کی یہ عادت تھی وہ اپنی چیز کسی کو نہ دیتی تھی اگر اسے کچھ پسند آ جاتا تو وہ اسے
حاصل کر کے رہتی — اگر وہ چیز اس کے ہاتھ سے نکل جاتی تو وہ پھر مڑ کر اس چیز کو نہ
دیکھتی — مریحہ ادکی فطرت سے واقف تھی وہ اس کا دھیان بٹانے لگی
جبکہ دونوں اس بات سے لاعلم تھیں کہ قسمت عنود درانی سے اس کا پسندیدہ شخص چھین کر
— کسی اور کی جھولی میں ڈالنے والی تھی



عنود اور مریحہ جیسے ہی گھر لوٹیں تو سامنے ہی عالین کیانی اور سالار کو خوشگوار موڈ میں دیکھ
— دونوں دل سے خوش ہوتی ان کی طرف بڑھیں

ایک ساتھ خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا۔ سالار درانی نے اپنی فیملی کو ہنسے مسکراتے دیکھ کر ادا کیا۔ اس نے دل سے دعا کی تھی کہ اب کوئی طوفان ان کی زندگی میں ان خوشیوں کو نگل نہ لے۔ وہ عالین کی ضدی طبیعت سے بھی واقف تھا اور اسے اب تہاج۔ شاہ کا بھی خوف تھا

۔ کھانے کے بعد ابھی وہ لوگ باتوں میں مشغول تھے جب ملازم ایک پارسل لے کر آیا

عنود بے بی یہ کوئی آپ کے نام کا کوریئر دے کر گیا ہے۔ ملازم نے عنود کو کوریئر دیا۔ اور وہاں سے چلا گیا

عنود نے کوریئر کھولا اور سب سے پہلے ایک خوبصورت کارڈ اور خوبصورت ہینڈ رائٹنگ دیکھ کر وہ مسکرائی

To the prettiest girl

I want to see you in this dress on your special day
Belated Happy birthday to you My beautiful girl 🥰🥰

عنود نے مسکراتے ہوئے وہ گفٹ کھولا اور سب سے پہلی چیخ مریحہ کی نکلی

اومانی گاڈ آپنی یہ تو وہی ڈریس ہے۔۔۔ آئی ایم سوپہی۔۔۔ آپ کی پسند آپ کو واپس مل
گئی۔۔۔ سالار اور عالین اچھنبے سے ان دونوں کی جانب دیکھنے لگے جب عنود نے مسکراتے
۔۔۔ ہوئے انہیں اس ڈریس کی بابت بتایا

۔۔۔ عنود وہ ڈریس لے کر اپنے کمرے میں پہنچی جب اس نے میجر زاوق کا نمبر ڈائل کیا

میجر زاوق نے پہلی رنگ پر ہی کال اٹھائی

سائیں۔۔۔ عنود کے لب ہلے

جی دلبر سائیں۔۔۔ زاق نے محبت اور خمار آلود لہجے میں کہا

سائیں وہ گفٹ بھیجنے کے لئے تھینکس۔۔۔ عنود نے زاق سے کہتے اپنی وارڈروب سے
— نائی نکالی

— کونسا گفٹ دلبر سائیں میں نے تو کوئی گفٹ نہیں بھیجا۔۔۔ زاق نے عنود کو حیران کیا

— اوہ اچھا پھر کوئی پی۔ آر آیا ہوگا۔۔۔ عنود نے اندازہ لگاتے کہا

— اچھا سنو دلبر سائیں۔ کیا کر رہی ہو؟ زاق نے عنود سے سوال کیا
کچھ نہیں چیلج کر کے سونے لگی تھی۔۔۔ عنودیونہی کان سے فون لگاتے واشروم میں
— گھسی

بہم۔۔۔ میں اس وقت ایک انگلش مووی دیکھ رہا ہوں
جس پر رومانٹک سین میں خود کو اپنے دلبر کے ساتھ امیجن کرتا مستقبل کے حسین خواب
— دیکھ رہا ہوں

زاق نے مخمور لہجے میں کہا۔ اس کی بات پر عنود کا دل دھڑکا

ہا ہا ہا لائی سیریسلی سائیں۔ کھلی آنکھوں سے خواب کون دیکھتا؟ عنود نے مذاق اڑاتے کہا

میجر زاق حیدر شاہ نے کھلی آنکھوں سے دو خواب دیکھے ہیں دلبر سائیں۔ ایک خواب اپنی آنی کو آرمی میں سیلیکٹ ہو کر پراؤڈ فیل کرانے کا خواب اور دوسرا خواب آپ کو اپنا ہمسفر بنانے کا خواب۔ میرا ایک خواب پورا ہو گیا اور اب دوسرا خواب جلد پورا ہوگا۔ عنود زاق کی فیوچر پلاننگ پر کھل اٹھی اور پاس کھڑی قسمت میجر زاق کے ان خوابوں پر طنزیہ مسکرائی



کمرے میں مکمل تاریکی کا راج تھا وہ ایزی چیئر پر بیٹھا گود میں لیپ ٹاپ رکھے انسٹاگرام پر عنود کی تصویریں دیکھنے میں مصروف تھا ایک خوبصورت مسکراہٹ اس کے چہرے کا

احاطہ کیے ہوئے تھی اس کا سب سے فیورٹ کام اس چہرے کو تنکنا تھا آج بھی جب وہ دنیا کے جھمیلوں سے نبٹ کر اپنے اس اپارٹمنٹ میں آیا تو عنود کی تصویریں دیکھ خود کو — فریش کیا

یہ اس کی وہ سائیڈ تھی جس سے دنیا ناواقف تھی — تھوڑی دیر بعد اس کا فون رنگ کرنے لگا اس نے ایک ہاتھ سے فون اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے لیپ ٹاپ پر سکراننگ کرنے لگا —

سر آپ کا کام ہو گیا — ہم نے وہ ڈریس عنود میڈم تک پہنچا دیا — فون کے دوسرے طرف سے بتایا گیا جسے سنتے ہی وہ مسکرا اٹھا

— گڈ جاب — ایک لفظی جواب دیتا وہ فون بند کر چکا تھا

آئی لو یو عنود — اس نے سر ایزی چیئر کی پشت سے ٹکایا کتنے ہی آنسو اس کے خوبصورت چہرے پر بہنے لگے



— اماں سائیں میں عالی سے شادی کرنا چاہتا ہوں
 اب تاج شاہ بلیک پیٹ اور وائٹ شرٹ میں رونے میں بھی سحرانگیز لگ رہا تھا —
 — اماں سائیں نے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر سانس خارج کرتے بولیں

میں اس ایکٹریس کو اپنے خاندان کی ہو نہیں بنا سکتی — ویسے بھی اس کے سالار سے
 — دھواں دار معاشقے منگنی اور پھر رشتہ ٹوٹنے کا سننے کے بعد تو ہر گز نہیں

— اماں سائیں نے ہٹ دھرمی سے کہا

اماں سائیں آپ کی نظر میں وہ ایکٹریس ہے مگر میری نظر میں وہ میری محبت ہے میرا
 — عشق ہے — میں عالی سے ہی شادی کروں گا
 اب تاج شاہ نے بھی آنکھ میں آنکھ ڈالتے کہا اس کی آنکھوں سے چھلکتی بغاوت سب کو
 — پریشان کر چکی تھی

تمہاری شادی فقط زامیہ سے ہوگی ابہاج۔ اماں سائیں نے حکم سنایا تو ابہاج جو سکون سے بیٹھا سن رہا تھا یکدم طیش میں آیا

ابہاج نے اپنے سامنے پڑے شیشے کے میز پر زور سے بازو مارا۔ کانچ جو کہ مضبوط نہ تھا وہ ٹوٹ کر بکھر گیا۔ اماں سائیں کی چیخ منکلی حیدر شاہ آگے بڑھتے اپنے بھائی کو سنبھالنے لگے جب ابہاج نے ایک وار رنگ کے انداز میں دونوں بھائیوں کی طرف دیکھا

وہ دونوں ابہاج کے رعب اور دب دے کی وجہ سے اس سے بحث نہ کرتے تھے ابہاج۔ شاہ نے اپنی ماں کی طرف دیکھتے اپنے زخمی ہاتھ کو دل پر مارتے ہوئے بولا

اماں سائیں عالین کیا فی ابہاج شاہ کے دل میں بستی ہے۔ ابہاج شاہ کی آنکھوں میں ایک جنون تھا اماں سائیں ساکت ہوئیں جب ابہاج نے اپنا ہاتھ دل سے ہٹانے کے بعد۔ کان کے اوپر لے جاتے کہا

عالمین کیانی اہتاج شاہ کے دماغ میں رہتی ہے۔ مطلب ہر جگہ اماں سائیں۔ اہتاج شاہ اپنے اور اس کے بیچ آنے والے ہر شخص کو تباہ کر دے گا۔ اگر زامیہ شاہ کو میرے اور عالی کے بیچ لایا گیا تو میں اس کے خوبصورت جسم کو آگ لگا دوں گا۔ اہتاج شاہ کی وارننگ نے سب کو خاموش کر دیا

وہ ایک نظر سب پر ڈالنے کے بعد اٹھ قدموں پیچھے مڑا راستے میں آنے والی ہر چیز کو ٹھوکر مار کر گرا دیا

اہتاج شاہ جو اپنے کمرے میں گم صم بیٹھا تھا اچانک کسی کے کمرے میں آنے پر سختی سے بولتے بولتے رک گیا اس کے لب مسکرا اٹھے کیونکہ سامنے اس کا لاڈلا بھتیجا تھا زاق — حیدر

زاوی تم — ادھر آؤ۔ اہتاج نے اسے پاس بلایا یہ بچہ اس کی زندگی اس کا سکون تھا۔ وہ عالی کے بعد اگر کسی سے محبت کرتا تھا تو وہ اس کا بھتیجا تھا زاق تھا

زاق نے آگے بڑھتے میڈیکل باکس جو پشت پر چھپا رکھا تھا سامنے کیا اور بغیر کچھ بولے
— ابہاج کو بینڈیج کرنے لگا

سن چھوٹے سائیں — ناراض ہے مجھ سے —؟ ابہاج نے نرمی سے پوچھا

ہاں مگر آپ سے نہیں ماموں سے — انہوں نے مجھ سے میری آنی چھین لی — زاق
— نے منہ بناتے کہا تو ابہاج کھل کر مسکرایا — وہ بڑی مہارت سے بینڈیج کر رہا تھا

تمہاری آنی اگر ہمارے ساتھ اس گھر میں رہیں تو؟ ابہاج شاہ نے اس کے معصوم
چہرے کو دیکھتے کہا جبکہ زاق کے بینڈیج کرتے ہاتھ رک گئے

— ریتلی — چاچا زات پاسیبل —؟ زاق نے مسکراتی نظروں سے ابہاج کو دیکھتے کہا

یس — بٹ اس کے لئے تمہیں دعا کرنی ہوگی — ابہاج نے زاق سے کہا چھوٹے
— بچوں کی اللہ جلدی سنتے ہیں

او کے چاچو آج سے میں روز دعا کروں گا۔ یہ کہتے ہی اس نے ابھاج کو ہگ کیا جس نے اسے سینے میں بھینچ لیا۔

کون یہ جانتا تھا کہ ایک دوسرے پر دل و جان سے فدا یہ چاچو بھتیجا ایک دوسرے کے گریبان پکڑیں گے۔ محبت بہت کم ظرف اور خود غرض چیز ہوتی ہے یہ جس رشتے سے بھی ہو باقی تمام رشتے ہیچ لگنے لگتے ہیں۔ دل صرف ایک رشتے کی طرف ہمتا ہے۔ اگر یوں کہا جائے محبت تباہی ہے تو غلط نہ تھا



یہ منظر پوش ایریا کے کلب کا تھا جس کے ڈانس فلور پر لڑکے لڑکیاں ڈانس کرنے میں مصروف تھے۔ وہ بھی دوسروں کو دیکھا دیکھی خرم کے ساتھ چلتے ڈانس فلور پر پہنچی۔ جب خرم نے اسے کمر سے پکڑے قریب کیا التفات خرم کی سانسیں خود پر محسوس کر رہی تھی

خرم اسے ساتھ لگائے ڈانس کے سٹیپ کرنے لگا خرم کے ہاتھ التفات کی بیک پر تھے
التفات نے آج اس کی فرمائش پر منی سکڑٹ پہنی تھی میک اپ میں وہ بہت حسین لگ
— رہی تھی

ڈانس کرتے کرتے خرم کی قربت میں التفات مکمل مدہوش ہو چکی تھی جب خرم اس کا
— فائدہ اٹھاتے اسے بانہوں میں اٹھائے کمرے کی طرف لے گیا

کمرے میں لے جاتے ہی خرم نے التفات کا رخ دروازے کی طرف موڑا اور اس کے
— بالوں کو گردن سے ہٹائے اس کی گردن پر اپنے لب رکھے مکمل طور پر اسے قید کر لیا

التفات نے آنکھیں بند کیے خرم کا لمس محسوس کیا کافی دیر بعد خرم نے التفات کے جسم
سے کپڑے الگ کیے

التفات اس کے سامنے ایک بلاؤڈ اور پینیٹی میں تھی خرم اسے بانہوں میں بھرتے بیڈ تک
— لایا اور اس کی گردن پر اپنے ہونٹ رکھتے سینے تک کا سفر طے کیا

کافی دیر التفات کے سینیہ کو نوچنے کے بعد خرم کے لبوں نے التفات کے پیٹ کا سفر طے کیا۔

— التفات کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا
 التفات مکمل طور پر خرم کے نشے میں مدہوش تھی اسے کچھ ہوش نہ تھا کہ جائز ناجائز کیا ہے؟ اسے بس یہی پتا تھا کہ وہ آج اپنے محبوب کی بانہوں میں تھی۔ اسے حلال حرام ہر چیز سے ماوری ہو کر بس اس شخص کی قربت میں سکون اور لذت مل رہی تھی

خرم نے التفات کے برہنہ جسم کو مدہوش نظروں سے دیکھا اس کے ہاتھ التفات کے جسم پر گردش کر رہے تھے

خرم نے خود کو شرٹ سے آزاد کیا اور التفات کے جسم پر قابض ہوا التفات کی سسکیاں اُسے مزید جوش دلا رہی تھیں

کئی کھنٹے وہ التفات کے جسم سے اپنی پیاس بجھاتا رہا۔ التفات تھک گئی تھی مگر وہ حرم
— کو خود سے الگ کرنا نہیں چاہتی تھی

التفات شاہ اپنے خاندان کا فخر و غرور ان کی عزت کو خاک میں ملا چکی تھی جس کا خمیازہ میجر
— زاق اور عنود کو بھگتنا تھا

نوٹ : ناول کا بولڈ ٹائپک سٹارٹ ہو چکا ہے کچھ سنسنی خیز کچھ ایسا جو آپ کو عجیب
لگے۔ مگر آپ ہر ایپی پر سب اپنی رائے ضرور دیجیئے جلدی جلدی 400 لائنیں کمپیٹ
کریں۔ جزاک اللہ

#بدکار

#ماہی۔ راجپوت

#قسط نمبر 9

#boldromanticnovel

#Do_not_copy_paste_without_my_permission

السلام علیکم ریڈرز۔ مجھے اس ناول پر آپ کا بالکل بھی رسپانس نہیں مل رہا اس بار جب تک ایپی پر 500 لائکس پورے نہیں ہوتے میں اگلی قسط نہیں دوں گی۔ ناول جسٹ یو ٹوب پر پوسٹ کروں گی۔ کائنڈلی آپ لوگ ایپی پڑھنے کے بعد میری محنت کا صلہ لائکس کی صورت میں دیں۔ جزاک اللہ



شاہ حویلی میں سب لوگ ناشتہ کرنے میں مصروف تھے جب زامیہ شاہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو نظر ہٹانا بھول گئی سامنے سے ہی بلیک پینٹ آف وائٹ شرٹ جس کے اوپری دو بٹن کھلے تھے شرٹ کی آستینوں کو کہنیوں تک فولڈ کیے آف وائٹ جوگرز پہنے وہ مضبوط کسرتی جسم کا مالک اب تاج شاہ سیرھیاں اترتا ڈاننگ ہال میں آیا۔ اس کے بازوؤں پر بینڈیج ہوئی تھی خون کے نشان پٹی سے واضح نظر آرہے تھے۔ ایک وقار تھا اس کی پرسنالٹی میں وہ بلا کا حسین مرد تھا خدا نے اسے حسن دیا تھا وہ اپنے خاندان کے سب مردوں سے زیادہ۔ وجیہ اور خوب رو تھا کچھ اس نے زمانے کے ساتھ چلتے اپنی پرسنالٹی کو گروم کیا تھا

ابتہاج شاہ ایک ایسا مرد تھا جو بہت سی عورتوں کی "ڈیزائر" تھا اس کے ارد گرد عورتوں کا ایک ہجوم تھا جو اس کے جسم کو تسخیر کرنا چاہتی تھیں۔ کچھ کی خواہش فقط ایک رات گزارنے کی تھی کچھ اس کے ساتھ عمر بھر کے لئے جسمانی تعلق بنانا چاہتی تھیں ان میں ایک زامیہ شاہ تھی جو ابتہاج شاہ کے جسم کو حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اسے عالین کیانی سے دور کرنا چاہتی تھی۔ ابتہاج شاہ ان عورتوں کی ڈیزائرز کو اچھے سے سمجھتا تھا مگر وہ محبت میں توحید کا قائل تھا وہ عالین کیانی کے حُسن کا اثر تھا اس نے عالین کیانی کو ہی اپنی اولین خواہش بنایا تھا اور وہ کسی دوسری عورت کو اپنے قریب لا کر عالین سے بے وفائی نہیں کرنا چاہتا تھا

ابتہاج شاہ جیسے ہی ڈاننگ چیمبر گھسیٹتے بیٹھا اس کی نظر خود کو گھورتی زامیہ پر پڑی جسے اس نے وارننگ دیتے انداز میں دیکھا

— زامیہ اس کی وارننگ سمجھ چکی تھی اس لئے اپنا سر جھکا گئی

اماں سائیں— آج صائمہ کے فادر پاکستان آرہے ہیں کیوں نہ ہمیں واسق اور صائمہ کے رشتے کی بات کو آگے بڑھانا چاہیے۔ حیدر شاہ نے گلہ کھنکھارتے اپنی بات کا آغاز کیا—
 واسق شاہ اور صائمہ ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اور شادی کرنا چاہتے تھے کچھ صائمہ کے انداز و اطوار ایسے تھے کہ وہ اماں سائیں کی من پسند بہو کی لسٹ میں دوسرے نمبر پر تھی پہلے نمبر پر زامیہ شاہ تھی جبکہ شازیہ بیگم کو اس گھر میں سوائے زواق کی ماں کی حیثیت کے اور کوئی اہمیت نہیں دی گئی تھی

ٹھیک ہے ہم ان سے ڈائریکٹ نکاح کی بات کریں گے اور پھر اس جمعہ کو واسق اور صائمہ کے ساتھ ابہاج اور زامیہ کا نکاح کر دیں گے۔ اماں سائیں نے گویا ان سب کے اعصاب پر حملہ کیا ان کی بات سن کر سوائے زامیہ کے کسی کو خوشی نہ ہوئی

نکاح— میرا اور زامیہ کا؟؟ لائک سیریسلی اماں سائیں—؟ میں نے پہلے بھی آپ سے ایک بات کلیمز کی کہ میں عالی سے کمیڈ ٹھوں اس کے سوا کسی سے شادی نہیں کروں گا—
 پھر آپ لوگ سب مجھے فورس کیوں کر رہے؟؟ ابہاج نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا—

ہم نے بھی کہہ دیا ہے کہ وہ ایکٹریس ہمارے خاندان کی ہو بننے کے قابل نہیں۔ اماں
 سائیں کی بات نے اب تاج شاہ کو طیش دلایا اس نے سامنے پڑے ناشتے کے برتن کو ہاتھ
 مار کر نیچے گرایا ٹیبل پر پڑی ہر چیز زمین بوس ہو چکی تھی
 اب اب تاج شاہ کرسی کو پیچھے کی طرف گراتے ایک ہی جست میں اٹھا اور ہال میں پڑی ہر چیز
 — تھس نہس کر دی

حیدر شاہ اور واسق شاہ نے اسے روکنے کی کوشش کی اس نے ان دونوں کو دھکا دیتے
 غصے میں اپنے قدم اماں سائیں کی طرف بڑھائے

کاش یہ بات آپ کے علاوہ کسی اور نے کی ہوتی تو میں اس کو بتاتا کہ عالین کس قابل ہے
 — کس قابل نہیں۔ اماں سائیں بار بار میرے ضبط کا امتحان مت لیں

عالمین میری محبت ہے میرا جنون ہے۔ اگر عالمین نہ ملی مجھے تو میں خود کو برباد کر دوں گا
اماں سائیں۔ وہ وارنگ دیتے انداز میں اٹھا اور اماں سائیں پر کئی سوچوں کے درواہ
کیے۔



سی گرین کمر کی سکرٹ پروانٹ ٹی شرٹ پہنے آنکھوں پر کمر فل گاگلز چڑھائے سٹیننگ
کیے بال نیچے سے ہلکے کرل کیے آف وانٹ جو گلز پہنے وہ بہت خوبصورت لگ رہی
تھی۔

وہ ابھاج شاہ سے ملنے منی گالف کلب آئی تھی ابھاج شاہ جو کہ گراؤنڈ میں گالف کھیلنے میں
مصروف تھا اسے دیکھتے ہی اس کے سوا گوار چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ
بکھری۔

وہ اسٹک سائیڈ پر پھینکتا اس کی طرف اپنے دونوں بازو کھولے بڑھا عالین کیانی جو سب کو
اگور کرتی ابہاج کو دیکھنے میں مصروف تھی اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ بھاگنے کے انداز
— میں اس کے قریب پہنچی اور اسے زور سے ہگ کر لیا

— ابہاج شاہ نے یونی عالی کو اپنی بانہوں میں اٹھائے گھومنا شروع کر دیا

— عالین کی ہنسی کی گونج ابہاج کے کانوں سے ٹکرائی

I really missed you Shah Saiyn__

ابہاج شاہ نے عالین کی سرگوشی سنی

you miss me??

— عالین نے ابہاج کی آنکھوں کی طرف دیکھتے کہا

یاد تو ان کو کیا جاتا ہے جن کو ہم بھول جاتے ہیں۔ جن کا بسیرا دل میں ہوا نہیں یاد کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ وہ ہر وقت ہمارے ساتھ ہوتے ہمارے دل میں دماغ میں۔
 — تنہائی میں ہجوم میں
 اب تہاج یونہی اسے بانہوں میں اٹھائے گاڑی میں بٹھا کر گاڑی کی رخ اپنے اپارٹمنٹ کی
 — طرف کر چکا تھا



اب تہاج شاہ عالین کو اپنے اپارٹمنٹ لے کر آیا اور اب اب تہاج شاہ ایزی چئیر پر بیٹھا عالین کو دیکھنے میں مصروف تھا عالین اس کے سامنے بیٹھی اس کی نظروں سے کنفیوز ہوتی جا رہی تھی
 — وہ ہمت کرتی اب تہاج کے پاس جا کر کھڑی ہوئی

— اب تہاج شاہ نے مسکراتے ہوئے اس کے دلکش سراپے کو دیکھا اور بولا

— سٹ آن مائی لیپ — ابہتاج شاہ کی مخمور آواز عالین کو بہت کچھ باور کر رہی تھی
— نو — آئی ول ناٹ — عالین نے انکار میں سر ہلایا

جب ابہتاج نے اسے کلانی سے پکڑ کر اپنے قریب کیا اور ایک جھٹکا دیتے اپنے اوپر
— گرایا

کہاناں میرے پاس آتے وقت انکار مت کیا کرو — ابہتاج کے غصے نے عالین کو
— خاموش کر دیا عالین اب اس کی سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی

عالین نے ہارمانتے ابہتاج کی گردن میں بانہیں ڈالیں اور اس کی گود میں بیٹھ گئی — عالین
اب ابہتاج کے گال پر اپنا ہاتھ رکھے اس کے ڈمپل کو دیکھنے میں مصروف تھی جو کہ بات
— کرتے بھی ابھرتا تھا

— ابہتاج شاہ نے عالین کے بالوں سے اسے پکڑے اپنے قریب کیا

جانتی ہو عالی۔۔۔ ان کچھ ہفتوں میں ابہاج شاہ ترپا ہے ان آنکھوں کی گہرائی میں ڈوب
— جانے کو

— ابہاج شاہ نے عالین کی آنکھوں پر اپنے لب رکھے

ابہاج شاہ ترسا ہے ان لبوں کا جام پینے کو۔۔۔ ابہاج نے اپنے لب اس کے لبوں پر
— رکھے جنہیں عالین نے ویلکم کرتے جکڑ لیا

— عالین کا سانس جب اکھڑنا شروع ہوا تو ابہاج نے اسے خود سے الگ کیا

کیا بات ہے عالی؟؟ تم تو ابھی سے ہار مان گئی، ابھی تو میں نے تمہیں جسٹ کسنگ کی
ہے۔۔۔ ابھی تو میں نے تم پر اپنی شدتیں نچھاور کرنی ہیں۔۔۔ ابھی تو وہ وقت آنا ہے جب
مجھے تمہارے اس دلکش سراپے کو برہنہ دیکھنا ہے۔۔۔ جب میں نے تمہارے جسم کی
خوشبو کو محسوس کرنا ہے۔۔۔ ابہاج بول رہا تھا اور عالین اس کی ہر بات پر شرماتی چھپنے کی
— جگہ ڈھونڈتی تھی جبکہ اس کو چھپنے کے لئے ابہاج کے سینے سے بڑھ کر کوئی چیز نہ ملی

وہ اس کی بے باک گفتگو پر سمٹی اس کے سینے میں منہ چھپا چکی تھی اور اب تہاج شاہ اسے کمر سے پکڑے اپنے اور قریب کر چکا تھا اب تہاج کی پکڑ میں ایک شدت تھی جسے عالین کیانی نے محسوس کیا

عالین کیانی ایک مشہور ایکٹریس تھی اس کا رہن سہن بولڈ تھا مگر اس نے آج تک کسی مرد کو اپنے قریب آنے کی اجازت نہیں دی تھی

سالار کے ساتھ منگنی کے باوجود وہ سالار کو خود سے دور رکھتی مگر اب تہاج شاہ وہ مرد تھا جہاں عالین کیانی کی بے بسی شروع ہوتی تھی۔ عالین کیانی اس مرد کی قربت میں ہر حد بھول جاتی تھی اب تہاج شاہ کے حصول کے لئے اس نے رورو کر دعائیں مانگی تھیں۔ اب تہاج شاہ عالین کو مکمل طور پر اپنا اسیر کر چکا تھا۔ اگر یوں کہا جائے اب تہاج شاہ کی محبت عالین کیانی کا زوال تھی تو کم نہ تھا



ایک تیز رفتار گاڑی سڑک پر رواں تھی چند کھنٹے کی مسافت طے کرتے وہ گاڑی درانی ہاؤس سے قدرے فاصلے پر رکی اور ایک شخص گھر کی پچھلی سائیڈ سے بڑی مہارت سے فاصلہ طے کرتے ایک کھڑکی کے پاس پہنچا اور کھڑکی کا پٹ ادھ کھلا ہونے کی وجہ سے وہ اس کھڑکی سے اندر کمرے میں جھانکنے لگا

وہ مکمل طور پر یقین تھا کہ وہ سوچکی ہوگی اس نے جیسے ہی کھڑکی کھولی تو سامنے کا منظر دیکھ کر مسکرایا

یہ منظر ایک خوبصورت کمرے کا تھا جس کا تھیم آف وائٹ اور پرپل تھا کمرے کے وسط میں ایک خوبصورت گول جہازی سائز بیڈ تھا جس کے ارد گرد پرپل اور آف وائٹ نیٹ کے کرٹنز لگے تھے بیڈ پر آف وائٹ ہی بیڈ شیٹ بچھائی گئی تھی کمرے میں مکمل تاریکی کا راج تھا اور بیڈ پر ہی وہ حسینہ آڑھی ترچھی لیٹی لیپ ٹاپ پر تیزی سے ٹائپنگ میں مصروف تھی

لیپ ٹاپ کی روشنی میں اس کا خوبصورت چہرہ جگمگا رہا تھا وہ اپنے کام میں مصروف ارد گرد سے بیگانہ تھی

شٹ۔ یہ تو جاگ رہی ہے۔ اس نے بے بسی سے نفی میں سر ہلایا اور غصے سے اپنی
— مٹھیاں بھیجنے لیں

ابھی وہ وہیں کھڑا سوچ رہا تھا کہ اسے کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ وہ جلدی سے
— کھڑکی کے پاس سے ہٹا اور بڑی مہارت سے نیچے اترتا گاڑی تک پہنچا

کمرے میں داخل ہوں تو عنود درانی جو کہ بیڈ پر ترچھی لیٹی مکمل طور پر لیپ ٹاپ میں سر
دینے ارد گرد سے بیگانہ تھی کمرے میں داخل ہوتے میجر زاوق نے اسے دیکھا اور آہستہ
— آہستہ قدم اٹھاتا اس کے پاس پہنچا

میجر زاوق یونہی بیڈ پر چڑھا اور عنود کے ارد گرد اپنا حصار قائم کیا۔ عنود کی سانسیں تھم چکی
تھیں اس کے ہاتھ جو تیزی سے لیپ ٹاپ پر حرکت کرنے میں مصروف تھے اب رک چکے
— تھے

— سائیں۔ عنود ایک لفظی جملہ ادا کرتی لیپ ٹاپ بند کر چکی تھی

جی میرے دلبر سائیں — میجر زاوق اسکے بال ہٹاتا اس کی گردن پر جھکاتا عنود میجر کے
 لمس پر کانپ اُٹھی میجر زاوق نے اس کے کانوں پر لو بانٹ کیا تو عنود ایک جھٹکے سے مُرتی
 میجر زاوق کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے خود سے دور کرنے لگی
 — مگر وہ عنود کے لبوں کو اپنی گرفت میں لیتا اس کی سانسیں قید کر چکا تھا
 میجر زاوق نے جب عنود کے لبوں کو بخشا تو عنود غصے سے بولی

سائیں چھوڑیں کتنے شدتی ہیں آپ — عنود منمناتے ہوئے بولی

دلبر سائیں ابھی سے یہ حال ہے ابھی تو ہم نے اپنی شدت آپ کے وجود میں اتاری ہی
 نہیں ہے — بٹ ڈونٹ ورمی ایک بار آپ کو اپنی شدت سے روشناس کروادیا تو آپ کو
 بھی سسنے کی عادت ہو جائے گی — میجر زاوق نے ایک آنکھ دباتے کہا اس کی زو معنی بات
 — کو سمجھتے عنود شرم سے لال ہو گئی

ہم نہیں ڈرتے آپ سے سائیں۔ ہم بس چاہتے کہ شادی سے پہلے یہ سب ہماری
پرسنالٹی اور ویلیوز کو سوٹ نہیں کرتا۔ عنود نے زاوق کی کھلی شرٹ سے جھانکتے سینے کے
بالوں پر انگلی پھیرتے کہا۔

— میجر زاوق عنود کے اوپر سے ہٹتا اسے ایک گہری نظر سے دیکھتا کمرے سے چلا گیا



بلیک شرٹ اور بلیک ڈینم جیمز پر بلیک ہی بلیر پہنے بلیک گلاسز لگائے عنود درانی بڑی
— سٹائش انداز میں مال میں داخل ہوئی
تمام لوگوں کی نظریں اس پر ٹکی ہوئی تھیں۔ وہ لوگوں کو نظر انداز کرتی مطلوبہ آؤٹ لٹ پر
پہنچی

مے آئی آسک آکو نسچن؟؟ عنود نے اس آؤٹ لٹ کی اونر سے بڑے مہذب انداز میں
سوال کیا

یس میم۔ اس اونر نے عنود کو دیکھتے مسکرا کر جواب دیا

آپ کی آؤٹ لٹ سے یہ ڈریس خریدا گیا کیا آپ مجھے بتا سکتی یہ ڈریس کس نے لیا؟؟ عنود نے بڑے طریقے سے سوال کیا اور موبائل سے اس ڈریس کی پکچر اس لڑکی کو دکھائی

لیٹ می چیک میم۔۔۔ وہ یہ کہتے ہی کاؤنٹر کی جانب بڑھی

میم۔۔۔ عنود جو کہ ادھر ادھر بیزارى سے دیکھنے میں مصروف تھی اس آواز پر مڑی

میم کوئی مسٹر شاہ ہیں جنہوں نے خریدا۔۔۔ عنود اس کی بات پر سر ہلاتی آؤٹ لٹ سے جیسے ہی جانے لگی

عنود درانی۔۔۔ کین آئی کلک آ سیلفی و دیو؟؟ ایک خوبصورت آواز پر عنود کے قدم۔۔۔ مڑے

یس بیو ٹیفل۔۔۔ عنود نے مسکراتے ہوئے اس لڑکی سے کہا

— نو نو آئی ایم ناٹ بیوٹیفل موردین یو— لڑکی نے نفی میں سر ہلاتے کہا

— عنود مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ سیلفی لینے لگی
یورگڈ نیم؟؟ عنود نے اس لڑکی سے سوال کیا

— التفات شاہ— التفات نے اپنا نام بتاتے عنود کے ساتھ تین سے چار مزید سیلفیز لیں

عنود کو وہ لڑکی پہلی نظر میں ہی پیاری لگی— دوسری جانب التفات شاہ تو عنود کے کلاسی
— لائف سٹائل سے امیریس تھی وہ اس کو کافی ٹائم سے سوشل میڈیا پر فالو کرتی رہی تھی

التفات اور عنود دونوں ہی ایک ساتھ اس مال سے نکلیں جب میڈیا کے کچھ لوگ عنود کی
طرف بڑھے

میم ہم نے سنا ہے کہ آپ کا ایئر میجر زاق حیدر شاہ سے چل رہا ہے؟؟

میم آپ اپنی اور میجر زاوق کی وائرل پچرز کے بارے میں کیا کہیں گی؟
 اس طرح کے کئی سوال رپورٹرز عنود سے پوچھ رہے تھے التفات شاہ کے قدم زاوق کا نام
 سنتے ہی تھم گئے
 وہ وہیں کھڑی عنود کے جواب کی منتظر تھی

فسٹ آف آل میں آپ سب سے یہ کہوں گی کہ افیئر زچلانا عنود سالار درانی کی فطرت اور
 تربیت نہیں۔ دوسری بات میں ایک سیلیبرٹی ہوں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں
 پبلک کی پراپرٹی ہوں۔ میری اپنی ایک لائف ہے میرے اپنے کچھ پرسنل ہیں۔ میری
 زندگی کے ہر فیصلے کا اختیار میرے اپنے پاس ہے ناں کہ میرے فیمنز کے پاس۔ مجھے
 آپ باقی سیلیبرٹیز کی طرح اپنی پراپرٹی سمجھنا چھوڑ دیں

عنود درانی ہیو ہر آؤن رولز
 عنود درانی ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولی

التفات شاہ اس کے جواب پر مسکرائی اور اس کی طرف دیکھتی دل ہی دل میں بولی

میری دعا ہے کہ آپ زاوی سائیں کا نصیب بن جائیں عنود درانی — التفات شاہ دل سے
— اسے دعا دے رہی تھی اور قسمت پاس کھڑی مسکرا رہی تھی

#بدکار

#ماہی۔راجپوت

#قسط نمبر 10

#boldromanticnovel

#do_not_copy_paste_without_my_permission

— رات کی تاری کی کارج ختم ہو چکا تھا صبح فجر کی اذان گونج رہی تھی
الصلوہ خیر من النوم کی صدا پر کئی لوگ اپنے نرم گرم بستر سے نکل کر اللہ کی بارگاہ میں سجدہ
کے لئے حاضر ہوئے

التفات اٹھو نماز کا ٹائم ہو گیا ہے۔ زامیہ شاہ التفات کے کمرے کے باہر کھڑی اس کا دروازہ ناک کر رہی تھی جبکہ التفات شاہ جو ابھی ابھی ویڈیوز دیکھ کر فارغ ہوئی تھی اپنی ماں کی آواز پر غصے سے اٹھی

اما خدا کا واسطہ ہے آپ کو داد کی نظر میں گریٹ بننے کے لئے میری نیند خراب کرنے مت آجایا کریں۔ التفات شاہ کمرے کا دروازہ کھولتے ہی اپنی ماں سے بولی

۔ زامیہ شاہ اس کو نائٹی میں دیکھ کر جلدی سے اندر کمرے میں گھسی اور دروازہ لاک کیا

التفات یہ کیا طریقہ ہے تم اس ڈریس میں باہر کیوں آئی۔ اگر تمہارے باپ نے دیکھ لیا۔ تو کتنی شرمندگی ہوگی اسے۔ زامیہ شاہ اپنی بیٹی سے بولیں

لائک سیر یسلی ماما۔ آپ کو پرواہ ہے بابا کی۔ التفات شاہ اپنی ماں سے ہاتھ چھڑاتی ڈریسنگ کے سامنے کھڑی بال باندھنے لگی جب زامیہ کی نظر اس کی گردن پر نشان پر پڑی

— یہ کس چیز کا نشان ہے؟؟ زامیہ شاہ نے حیرت سے سوال کیا

کچی — کچھ نہیں ماما یہ بس چین چبھی تھی تو اس کا نشان ہے۔ التفات نے نظر چراتے کہا اور
— بظاہر اپنے بال سمیٹنے لگی مگر زامیہ شاہ اس کے انداز پر ٹھٹھکی

زامیہ شاہ ایک زمانہ شناس عورت تھی وہ اپنی بیٹی کے بدلتے چال چلن پر ٹھٹھکی تھی اس
نے آگے بڑھتے التفات کی کلائی پکڑے اس کا رخ اپنی طرف کیا جب زامیہ شاہ کی نظر
التفات کے کھلے سینے پر پڑی جہاں جگہ جگہ بانٹ کے نشان پہچاننے میں زامیہ شاہ کو فقط
— ایک سیکنڈ لگا تھا

تم نے کیا کیا ہے التفات؟؟ زامیہ شاہ نے التفات کو دکھ بھری نظروں سے دیکھا جس پر
— التفات ہنسنے لگی

میں نے کچھ نہیں کیا ماما — آپ یہاں سے جاسکتی ہیں — التفات شاہ نے اپنی ماں کو
— غصے سے دیکھتے کمرے سے باہر جانے کو کہا

— زامیہ شاہ اس کی بات سنتے سر جھٹکتے کمرے سے چلی گئی

دوسری جانب التفات وہیں بیڈ پر بیٹھے اس رات کے بارے میں سوچنے لگی جب خرم اس کو برہنہ کرتے اس کے پورے جسم پر اپنی شدت لٹا رہا تھا تو التفات شاہ جو اس کی محبت میں — بھیگتی ہر حد سے گزرنے والی تھی

اس سے پہلے کہ التفات اپنی عزت سے ہاتھ دھو بیٹھتی دونوں کو دروازے پر مستقل ہونے — والی دستک نے ہوش دلایا
دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوئے جب دروازے کو بار بار ناک کرتے کرتے توڑ دیا
— گیا

التفات شاہ جو کہ سچو نشن سمجھنے کی کوشش میں تھی اسے اس بات کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ — وہ یوں پکڑی جائے گی

التفات شاہ نے جلدی سے اپنے برہنہ وجود کو بیڈ کی چادر سے ڈھانپا وہ وہیں سر گرائے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ خرم کھڑکی کے راستے وہاں سے بھاگ گیا تھا

التفات نے اپنے پاس آتے قدموں کی آواز پر سر اٹھایا تو اس نے شدت سے دعا کی کہ
— زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے، سامنے اور کوئی نہیں بلکہ عالین کیانی تھی

اُٹھو۔ تمہیں گھر تک چھوڑ آؤں۔ عالین نے ترحم بھری نظروں سے اسے دیکھتے
کہا۔

عالین کیانی جو کہ التفات کی ہر ایک ٹویٹی پر نظر رکھے ہوئی تھی اسے خرم اور التفات کا ایک
کمرے میں رہنا ٹھٹھکا تھا وہ التفات کی عزت کو بے آبرو ہونے سے بچانے کے لئے اس
— ہوٹل میں ریڈ کروا چکی تھی

— اس سے پہلے کہ پولیس اس کمرے تک پہنچتی وہ اسے لے کر وہاں سے نکلی

التفات شاہ زاق کے والٹ اور اس کے کمرے میں عالین کیانی کی تصویریں دیکھ چکی تھی اسے عالین کو پہچاننے میں ایک سیکنڈ لگا تھا وہ یونہی نظریں جھکائے خاموش آنسو بہانے میں مصروف تھی

کالم ڈاؤن لٹل گرل۔ ایک بات بولوں تم سے نیکسٹ کبھی کسی بزدل اور بھگوڑے پر اعتبار مت کرنا

لڑکیوں کی عزت کا بچہ کی مانند ہوتی ہے انہیں ہر قدم سینٹ سینٹ کر اٹھانا پڑتا ہے۔ لڑکی کے قدم جب ڈگمگاتے ہیں ناں تو یہ معاشرہ اس کا جینا حرام کر دیتا ہے تب ناں کوئی اپنا ہوتا ہے نہ دوست۔ لڑکی تنہا اپنے کردار پر لگے الزامات کے نشتر سستی ہے اور جانتی ہو۔ یہ معاشرہ لڑکی کی غلطی کبھی نہیں بھولتا اسے بدکار کہہ کر پکارتا ہے

عالین کیانی کے لہجے کی کڑواہٹ پر التفات نے روتے ہوئے سر اٹھایا

نہیں۔ میں نے فقط محبت کی ہے۔ التفات نے اپنا دفاع کرتے کہا

ہاہاہاہاہا۔۔۔ سیر یسلی ٹل گرل۔۔۔ محبت۔۔۔ عالین کیانی کی گرفت اسٹیرنگ وہیل پر
— مضبوط ہو چکی تھی ایک درد اس کی آنکھوں سے چھلکا تھا

exploite ایک بات یاد رکھنا التفات شاہ ایک لڑکی کو اس دنیا میں سب سے زیادہ
محبت کے نام پر کیا جاتا ہے۔۔۔ عالین کیانی کی آنکھوں میں چھپے درد کو التفات شاہ نہ سمجھ
سکی۔۔۔

_____سکی

التفات وہ سب یاد کرتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اس روز اگر عالین کیانی وقت پر نہ

_____آتی تو وہ اپنی عزت سے ہاتھ دھو بیٹھتی

— جس سے وہ چاہ کر بھی جان نہیں چھڑوا سکی تھی

— جس سے وہ چاہ کر بھی جان نہیں چھڑوا سکی تھی
اسکے جذبات گندی اور بیہودہ ویڈیوز دیکھ کر بھڑکتے تھے وہ اپنی شہوت کے ہاتھوں منہ
، زور ہو چکی تھی

دن بدن وہ چڑچڑی ہوتی جا رہی تھی اس کی چڑچڑاہٹ کو زامیہ کے علاوہ دادی سائیں نے

— بھی محسوس کیا تھا



کچھ دن بعد

زامیہ شاہ جو کہ اماں بی کے کہنے پر التفات کو کمرے میں بلانے گئی التفات کو کمرے میں نہ

— پا کر پریشان ہو گئی

واشروم سے پانی گرنے کی آواز پر وہ اس طرف متوجہ ہوئی اور وہیں بیڈ پر بیٹھ کر سامنے لگی

ابتہاج شاہ اور التفات کی تصویر دیکھ کر وہ ابتہاج شاہ کے حُسن اور وجاہت سے بھرپور

— سر اُپے کو دیکھ کر کھو گئی

اسے شروع میں ابتہاج شاہ کے جسم کو حاصل کرنے کی چاہ تھی مگر اب وہ ابتہاج کے

دل کو تسخیر کرنا چاہتی تھی ان اٹھارہ سالوں میں زامیہ شاہ نے ابتہاج شاہ کی چاہ سے لیکر

— محبت تک کا سفر طے کیا تھا

اس کی حوس محبت اور تشنگی میں بدل چکی تھی وہ ابہاج کے جسم کو حاصل کر چکی تھی اس کے بستر تک پہنچ چکی تھی مگر وہ اس کے دل تک کبھی رسائی حاصل نہ کر سکی ابہاج شاہ کا دل آج بھی عالین کیانی کے لئے دھڑکتا تھا وہ عالین کو بے وفا کہتا تھا اس سے نفرت کا اظہار کرتا تھا مگر درحقیقت وہ اس نفرت میں چھپی محبت سے نظریں چراتا تھا

وہ آج بھی عالین سے جنون کی حد تک محبت کرتا تھا۔ ابہاج شاہ خود اپنی جنونیت سے ناواقف تھا

ماما۔۔۔ التفات شاہ ہاتھ گاؤں پہنے کمرے میں آئی اور زامیہ کو دیکھ کر اس کا موڈ خراب ہو چکا تھا

زامیہ شاہ جو کہ ابہاج کی سوچ میں گم تھی یکدم چونکی

ہاں۔۔۔ تمہارے بابا کی کال تھی وہ آرہے ہیں۔۔۔ زامیہ شاہ نے اپنی بات سے آگاہ کرتے التفات کی طرف دیکھا

—التفات سر ہلاتے وارڈروب کی طرف بڑھی جب اس کا فون رنگ کرنے لگا

زامیہ نے فون اٹھانے کے لئے جیسے ہی قدم سائیڈ ٹیبل کی طرف بڑھائے سامنے سکرین پر جگمگاتے منظر نے اس کے پیروں سے زمین کھینچ لی

التفات شاہ کی نازیبہ تصویر پر اس کی نظر پڑی اس نے فون اٹھاتے ہی چیک کیا۔ جو کہ بغیر پاسورڈ مانگے ہی آن ہو گیا اور وٹس ایپ پر دھرا دھر التفات اور خرم کی قربت کے لمحات کی تصویریں جگمگا رہی تھیں

التفات جو کہ ڈریسنگ روم میں چھینچ کرنے گئی تھی زامیہ نے اس کے آنے سے پہلے ہی — اس نمبر کو بلاک کرتے چیٹ ڈیلیٹ کر دی

ایک خوف زامیہ شاہ کے چہرے پر عیاں تھا ایک چور اس کے دل میں چٹکی کاٹے بیٹھا تھا

— وہ جلدی سے اپنے کمرے میں آئی اور خود کو کول کرتی کچھ سوچنے لگی

ایک شیطانی مسکراہٹ اس کے لبوں پر بکھری ہمیشہ کی طرح وہ اپنے ضمیر کی آواز کا گلہ گھونٹ چکی تھی کیونکہ زامیہ شاہ جو چاہتی تھی وہ کر کے دکھاتی تھی اس نے اپنی بیٹی کی قسمت پر ماتم کرنے کی بجائے اسکی قسمت کو بدلنے کا لائحہ عمل تیار کیا



عالین کیانی کچن میں لڑائی بنانے میں مصروف تھی جب سالار نے اسے آفس سے آتے ہی کچن میں جاتے دیکھ سر ہلایا اور اس کے پیچھے پیچھے کچن میں آیا عالین کا سارا دھیان کوکنگ کی طرف تھا جب سالار نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اپنے قریب کیا

ڈونٹ ٹیل می آج تمہارا لاڈلا آ رہا ہے۔ سالار نے عالین کے کان کی لوچو متے کہا

نہیں۔۔۔ وہ اتنا فارغ نہیں مصروف رہنے لگا ہے وہ۔۔۔ عالین نے زروٹھے پن سے کہا

اچھا۔۔۔ تو پھر کوکنگ کس کے لئے ہو رہی ہے؟؟ سالار نے عالین سے استفسار کیا

عنود نے فرمائش کی تھی۔۔۔ لزانہ بنا رہی ہوں۔۔۔ عالین نے پیچھے مڑتے سالار کی ٹھوڑی پر
لب رکھے بات مکمل کی

سیریسلی۔۔۔؟ لزانہ۔۔۔ عالی تم نے کبھی نوٹ کیا عنود اور زاوی کی پسند کتنی ملتی ہے ناں
آپس میں۔۔۔ کتنی کمیٹیبلٹی ہے ان دونوں کی۔۔۔ سالار درانی کچھ سوچتے ہوئے عالین سے
مخاطب ہوا عالین کے ہاتھ وہیں تھم گئے

سالار وہ اسپون پاس کرنا۔۔۔ عالین نے سالار کی بات کا رخ بدل دیا اور اپنے کام میں
۔۔۔ مصروف ہو گئی درحقیقت وہ سالار کی بات کو انور کرنے کی کوشش میں تھی

سالار بھی اب اس کی ہیلپ کرنے لگا اور ان دونوں کو ہنسی خوشی دیکھ کر کچن میں آتی مریحہ
نے ان کی ابدی خوشیوں کی دعا کی



سالار اپنی بیوی اور بیٹیوں کے ساتھ بیٹھا ڈنر میں مصروف تھا جب اس کے موبائل رنگ کرنے پر وہ اس طرف متوجہ ہوا

— اس نے ایک ہاتھ سے موبائل اٹھائے کان سے لگایا

یس صائم بولو کیسی ہو؟؟ سالار نے صائمہ کی کال اٹھاتے ہی اس سے حال احوال دریافت کیا

— عالین بھی کھانا روک کر اس کی بات کی طرف متوجہ ہوئی

سالار نے پانچ منٹ کے بعد کال بند کی اور اپنی فیملی کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے گویا ہوا

کل عزائم شاہ آ رہا ہے — صائمہ کی کال تھی وہ دبئی گیا تھا اب دبئی سے ڈائریکٹ پاکستان آئے گا

واَف دِیٹس گریٹ۔ سب سے پہلے عنود نے خوشی کا اظہار کیا۔۔۔ عالین یونہی خاموش
بیٹھی کھانے میں مصروف تھی

وہ یہیں ہمارے گھر اسٹے کرے گا۔ سالار کی بات پر مریحہ کے چہرے پر ایک سایہ آ کر
، گزرا

۔ ایکسیکوز می۔۔۔ مریحہ درانی سب سے ایکسیکوز کرتی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی



مے آئی کم ان۔۔۔ مریحہ درانی جو کہ اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹی گہری سوچ میں مصروف تھی
عنود کی آواز پر سنبھل کر بیٹھی

ارے آپ آپ کو میرے روم میں آنے کے لئے پریشن کی کب سے ضرورت پڑ
گئی۔ مریحہ نے مسکراتے ہوئے عنود کی طرف دیکھتے کہا

— عنود آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اس کے پاس بیٹھی

میر و تم پریشان ہو؟ عنود نے اس کے گال پر ہاتھ رکھتے اپنی طرف متوجہ کیا
نہیں آپنی۔ جس راہ جانا نہیں اس راستے کا نام لینے کا کیا فائدہ۔ مریحہ نے نظر چراتے
کہا

میر و۔ عزائم سے میں بات کروں گی۔ عنود نے مریحہ کو تسلی دیتے کہا

آپنی عزائم شاہ میرا کرش ہے۔ کرش۔ جسٹ کرش۔ مریحہ نے سر دلجے میں بولا

کیا میں نہیں جانتی کہ وہ کرش سے محبوب تک کا سفر طے کر چکا ہے۔ اپنی بہن کے دل
میں پنیے جذبات کو کیا نہیں سمجھ سکتی میں۔؟؟ میں نے خود زامی سائیں سے محبت کی پے
میں تمہاری عزائم کے لئے فیلنگز کو کیسے نظر انداز کر سکتی ہوں۔ مجھے بیوقوف بنانا بند کرو
مریحہ۔ عنود درانی غصے میں بولی اس کی بات پر مریحہ روتے ہوئے اس کے گلے لگ گئی

— کافی دیر عنود کے گلے لگے رونے کا شغل کرتی رہی جب مریم نے خود کو ریلیکس کیا

آپنی ہر محبت کا انجام ملن نہیں ہوتا کچھ محبتوں کا نصیب ہجر اور جدائی ہوتا ہے۔ خاص طور پر
یکطرفہ محبت کا انجام دردناک ہوتا ہے۔ یکطرفہ محبت قربانی مانگتی ہے۔ اور ویسے بھی
وہ محبت ہی کیا جس میں عاشق اپنے محبوب کی رضا کو ہی نہ سمجھ سکے۔ اگر محبوب کی خوشی
— آپ سے الگ ہونا ہے تو آپ خوشی سے اسے چھوڑ دو خود کو اس پر مسلط مت کرو

میرے لئے عزائم شاہ کی مرضی اس کی خوشی اہم تھی اور عزائم شاہ کی خوشی مریم درانی کبھی
— مر کر بھی نہیں ہو سکتی تھی

کون یقین کرتا یہ وہی چلبلی سی مریم درانی اتنی گہری باتیں کر سکتی ہے۔ سالار درانی کی
بیٹی تو محبت کے فلسفے کو سالار سے بھی زیادہ بہتر طریقے سے سمجھتی تھی۔ سالار درانی کی
بیٹی کو اپنے باپ سے وراثت میں محبوب کی خوشی کی خاطر اپنی خوشیاں قربان کا حوصلہ ملا
— ہے

اور آپنی آپ سے ایک بات بولوں؟ یکدم مریمہ نے عنود کی طرف مسکراتے ہوئے کہا
ہمیں شادی اس سے کرنی چاہیے جو ہم سے محبت کرتا ہو اور مجھے محبت کرنے والا شخص مل
— چکا ہے

سیریسلی؟؟؟ او مائی گاڈ۔۔۔ کون ہے وہ؟ مجھے ملو! اس سے۔۔۔ عنود نے خوشی سے اپنی بہن
کو گلے لگاتے اس سے سوال کیا

ملو! اس کی ٹھہر کی فلرٹی سے۔۔۔ مریمہ نے کھلکھلاتے ہوئے کہا
— فلرٹی۔۔۔؟؟ اور پھر دونوں ایک دوسرے کے چہرے کو دیکھ کر کھلکھلا کر ہنسیں

ان دونوں کے ہنسنے کی آوازیں کمرے سے باہر سنائی دینے لگی تو عالین کیانی نے اپنی
— بیٹیوں کی داسی خوشیوں کی دعا کی



آج پھر وہ شخص رات کے دوسرے پہر درانی ہاؤس کی دیواروں کو پھلانگتے اس کمرے
— تک پہنچا۔ اسے پورا یقین تھا کہ عنود سو چکی ہوگی

— وہ جیسے ہی کمرے میں آیا تو سامنے ہی وہ دنیا جہاں سے بے خبر سو رہی تھی

— وہ وہیں ایزی چیئر پر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور اس کے معصوم چہرے کو نہارنے لگا

عنود جب بھی پاکستان آتی تھی یہ اس شخص کی روٹین تھی وہ رات کے اس پہر یونہی اس
کے کمرے میں آکر اسے خاموشی سے دیکھتا رہتا

تم جانتی ہو تم وہ واحد ہستی ہو جسے دیکھ کر میں جی اٹھتا ہوں۔ تم میری زیست ہو۔ میرا
سکون ہو عنود شاہ۔ وہ شخص عنود کے خوبصورت چہرے کو دیکھتا کافی دیر بعد اپنی منزل
— کی جانب چل پڑا

#بدکار

#ماہی_راجپوت

#قسطنب 11

#boldromanticnovel

#do_not_copy_paste_without_my_permission

(ماضی)

یہ منظر ایک جم خانہ کا تھا جہاں ٹریڈل پر دوڑتا بلیک جنیز پر بلیک ہی بنیان پہنے وہ مضبوط کسرتی جسم کا مالک ابھاج شاہ تھا۔ کانوں میں بلیو ٹوٹھ لگائے وہ سالار کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا جبکہ اس کا مکمل دھیان اپنے سامنے گم صم بیٹھی عالین کیانی کی طرف تھا

— ابھاج شاہ نے ٹریڈل مشین کو روکا اور اب وہیں قریب ہی بیٹھا پیش اپ کرنے لگا

—عالی کم ہیئر۔ ابتہاج نے بارعب لہجے میں عالی کو اپنے پاس بلایا

عالی سبک رفتاری سے چلتی اس کی طرف بڑھی جب ابتہاج نے اسے اشارہ کرتے اپنی پیٹھ پر بیٹھنے کا حکم دیا

شاہ سائیں۔ دماغ خراب ہے آپ کا؟ میں بالکل بھی وہاں نہیں بیٹھوں گی۔ آپ بھی ناں عجیب عجیب فرمائشیں کرتے ہیں۔ عالین نے انکار کرتے کہا مگر ابتہاج کو اس کے انکار کی پرواہ کہاں تھی

—اس نے جلدی سے اُس کا ہاتھ پکڑے کھینچتے ہوئے اپنے قریب کیا اگر تمہارے نخرے ختم ہو گئے ہوں تو میری پشت پر بیٹھنا پسند کرو گی جناب من ۱۹۹ ابتہاج نے مخمور لہجے میں کہا تو عالین ارد گرد دیکھتی اس کی پشت پر بیٹھی

—یہ جم کا سنسان حصہ تھا جہاں ابتہاج اور سالار کے علاوہ کسی کی اینٹری نہیں ہوتی تھی

عالمین کیانی یونہی اہتاج کی پشت پر بیٹھی تھی اور اہتاج پیش اپس کرنے میں مصروف تھا۔

جیسے ہی اہتاج نے عالمین کو اٹھنے کا حکم دیا تو، عالمین کے اٹھتے ہی اہتاج سیدھا ہو کر لیٹ گیا اب عالمین اس کے پیٹ پر بیٹھی اس سے باتوں میں مصروف تھی اور اہتاج شاہ اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔

اہتاج کے ہاتھ عالمین کے چہرے پر رینگ رہے تھے جو آہستہ آہستہ عالمین کی گردن اور پھر سینے تک پہنچے اور عالمین کیانی کی سانسیں تیزی سے چلنے لگیں۔

شاہ۔۔۔ مجھ سے اب یہ دوری برداشت نہیں ہوتی پلیز مجھ سے نکاح کر لو
عالمین نے آنکھیں بند کیے مدہوش لہجے میں کہا اس کی بات سن کر اہتاج شاہ کے وجہہ
چہرے پر مسکراہٹ کھل اُٹھی

مجھ سے بھی برداشت نہیں ہو رہی یہ دوریاں۔۔۔ اب تہاج شاہ نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے عالین کو اپنے اوپر گرا لیا
اب اب تہاج نے عالین کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیا اور اس کی سانسوں کی پھوار
عالین کو اپنے چہرے پر محسوس ہوئی عالین یونہی آنکھیں بند کیے اب تہاج کی قربت کو
محسوس کرتی رہی



اب تہاج شاہ جیسے ہی شام کے وقت گھر لوٹا تو سامنے ہی زامیہ شاہ کو دیکھ کر اس کے چہرے پر سرد تاثرات پھیل چکے تھے۔ وہ ایک غصیلی نظر زامیہ پر ڈالتا اپنے کمرے کی طرف
۔۔۔ جانے لگا جب سیرٹھیوں کی طرف جاتے اس کے قدم اماں سائیں کی آواز پر رک گئے

اب تہاج۔۔۔ کل تمہارا نکاح ہے زامیہ کے ساتھ۔ ابھی جا کر ریسٹ کرو صبح بات ہوگی۔
اماں سائیں جیسے ہی حکم دیتیں اپنے کمرے کی جانب گئیں اب تہاج کی آواز پر وہ ساکت
۔۔۔ ہوئیں

میں نے آپ سے پہلے بھی کہا کہ میں عالی کا ہوں۔ اماں سائیں بار بار میرے ضبط کا امتحان
— کیوں لے رہی ہیں آپ؟! بہتاج ٹھہرے اور سرد انداز میں بولا

ابہتاج تم نے اگر میری نافرمانی کی ناں تو میں تم سے ہر تعلق توڑ دوں گی تم میرا مرا منہ بھی
نہیں دیکھ سکو گے۔ اماں سائیں غصے میں بولیں ان کی بات پر ابہتاج کے ساتھ حیدر اور
— واسق بھی ساکت ہو گئے۔ سب کی نظریں ابہتاج پر ٹکی ہوئی تھیں
— سب جانتے تھے کہ ابہتاج شاہ ان کا کتنا لاڈلا بیٹا ہے

ابہتاج شاہ اور اماں سائیں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھ رہے
تھے۔ اس کی ماں اپنا فیصلہ سنا چکی تھی اب ابہتاج شاہ کو اپنا فیصلہ کرنا تھا اسے یا تو زامیہ
کو اپنا کر اپنی ماں کی رضا حاصل کرنی تھی اپنی محبت کے ساتھ بیوفانی جیسا گناہ کرنا تھا یا پھر
— اُسے سب رشتوں سے بغاوت کر کے اپنی محبت کو اپنا کر اسے امر کرنا تھا

— ابہتاج شاہ عجیب کشمکش میں گھر چکا تھا

اماں سائیں نے ایک نظر ابتہاج کی طرف دیکھا اور پھر فخر سے مسکراتی اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھانے لگیں جب ابتہاج کی پکار پر وہ پھٹی نظروں سے اُسے دیکھنے لگیں

اماں سائیں — مجھ پر آپ کی بلیک میلنگ کا کوئی اثر نہیں ہوگا میں عالین سے بے وفائی نہیں کر سکتا

عالین کیانی میرا جنون ہے میری محبت ہے — میں اپنی محبت کو آپ کے غرور کی بھیٹ نہیں چڑھا سکتا

آپ کو آپ کی یہ شان و شوکت یہ حویلی مبارک ہو — جا رہا ہوں سب کچھ چھوڑ کر — جس گھر میں میری عالی کے لئے عزت نہیں وہاں میں ایک پل بھی نہیں رہوں گا — گڈ بائے — اماں سائیں

یہ کہتے ہی ابتہاج شاہ دروازے کی طرف مڑا اور پھر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتا والٹ اور — موبائل گاڑی کی چابی وہیں سائیڈ ٹیبل پر رکھتے اس حویلی کو چھوڑ کر چلا گیا

اماں سائیں ڈبڈباتی نظروں سے اسے جاتے دیکھتی رہیں۔۔۔ مگر ان میں اپنے بیٹے کو
— روکنے کی ہمت نہ تھی



ابتہاج شاہ گھر سے نکل کر پیدل چلتا کیانی ہاؤس پہنچا اور وہاں پہنچتے ہی ڈرائیور کے ہاتھ
عالین سے ملنے کا پیغام بھیجا

عالین جو کہ سونے کی کوشش کر رہی تھی ملازمہ نے دروازہ ناک کرتے اندر آنے کی
— اجازت طلب کی

یس کم ان — عالین کیانی بلیک نائٹی پہنے ہوئے تھی جب ملازمہ نے اسے اہتہاج کا پیغام
— دیا

عالین بھاگتے ہوئے باہر گئی جہاں اہتہاج ایک بچے پر بیٹھا اس کے انتظار میں تھا

شاہ سائیں۔ یہاں کیوں بیٹھے ہیں اندر چلیں۔۔۔ عالین نے ابہاج کا ہاتھ پکڑے اسے اٹھاتے ہوئے کہا

نہیں۔۔۔ عالی اتنی رات کو میں تمہارے گھر کے اندر نہیں آ سکتا جبکہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے گھر میں اس وقت کوئی نہیں ہے۔ ابہاج شاہ کی بات سن کر عالی نے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا

اور وہیں اس بیچ پر اس کے پاس بیٹھ گئی۔ ابہاج نے اس کی گود میں سر رکھ کر آنکھیں موندھ لیں

عالین اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی جب ابہاج اس کا ہاتھ پکڑ کر روک چکا تھا اور، اس کے ہاتھوں کو چومتے ہوئے اس کے قدموں میں بیٹھا اور بولا

عالی۔ آج میں خالی ہاتھ ہوں میرے پاس وہ شان و شوکت وہ لگژری لائف نہیں ہے۔ کیا تم مجھے اس کے باوجود ایکسپٹ کرو گی؟؟ عالی تمہارے پاس ابھی بھی چوائس ہے میں فری ہینڈ دے رہا ہوں تم چاہو تو اس راستے سے واپس مڑ سکتی ہو اور چاہو تو میرا ہاتھ تھام کر اپنی محبت کو منزل تک پہنچا سکتی ہو۔ تم نے جس ابتہاج شاہ سے محبت کی اس کے پاس ایک ویل سیٹلڈ لائف تھی اور یہ ابتہاج بالکل خالی ہاتھ ہے۔، ابتہاج کی بات سن کر عالین نے اپنا سر اٹھایا اور اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھے بولی

محبت کرنے سے پہلے ہی جانتی تھی کہ یہ خاردار راستہ ہے قدم قدم پر کانٹے ٹپیں گے مگر اس کے باوجود میں اس راستے پر چلی کیونکہ میرے ساتھ میرا محبوب تھا میرے ساتھ تم تھے ابتہاج۔ اب بیچ راستے میں تمہیں تنہا چھوڑنا میری محبت کی توہین ہے شاہ سائیں۔ میں اس سفر میں ہر قدم پر آپ کے ساتھ ہوں۔ یہ کہتے ہی اس نے عالین کو گلے لگایا

عالی میں اب کچھ بن کر ہی تمہارے بابا کے پاس تمہارا ہاتھ مانگنے آؤں گا تب تک تم مجھ سے نہیں ملو گی۔ یہ کہتے ہی ابتہاج شاہ اس کی پیشانی پر لب رکھے وہاں سے چلا گیا

افق پر چمکتا مکمل چاندان دونوں کی اس لازوال محبت کا گواہ تھا۔ ابھاج شاہ وہاں سے چلا گیا اور ایک رات اپنے دوست کے ساتھ گزاری



اماں سائیں زامیہ کو لیکر کسی رشتہ دار کے ہاں گئی تھیں جب انہوں نے اپنی گاڑی پٹرول پمپ پر رکوائی۔ اماں سائیں زامیہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھیں جب ان کی نظر گاڑی سے باہر ایک لڑکے پر پڑی اماں بی بی کی آنکھوں سے آنسو گر پڑے ان کا وجہیت سے بھرپور بیٹا جوشہزادوں سی آن بان رکھتا تھا سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہونے والا ابھاج شاہ ایک پٹرول پمپ پر ملازمت کر رہا تھا اماں بی بی کے دل میں عالین کیانی کے لئے نفرت نے — جنم لیا وہ منہ موڑتے ڈرائیور کو گھر جانے کا حکم دیتی چلی گئیں



رات کے آخری پہرا بہتاج شاہ سڑک کے کنارے بیٹھا کسی گہری سوچ میں مبتلا تھا اس کی زندگی کس موڑ پر آکھڑی تھی جس گھر سے وہ سب رشتے ناطے توڑ کر نکلا تھا اسے اس گھر کے مکینوں کی یاد ستانے لگی۔ وہ اپنی پولیس کی نوکری کو لات مار کر آچکا تھا کیونکہ اس کی عالین کو پولیس والے پسند نہ تھے اور بھلاب بہتاج شاہ اپنی عالی کے مزاج کے خلاف — کوئی کام کر سکتا تھا

مگر عالین کا مقام آج بھی وہاں ایک ایکٹریس سے بڑھ کر نہ تھا اور وہ اس ایکٹریس کو اپنی عزت بنانا چاہتا تھا اسے عالین کیانی کو اپنانے کے لئے اپنی پہچان بنانا تھی اسے خود کو ایک مقام تک پہنچانا تھا اور اس نے اپنے لئے ایک پٹرول پمپ میں جاب ڈھونڈ لی تھی اس جاب سے وہ فقط اپنا پیٹ ہی پال سکتا تھا فیوچر کی فکر نے اس کی راتوں کی نیند چھین لی تھی

وہ سڑک پر یونی ارد گرد سے بیگانہ چل رہا تھا جب ایک تیز رفتار گاڑی اس سے ٹکرائی۔ بہتاج شاہ کو وہ گاڑی سڑک کے دوسرے کنارے لے اُڑی اور وہ ہوش و حواس سے — بیگانہ ہو گیا آنکھیں بند کرتے اس کو پہلا خیال فقط اپنی عالی کا آیا تھا

اگلی صبح ابتہاج شاہ کے ایکسیڈنٹ کی خبر پورے شہر میں پھیل چکی تھی میڈیا چیخ چیخ کر ابتہاج شاہ کے ایکسیڈنٹ کی خبر نشر کر رہا تھا

اماں سائیں یہ سنتے ہی ہسپتال جانے کی ضد کرنے لگیں۔ حیدر اور واسق جیسے ہی انہیں ہاسپٹل لے کر پہنچے تو سامنے ہی عالین کیانی بکھری حالت لیے بیٹھی نظر آئی

ابتہاج شاہ کا آپریشن ہو رہا تھا اور باہر عالین کیانی کے لئے ایک ایک لمحہ عذاب بنا ہوا تھا

تین گھنٹے کے صبر آزما انتظار کے بعد عالین کیانی کو ڈاکٹر نے زندگی کی نوید سنائی

عالی۔۔۔ پیشنٹ بار بار عالی کا نام لے رہے ہیں پلیز انہیں بلا دیں۔ اماں سائیں جو کہ آگے بڑھتے ڈاکٹر سے ابتہاج کی کنڈیشن پوچھ رہی تھیں ڈاکٹر کی بات سنتے عالی کی طرف دیکھا جو سب کو انور کرتے بھاگتے ہوئے اندر گئی

جہاں وہ ہسپتال کے بستر پر پٹیوں میں جکڑا لیٹا تھا۔ اس نے جیسے ہی آنکھیں کھولیں
سامنے ہی عالین کو دیکھ ابتہاج کے لب مسکرا اٹھے عالین نے آگے بڑھتے ابتہاج کے
سینے پر سر رکھا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

تم میری بانہوں میں ہو تو میری زندگی واقعی خوبصورت ہے عالی۔ تمہیں اپنے حصار میں
لے کر میں جی رہا ہوں اور یہ خواب نہیں حقیقت ہے۔ میں فقط تمہاری بانہوں میں جینا
۔ اور مرنا چاہتا ہوں

ابتہاج شاہ کی تھکن زدہ آواز عالین کے کانوں سے ٹکرائی تو عالین نے اسے کے لبوں پر
اپنے ہاتھ رکھے

میں ہمارے بیچ اب کسی کو نہیں آنے دوں گی ابتہاج اس سے پہلے کہ میری سانسوں کی یہ
ڈور ٹوٹ جائے میں تمہارے نام سے پکاری جانا چاہتی ہوں مجھے عالین ابتہاج شاہ بننا
ہے مجھے دنیا کو بتانا ہے کہ ہم نے محبت کی ہے اور ہمیں اپنی اس محبت کو پاکیزہ رشتے میں
بدلنا ہے

—عالمین کیانی کی بات سنتے اماں سائیں کے قدم دروازے کے پاس تھم گئے

وہ روتی ہوئی ابتہاج کے قریب پہنچی اور عالمین کے سر پر ہاتھ رکھتے بولی

میں تم دونوں کی اس محبت کو امر کروں گی بیٹا۔ میں تمہیں اپنے بیٹے کی دلہن بنا کر اپنی حویلی
—لے کر جاؤں گی۔، اماں سائیں کی بات پر ابتہاج بمشکل مسکرایا

وہ جانتا تھا اماں سائیں اب جذباتی ہو رہی ہیں اس نے بہت سوچ سمجھ کر ایک فیصلہ کیا اور
اماں سائیں سے مخاطب ہوا

میں ابھی اسی وقت عالمین سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ اماں سائیں ابتہاج کی بات پر چونک
—اٹھیں

اماں سائیں کیا سوچ رہی ہیں آپ؟ مجھے ابھی اسی وقت عالی سے نکاح کرنا ہے۔ ابہتاج کے لہجے میں ایک سرد پن تھا جسے محسوس کرتے انہوں نے نکاح کی اجازت دی عالین کے والد جو کہ بیرون ملک مقیم تھے ان سے فون پر بات کر کے ان کے نکاح کی اجازت طلب کی گئی

عالین کے بابا اس کی شادی سالار سے کرنا چاہتے تھے انہیں ذاتی طور پر ابہتاج بالکل پسند نہ تھا مگر ان کی بیٹی منہ زور ہو چکی تھی

انہیں چارو ناچار اجازت دینا پڑی ابہتاج کی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ گھر جاسکے اور اماں سائیں بڑی دھوم دھام سے ابہتاج کا نکاح کرنا چاہتی تھیں۔

ان کی خواہش کا احترام کرتے عالین نے ابہتاج کو دو دن انتظار کرنے کے لئے راضی کر لیا

#بدکار

#ماہی۔ راجپوت

#قسط نمبر 12

#boldromanticnovel
#Do_not_copy_paste_without_my_permission

کیانی ہاؤس کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اس گھر کی اکوتی بیٹی کا نکاح تھا سب لوگ بھلے اس رشتے سے راضی نہ تھے مگر کیونکہ اس خاندان کا تعلق سیاست سے تھا اس لئے اپنے سیاسی اثر و رسوخ کو قائم رکھنے کے لئے وہ لوگ عا لین کیانی کی شادی دھوم دھام سے کر رہے تھے

عا لین کا نکاح ہونا تھا اور رخصتی دو سال بعد ہونا تھی گو کہ ان دونوں کے لئے انتظار مشکل — تھا مگر ان دونوں کو انتظار کرنا تھا کیونکہ یہی طے پایا تھا

دوسری جانب اب تاج شاہ سفید شلوار قمیض پر سفید ہی واسکٹ پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے کلین شیو کیے بائیں ہاتھ میں رو لیکس کی قیمتی گھڑی پہنے اور دائیں ہاتھ میں قیمتی پتھر سے جڑی انگوٹھیاں پہنے اپنے اوپر پر فیوم چھڑک رہا تھا ایک مسکراہٹ اس کے لبوں پر

بکھری تھی اماں سائیں نے اس کی بلائیں لیں اور اسے خوش رہنے کی دعائیں دیتی کمرے سے نکلیں

ابتہاج شاہ جیسے ہی کمرے سے نکلنے لگا سامنے ہی زامیہ شاہ بکھری ٹوٹی حالت میں اس کے سامنے کھڑی تھی آنسو اس کی آنکھوں سے رواں تھے

شاہ۔۔ اس کے لب ہلے وہ جان لٹاتی نظروں سے ابتہاج کو دیکھ رہی تھی یہ شخص اس کی ڈیڑا تھا اس کی امیجیشن تھا جسے وہ ہر حال میں حاصل کرنا چاہتی تھی

ہٹو زامیہ سامنے سے۔۔ ابتہاج شاہ نے غصے سے اس کی طرف دیکھا

محبت کرنے والے دوسرے محبت کرنے والوں کو کیوں نہیں سمجھتے؟ اتنے کٹھور کیوں ہوتے ہیں؟ شاہ تم تو عالی سے محبت کے دعوے دار ہو مگر تم میری محبت کو میری فیلنگز کو کیوں نہیں سمجھتے۔۔ زامیہ شاہ ابتہاج کے کندھے پر ہاتھ رکھے اس سے مخاطب ہوئی

سیر یسلی زامیہ؟؟ تم محبت کرتی ہو مجھ سے؟؟ اب تہاج نے ایک آبرو اچکاتے اس سے سوال کیا

ہاں شاہ۔ بے تحاشہ محبت۔۔۔ زامیہ شاہ اس کی طرف دیکھتی بولی

[illegible]

زامیہ پیچھے کی طرف گری جب ابتہاج نے اسے پکڑ کر اٹھایا اور اسے اپنے قریب کرتے بولا

آج کے بعد میرے سامنے محبت جیسا لفظ بول کر محبت کی توہین مت کرنا۔ تم محبت نہیں حوس رکھتی ہو اگر ابھی کہ ابھی ابہاج شاہ تمہیں اپنے نیچے لیٹنے کو بولے گا تو تم لیٹ جاؤ گی تمہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ تمہارا میرا تعلق جائز ہے بھی یا نہیں۔ یار تم تو کسی

طوائف سے بڑھ کر گھٹیا ہو بلکہ طوائف بھی کہیں نہ کہیں کوئی کردار رکھتی ہوگی اسے اپنے جسم کو دوسروں کے سامنے پیش کرتے زرا سی تکلیف تو ہوتی ہوگی مگر تم — تم زامیہ شاہ — طوائف سے بھی بدتر کردار رکھتی ہو

ابتہاج شاہ بول رہا تھا اور زامیہ شاہ کے دل پر اس کے الفاظ کسی تیر کی مانند چبھ رہے تھے —

ابتہاج شاہ اسے دھکے دیتا جیسے ہی کمرے سے نکلا سامنے ہی زواق شاہ کھڑا تھا جسے وہ — اپنے کندھے پر سوار کرتا وہاں سے چلا گیا

ابتہاج شاہ — جسٹ ویٹ اینڈ وائچ تمہاری عالین کا کردار کسی طوائف کے کوٹھے پر جا کر گندہ نہ کیا تو میرا نام بھی زامیہ شاہ نہیں — تمہیں تو اپنے ساتھ سونے پر مجبور نہ کیا تو نام بدل کر رکھنا میرا — زامیہ شاہ ایک مکروہ ہنسی ہنستے کمرے سے نکلی



سب لوگ کیانی ہاؤس جانے کے لئے تیار کھڑے تھے جب ایک بار پھر زامیہ شاہ ابہتاج کے سامنے کھڑی ہوئی اور باہر کی جانب جاتے اس کے قدم رک گئے ابہتاج نے ایک — غصیلی نظر زامیہ پر ڈالی اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتا زاق بول پڑا

زامیہ آنٹی آپ کیوں بلیک کیٹ بنی ہوئی ہیں؟ زاق نے بہت معصومیت سے سوال کیا

بلیک کیٹ؟؟ حیدر شاہ نے زاق سے استفسار کیا

یس ڈیڈا — دادو سائیں کہتی ہیں کہ جب کوئی اچھے کام کو جاؤ تو بلیک کیٹ راستہ روک دے تو فوراً صدقہ دینا چاہیئے اور زامیہ آنٹی بھی بلیک کیٹ بن کر چاچو کہ راستے میں آگئی — میں اپنی آنی کا صدقہ کروں گا — زاق کی بات سن کر سب لوگ قہقہہ لگانے لگے ابہتاج شاہ نے ایک طنزیہ مسکراہٹ زامیہ کی طرف اچھالی

اب تو چھوٹے بچے کو بھی پتا چل گیا کہ تم بلیک کیٹ ہو زامیہ 😂😂😂😂 کالی منحوس ملی — ابہتاج شاہ اس کا مذاق اڑاتے بولا جب اماں سائیں نے سب کو ٹوکتے کہا

— چلو لیٹ ہو رہے ہم — نکاح وقت پر ہونا چاہیے — ورنہ بد شگون ہو جائے گی

اس بد شگون کو گھر ہی چھوڑ کر جانیں اماں سائیں میں اپنی اور عالی کی زندگی میں کسی کا سیاہ
— سایہ برداشت نہیں کروں گا! بہتاج شاہ یہ بولتے ہی سب کو اگنور کرتا باہر چلا گیا

اماں سائیں تسلی دیتے انداز میں زامیہ کے سر پر ہاتھ پھیرتی کیانی ہاؤس کی طرف چل
— پڑیں



وائٹ کلیوں والا فراک اور چوری دار پاجامہ پر ریڈ نیٹ کا ڈوپٹہ سیٹ کیے نیوڈ میک اپ
میں عالین کیانی بہت حسین لگ رہی تھی خوشی اس کے چہرے سے عیاں تھی وہ اپنی
دوستوں اور کزنز کے جھرمٹ میں اسٹیج کی طرف بڑھی جہاں بہتاج شاہ پہلے سے ہی اس
کے انتظار میں بیٹھا تھا

خوشی اہتاج شاہ کے انگ انگ سے چھلک رہی تھی وہ سرشار سا صوفے سے اٹھا اور اسٹیج پر چڑھتی عالین کو تھام لیا
 عالین اہتاج کی ہمراہی میں اسٹیج پر بیٹھی تھی جب ان دونوں کے درمیان نیٹ کے ڈوپے
 — سے پردہ کروا کر ایجاب و قبول کے مراحل طے کیے گئے
 نکاح پڑھانے کے بعد جیسے ہی اس ڈوپے کو ہٹایا گیا اہتاج شاہ نے آگے بڑھتے عالین کی
 پیشانی پر محبت سے بوسہ دیا
 عالین اور اہتاج کی آنکھیں خوشی کے آنسو سے چھلک اٹھی تھیں ان دونوں کی محبت کو
 منزل ملی تھی

— اہتاج شاہ نے مائیک ہاتھ میں تھامے اپنی سریلی آواز میں عالین کے لیے گانا گایا

تو مجھے قبول میں تجھے قبول
 اس بات کا گواہ خدا خدا گواہ

تیرے میرے پیار کی اونے اونے
 تیرے میرے پیار کی
 — اس بارات کا گواہ خدا خدا گواہ

ابتہاج شاہ کی سریلی آواز عالین کے کانوں میں رس گھول رہی تھی عالین کیانی اس وقت کا
 کب سے انتظار کر رہی تھی خدا کو گواہ بنا کر اس نے ابتہاج شاہ کو اپنا ہمسفر بنایا تھا

سب لوگ ان کی اس محبت پر بہت خوش تھے وہ انہیں خوش دیکھنا چاہتے تھے۔ مگر ابھی
 قسمت نے بہت سے امتحان لینے تھے



نکاح کے بعد ابتہاج شاہ ایک کونے میں بیٹھا عالین کو اپنی گود میں بٹھائے ساری دنیا سے
 — بے خبر اس کی گردن پر جھکا اپنی پیاس بجھا رہا تھا

بس سائیں — عالین نے اسے روکنے کی کوشش کی مگر ابتہاج کہاں رکتا تھا اب تو
 — اس کے پاس عالین کو چھونے کا لیگل نوٹس بھی تھا

آنی آنی۔ اس سے پہلے کہ ابھاج کی گستاخیوں پر عالین مدھوش ہوتی وہ زواق کی آواز سننے
 ہوش میں آنی اور ابھاج کو چٹکی کاٹتے ہوش میں لانے کی کوشش کی

واٹ ہسپنڈ آنی۔ آپ کوئی چھوٹی بے بی ہو جو چاچو کی گود میں بیٹھی ہو۔ عالین جو زواق کو
 اپنے پاس بلانے کا ارادہ کر رہی تھی اس کی بات پر شرماتے ہوئے ابھاج کو ٹھوکا مارتی
 بولی

جواب دو بچے کو ٹھکر کی آدمی۔ عالین نے ابھاج کو زواق کی طرف متوجہ کیا تو ابھاج منہ
 بسورتا زواق سے بولا

چھوٹے سائیں تمہیں کتنی بار منع کیا ہے جب میں تمہاری آنی کے ساتھ ہوتا ہوں تو ظالم
 سماج کا رول پلے مت کیا کرو۔ زواق حیدرا بھاج کو اگنور کرتا عالین کی گود میں بیٹھ گیا

آنی۔ ڈویو لومی؟؟ زاق نے معصومیت سے عالین کی طرف دیکھتے سوال کیا وہ بچپن سے عالین کے ساتھ رہا تھا اسے جو ممتا شازیہ بیگم نہ دے سکی وہ ممتا سے عالین کے پاس سے ملی تھی اگر یوں کہا جائے زاق اپنی ماں سے زیادہ عالین سے محبت کرتا ہے تو غلط نہ تھا

- جانو۔ آئی رینلی لویو مائی لٹل بوائے۔ عالین نے اس کے گال پر بوسہ دیتے کہا وہ اس بچے کو دودن کا تھا تب سے سنبھال رہی تھی درانی ہاؤس کے مکینوں کے سوا یہ بات کسی کے علم میں نہ تھی کہ زاق حیدر کی کیمر کرنے کے لئے جو لڑکی آتی تھی وہ عالین کیانی تھی

— عالین کیانی اس بچے کی محرومیوں کو سمجھتی تھی اس لئے وہ اسے ممتا کی چھاؤں دیتی تھی اب تاج شاہ نے ان دونوں کو اپنی بانہوں کے حصار میں لیا اور مخمور لہجے میں بولا

آئی لویو ٹو بوتھ آف یو۔ اس کی بات پر عالین اور زاق می کھلکھلا اٹھے



اماں سائیں مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔ زامیہ شاہ اماں کے کمرے میں آئی جب اماں نے اس کو اپنے پاس بٹھایا

ہاں بولو زامی۔ اماں سائیں نے اس کے چہرے کی جانب دیکھا

اماں وہ۔ مجھے التفات کے حوالے سے بات کرنی۔ اس کے بابا کے کوئیگ ہیں انہوں نے التفات کے لیے رشتہ مانگا ہے

حیدر شاہ جو کہ اماں سائیں کے کمرے میں آئے تھے زامیہ کو ٹوکتے ہوئے بولے

التفات ہماری ہو بنے گی یہ بات طے ہے زامیہ۔ ابہتاج کو بھی بول دو پتا نہیں اس شخص کی من مانیاں کرنے کی عادت کب ختم ہوگی۔ حیدر شاہ سر جھٹکتے حکم سناتے کمرے سے چلے گئے

اماں سائیں میں ابھی آئی۔ زامیہ شاہ جو چاہتی تھی وہ ہو چکا تھا اسے التفات کی شادی کی بات کرنی تھی اب اسے اماں سائیں کے ساتھ بیٹھنے کا کوئی ارادہ نہ تھا



اماں سائیں۔ اماں سائیں۔ اب تہاج شاہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی ان کے کمرے میں آیا اور ان کو گہری سوچ میں گم دیکھ کر مخاطب کیا

تم کب آئے؟؟ رات کدھر گزارتے ہو؟ اماں سائیں نے اپنے بیٹے کو دیکھتے کہا جو کہ بڑھتی عمر کے ساتھ مزید خوب رو ہو چکا تھا بارعب لب و لہجہ۔ شاندار پرسنالٹی مگر وہ مسکراہٹ جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھی اب وہاں فقط اداسی کا بسیرا تھا

ابھی آیا ہوں۔ رات آپ کی بہو کے پہلو میں گزارنے سے بہتر کسی سڑک پر گزار آتا ہوں اماں سائیں۔ خیر چھوڑیں۔ آپ کیا سوچ رہی ہیں؟

اب تہاج شاہ نے بات بدلی تو اماں سائیں نے اس کی طرف دیکھتے کہا

تمہارے کون سے کوئیگ نے رشتہ مانگا التفات کا؟؟ اماں سائیں نے اس کی طرف دیکھتے
کہا

میرے تو کسی کوئیگ نے نہیں بات کی۔ ویسے بھی گھر میں رشتے ہیں ناں باہر کیوں جانا
؟؟ ابہاج نے اماں کی طرف دیکھتے معنی خیز انداز میں کہا

ہممم۔۔ اماں سائیں جان گئی تھیں کہ زامیہ کی آج بھی مکار فطرت ہے وہ کبھی بدل نہیں
سکتی تھی

کیا ہوا آپ ایسا کیوں پوچھ رہی ہیں؟ ابہاج شاہ نے اماں سائیں کی طرف دیکھتے سوال کیا
اماں سائیں اس کی زیرک نظروں سے بچ نہیں سکتی تھیں اس لئے بات بدلتے بولیں

بس یونہی۔۔ مجھے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔ اماں سائیں نے ابہاج کا دھیان بٹانے
کی کوشش کی



یہ منظر ایک تاریک کوٹھری کا ہے جہاں ایک شخص رسیوں میں جکڑا ہوا مدد کے لئے پکار رہا تھا۔

دیکھو مجھے چھوڑ دو۔ کیوں لائے ہو مجھے یہاں؟ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ وہ شخص چلا رہا تھا مگر اس کی پکار سننے والا کوئی نہ تھا سا منے کھڑا شخص اس کو غور و فکر سے دیکھ رہا تھا اور تاسف سے سر ہلاتے بولا

تمہیں اپنے بچوں کی پرواہ ہے؟ مجھے نہیں لگتا تم اپنے بچوں کی طرف سے فکر مند ہو اگر تمہیں اپنی اولاد کی پرواہ ہوتی تو تم عنود درانی کی تصویریں لینے سے پہلے ہزار بار سوچتے اس شخص کی بات سن کر وہ آدمی سر اٹھا تا حیرت سے دیکھنے لگا

ابھی شاہ سائیں آکر تمہیں بتاتے ہیں تم نے بہت غلط جگہ پنگا لیا ہے۔ وہ شخص اس کی حالت سے مزالیتا آنے والے وقت کا انتظار کرنے لگا

جب کسی کے قدموں کی چاپ اسے اس کمرے کی طرف آتی سنائی دی تو ان دونوں نے دیکھا وہ شخص مردانہ وجاہت کا شاہکار تین ہٹے کٹے لوگوں کی مضبوط سیکیورٹی میں اندر — کمرے میں آیا اس کے چہرے پر سرد مہری تھی غصہ اور جنون نظر آنے لگا

اس نے آگے بڑھتے اپنی آستینوں کو کہنی تک موڑا اور ایک لوہے کا گرم راڈ اٹھایا جسے اس شخص کے بازوؤں پر زور سے مارنا شروع کیا وہ شخص چیخ رہا تھا مگر مقابل کو کچھ سنائی نہ دیا وہاں کھڑے چاروں لوگ آنکھیں بند کیے — تھے وہ جانتے تھے یہ شخص کتنا بے رحم ہے

بہت شوق ہے تمہیں لڑکیوں کی تصویریں لینے کا۔ ان کو بے عزت کرنے کا — میں تمہارا انجام عبرتناک بناؤں گا۔ اس نے اب پاس پڑاپٹرول کا کین اٹھا کر اس شخص کے اوپر گرایا جب اس نے معافی مانگتے کہا

دیکھو تمہیں عنود کی قسم مجھے چھوڑ دو۔ میرا کوئی قصور نہیں ہے یہ سب مجھے اب تاج شاہ کی بیوی زامیہ شاہ نے کرنے کو کہا۔ وہ آدمی سچا گل چکا تھا اور سامنے کھڑے شخص کے لبوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ آئی اور یکدم اس کے چہرے پر سرد پن چھا گیا اس نے ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا اور کالر سے پکڑتے بولا

تم چاہے مجھے جس کی مرضی قسم دے لو میں پھر بھی عنود کی طرف اٹھنے والی ہر گندی نظر کو اکھاڑ پھینکوں گا عنود کو اذیت دینے والوں کی ہستی مٹا دوں گا۔ یہ کہتے ہی اس نے دروازے کی جانب رخ کیا اور دروازے کے پاس پہنچتے ہی ایک پستل جیب سے نکالا اور وہ گولیاں اس شخص کے بدن کو چیر چکی تھیں

گاڑی کے پاس پہنچتے ہی اس نے سگریٹ جلایا اور اپنے آدمی سے بولا

ایک مشہور صحافی پولیس انکوائنٹر میں مارا گیا۔ اس کے لبوں پر زو معنی مسکراہٹ لکھی اس کے آدمی سر ہلاتے اس کے حکم کی تعمیل کر چکے تھے



اگلی صبح ابتہاج شاہ اماں سائیں کے پاس بیٹھا تھا جب سدید شاہ نے ٹی وی آن کیا اور سامنے صحافی کے انکوائنٹر کی خبر چل رہی تھی زامیہ شاہ جو کہ سیرھیاں اترتے نیچے آئی تھی اس کے لئے یہ خبر شاکنگ تھی

اس نے ابتہاج شاہ کی طرف دیکھا جو افسوس سے سر ہلاتے بولا

بیچارہ اچھا آدمی تھا۔ افسوس برے ہاتھوں چڑھ گیا۔ سدید اس کی فیملی کی خبر گیری کرو انہیں کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے

— ہمسم — سدید سر ہلاتا وہیں صوفے پر بیٹھ گیا

#بدکار

#ماہی۔راجپوت

#قسط نمبر 13_14

#ڈبل۔ایپی سوڈ

#boldromanticnovel

#Do_not_copy_paste_without_my_permission

وائٹ فراک اور چوری دارپاج امہ پر ریڈ شیفون کا ڈوپٹہ لیے مریحہ درانی مشرقی لباس میں
نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی عنود نے اسے دیکھتے ہی دل سے اس کی
— خوشیوں کی دعا کی

اوایم جی یہ حسین پری کون ہے؟ عنود نے مریحہ کے پاس جا کر ایکٹنگ کرتے پوچھا اس کی
بات سن کر مریحہ کا قہقہہ گونجا

آپی یہ آپ کی بے بی سسٹر ہے۔ اور آپ کی بے بی سسٹر اپنے فلرٹی کوڈیٹ کرنے جا رہی۔ مریحہ نے ایک آنکھ ونک کرتے کہا اس کی بات پر عنود کے دل میں ایک چبھن سی پیدا ہوئی

میرو۔ لک ایٹ می پلیز اس لڑکے کے جذبات کے ساتھ مت کھیلنا۔ فلرٹ کرنا۔ ہمارے بابا کی تربیت نہیں ہے انہوں نے ہمیں محبت کرنا محبت پھیلانا سکھایا ہے عنود مریحہ کو سمجھاتے ہوئے بولی

آپی ٹرسٹ می میں کچھ غلط نہیں کر رہی۔ مجھے میری لمٹس بھی معلوم ہیں اور اپنا سٹینڈرڈ بھی۔ سوچل بے بی۔ مریحہ نے اس کو یقین دلاتے کہا

عنود نے اس کو آگے بڑھتے گلے لگایا



مریحہ سدید سے ملنے جیسے ہی ہوٹل پہنچی تو سدید شاہ ایک کارنر میں بیٹھا اسے نظر آیا وہ مریحہ کو دیکھتے ہی کھو گیا اس نے آج سے پہلے مریحہ کو ایسٹرن ڈریس میں نہیں دیکھا تھا سدید شاہ نے دل ہی دل میں یہ بات تسلیم کی تھی کہ ڈوپٹ نے مریحہ کی پرسنالٹی کو ایک گریس دیا تھا وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت اور گریس فل لگ رہی تھی

سدید نے آگے بڑھتے اس کا ہاتھ تھاما اور اس کو گول گھماتے ہوئے اپنے قریب کیا

مریحہ کے چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ تھی جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی تمام لوگوں کی نظریں ان پر ٹکی ہوئی تھیں جب سدید نے لوگوں کی نظریں محسوس کرتے مریحہ کو اپنے سینے میں چھپا لیا

— واؤ سولوی کیل

— میڈ فار ایچ اور

ایسے کئی کمٹس سدید اور مریمہ کے کان سے ٹکرائے سدید کو وہاں ان کمفرٹبل محسوس ہو رہا
تھا وہ مریمہ کے کان میں سرگوشی کرتے بولا

آئی ایم ناٹ فیلنگ کمفرٹبل ہیرو مائی گرل۔ آئی وانا اسے یو اوے فرام پیل ایول
آنیز۔ سدید کا ہاتھ مریمہ کے کندھے پر تھا اور مریمہ کو سدید کی مضبوط گرفت اپنے کندھے
پر محسوس ہو رہی تھی

سدید اس ہرٹنگ۔ مریمہ کی آنکھوں میں آنسو آنے لگے سدید کو پرواہ نہ تھی وہ مریمہ کو
اپنے نزدیک کرتے بولا

میری بات غور سے سنو مریمہ درانی میں ابھی اتنا براڈمانڈ نہیں ہوا کہ تم پر لوگوں کی گندی
نظریں برداشت کروں سدید حیدر شاہ اپنی چیزوں کو چھپا کر رکھنے کا عادی ہے اور تم تو سدید
حیدر کی رگ میں خون کی طرح دوڑتی ہو سدید حیدر کی تسکین ہو تم مریمہ درانی تم پر پڑنے والی ہر
اچھی بری نظر کو سدید حیدر کی جنونیت کا سامنا کرنا ہوگا۔ سدید ایک ایک لفظ پر زور دیتے
بولا

اور یکدم لوگوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مریحہ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر گاڑی کی طرف بڑھا
سدید خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا اور مریحہ حیرت سے سدید کو دیکھ رہی تھی دونوں نفوس کی
طرف خاموشی تھی

سدید نے بیچ راستے میں گاڑی روکی اور ایک بلیک پی ٹی پچھلی سیٹ سے اٹھائی اور گھومتا ہوا
فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتا مریحہ کی آنکھوں پر پیٹی باندھی

مریحہ کچھ بولنے کی پوزیشن میں نہ تھی سدید دوبارہ سے گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور
خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کرنے لگا

تھوڑی دیر بعد گاڑی پھر رکی اور سدید مریحہ کو گاڑی سے نکال کر اس کا ہاتھ تھامے چلنے لگا
مریحہ کو کچھ سمجھ نہ آرہی تھی کہ وہ لوگ کہاں جا رہے ہیں اتنی دیر خاموش رہ رہ کر مریحہ کو
اب بے چینی ہونے لگی وہ سدید کے ہاتھ پر ناخن چبھاتے بولی

سدید— یو فلرٹی— تم مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟ مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا— تم کہیں
— میری معصومیت کا فائدہ تو نہیں اٹھانے لگے

مریخہ درانی کی زبان چل رہی تھی اور سدید حیدر کے کان پر گویا جوں بھی نہ رینگی ہو وہ مریخہ کی آنکھوں پر پٹی باندھے اس نے مریخہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا اور دوسرا ہاتھ مریخہ کے کندھے پر رکھے خاموشی سے چل رہا تھا۔

ہیلپ۔۔۔ ہیلپ۔۔۔ کوئی بچاؤ مجھے یہ میری معصومیت کا فائدہ اٹھا رہا ہے۔۔۔ مریخہ چیخ رہی تھی جب سدید نے اس کو اپنی طرف کھینچا اور اس کے بالوں سے پکڑے اس کو اپنے مزید قریب کیا سدید کی سانسوں کی پھوار مریخہ کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی سدید نے اس کے لبوں پر لب رکھے اسے خاموش کرایا کافی دیر مریخہ کے لبوں کا جام پینے کے بعد سدید کو اس پر رحم آیا اور خود کو مریخہ سے الگ کرتے بولا

اب آواز نہ آئے مجھے تمہاری۔۔۔ چپ چاپ آگے چلو۔۔۔ سدید نے غصے سے مریخہ کو کہا
اب سدید کا ہاتھ مریخہ کی کمر پر رینگ رہا تھا

فلرٹی تم باز آ جاؤ اب۔ مجھ معصوم لڑکی کو۔ اس سے پہلے کہ مریحہ کچھ بولتی سدید نے اونچی آواز میں کہا

لا حول ولا قوہ تم اور معصوم۔ سیر یسلی مریحہ تم جوک اچھا سناتی ہو۔ سدید نے مریحہ کا مذاق اڑاتے کہا

ہاں تم جلو میری معصومیت سے۔ مریحہ نے بھی ترکی باترکی جواب دیا سدید سر جھٹکتا ایک سنسان جگہ پر پہنچا اور مریحہ کی آنکھوں سے پٹی اتاری مریحہ نے سکھ کا سانس لیا

سنو وہ آگئی ہے۔ سدید بولا تو مریحہ نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھ کر بولی

او ہیلو کون آگئی ہے؟ یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم؟ سدید نے مریحہ کا رخ دوسری جانب موڑا جہاں کچھ بچے ان کی طرف پیٹھ کیے کھڑے تھے

جب ایک بچہ مڑا اس کے ہاتھ میں ریڈ ہارٹ شیپ بیلون تھا جس پر وائٹ رائٹنگ میں
لکھا تھا sudaaid

لکھا تھا love دوسرا بچہ مڑا اس کے ہاتھ میں بیلون پر
لکھا تھا Mareeha تیسرے بچے کے ہاتھ میں موجود بیلون پر

مریمہ شاکد سی کھڑی دیکھ رہی تھی ایسا اظہار محبت شاید ہی کسی نے کیا ہو، — سدید حیدر شاہ
واقعی سب سے الگ تھا اس کا اظہار محبت کرنے کا طریقہ بھی الگ تھا

یہ ایک اور فینچ تھا جہاں مریمہ کو سدید لے کر آیا تھا
سدید اب ایک گھٹنے کے بل مریمہ کے سامنے زمین پر بیٹھا اور اپنا ہاتھ اس کی طرف پھیلاتے
بولا

WillyoubemineforeverMyGirl

سدید کی آنکھوں میں محبت کا الگ جہاں تھا جس کو مریمہ جیسی محبت کرنے والی لڑکی نے
محسوس کیا اور وہ وہیں زمین پر بیٹھ کر اس کے گلے لگ گئی



یہ کونسی جگہ ہے سدید؟ مریم نے سدید کے کندھے پر سر ٹکاتے سوال کیا سدید شاہ کا سارا
دھیان سامنے کھیلنے بچوں کی طرف تھا
وہ بیچ پر بیٹھا مریم کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا جب مریم کی بات سن کر مسکراتے
ہوئے بولا

اور فیج — سدید کے ایک لفظی جواب پر مریم نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا

کیا ہوا ریا؟ اتنی حیران کیوں ہو رہی؟ سدید نے مریم کی طرف دیکھتے سوال کیا

تم ان بچوں کو کب سے جانتے؟ یہ اتنے کلوز ہیں تم سے — مریم نے سدید سے پوچھا

میں اس اور فیج میں کئی سالوں سے آ رہا ہوں — تم جانتی ہو مجھے بچپن سے لے کر اب تک
سوائے ماما اور لالہ کے کسی کا پیار نہیں ملا — مجھے بابا نے کبھی گلے نہیں لگایا — میرے

نانا اور ماموں نے میرے لالہ کو لک آفٹر کیا بٹ میں اتنا بد نصیب ہوں کہ کبھی ان رشتوں کو محسوس ہی نہیں کر سکا۔ میرے پاس میرے اپنوں کے نام پر فقط میری ماما اور لالہ رہے ہیں میں تھک گیا تھا اس دہرے معیار سے جب مجھے ایک روز یہاں آنے کا اتفاق ہوا میں نے جب ان بچوں کی کہانی سنی تو مجھے اپنے دکھ اپنی محرومیاں ہیج لگیں۔ ریا یہ سب — بچے ماں باپ بہن بھائی ہر رشتے سے محروم ہیں
سدید نے ایک گہرا سانس لیا اور پھر مریحہ کی طرف دیکھتے بولا

میں اس ملک کا پاورفل شخص بننا چاہتا ہوں ریا — جانتی ہو کیوں؟؟ اس کے پوچھنے پر مریحہ نے نفی میں سر ہلایا

میں ان تمام لوگوں کو عبرتناک سزا دینا چاہتا ہوں جو اپنے نفس کی پل بھر کی تسکین کے لئے اپنی شہوت کے ہاتھوں مجبور ہو کر زنا جیسا گناہ کرتے اور پھر سینکڑوں بچے کسی فٹ پاتھ پر کبھی کچرے کے ڈھیر پر کبھی کسی پارک کے پاس پھینک کر چلے جاتے۔ میں ان بچوں کے مجرموں کو دنیا کے لئے عبرت کا نشان بنانا چاہتا ہوں — ہر بدکار مرد اور بدکار عورت کو — چوک میں لٹکا کر سزا دینا چاہتا ہوں

سدید شاہ بولتے بولتے ہانپنے لگا مریحہ نے اس کے قدموں میں بیٹھتے اس کا ہاتھ تھاما اور چومتے ہوئے آنکھوں سے لگایا

تم اتنے خوبصورت دل کے مالک ہو سدید شاہ — آئی کانٹ بلیو دس — تمہاری ماما بہت لکی ہیں جن کو تم جیسا اچھی سوچ کا مالک بیٹا ملا — آئی رینلی پراؤڈ آف یو سدید — تمہارے اس فیوچر ٹاسک میں تم مجھے اپنے ساتھ پاؤ گے — مریحہ نے سدید کو اپنے ساتھ کا یقین دلایا جب سدید نے اسے کمر سے پکڑے اپنے قریب کیا اور اس کے گال پر لب رکھے

مجھے زندگی کے ہر قدم پر تمہارا ساتھ چاہیے ریا — میں جب عمر کے آخری حصے میں پہنچوں گا تو میں لوگوں کو اپنے اور تمہارے خوبصورت سفر حیات کی داستان سناؤں گا لوگ میرے سفید بال اور ہاتھ میں پکڑی پکڑی ہونے کے باوجود مجھے رشک کی نگاہ سے دیکھیں گے — کیونکہ میرے پاس تمہارے جیسی ہمسفر ہوگی ریا

سدید شاہ کی بات پر مریحہ کے دل میں ایک چمکن سی اٹھی مگر وہ سر جھٹکتے سدید کے گلے
— لگ گئی



واپسی پر سدید مریحہ کا ہاتھ تھامے چل رہا تھا جب وہ یکدم رکا

کیا ہوا سدید؟؟ مریحہ نے اس کی جانب دیکھتے سوال کیا

ریا— میں اس ہوٹل میں کمفرٹبل نہیں تھا اس لئے تمہیں اس جگہ لے کر آیا— آئی کنو
— مجھے تمہیں کسی اور جگہ پر پوز کرنا چاہیے تھا

مریحہ نے آگے بڑھتے سدید کے لبوں پر اپنے ہاتھ رکھے اور اس کی طرف دیکھتے بولی

محبت کے لیے جگہ اہم نہیں ہوتی بلکہ دل میں پنپتا یہ خوبصورت جذبہ اہم ہوتا ہے۔
میرے لیے اس جگہ سے بڑھ کر حسین کوئی اور جگہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اس جگہ پر تم نے
اپنے سچے جذبوں کا اظہار کیا ہے مسٹر فلمی۔ آخر میں مریحہ آنکھ دباتے بولی سدید نے
— اس کے گال پر لب رکھے اور دونوں گاڑی کی طرف مڑے



ابتہاج اٹھو! اٹھو ہم نے شاپنگ کے لئے جلتے عالمین کیانی ابھی ابھی شاہ حویلی آئی
تھی اور اماں سائیں سے ملنے کے بعد ابتہاج کے کمرے میں آئی اور اسے اٹھانے لگی

ابتہاج شاہ جس نے فیملی بزنس جو اُن کیا تھا رات دیر سے گھر آنے کی وجہ سے ابھی تک سو
رہا تھا اس نے جیسے ہی آنکھیں کھول کر دیکھا تو سامنے ہی عالمین کیانی براؤن ٹاپ اور بلیک
سکرٹ پہنے ہلکے میک اپ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی

زہے نصیب — مسز ابہاج شاہ ہمارے کمرے میں اتنی صبح — اگر تو یہ خواب ہے تو
واللہ ابہاج شاہ اس خواب سے کبھی بیدار نہیں ہونا چاہتا — ابہاج شاہ کی بات سن کر
عالین نے آگے بڑھتے اس کے پاس بیڈ پر اپنے لیے جگہ بنائی اور ابہاج کے بال اپنی
مٹھی میں جکڑ کر ایک جھٹکا دیا اور اس کے ہونٹوں کے قریب اپنے ہونٹ کیے جن کو
— ابہاج شاہ نے اپنے ہونٹوں میں قید کر لیا

کافی دیر بعد ابہاج عالین سے الگ ہوا اور ایک آنکھ دباتے بولا

آج تو کمال کی مارنگ وش ملی ہے مجھے — بائے داوے شاپنگ اتنی صبح صبح —؟ خیریت؟
ابہاج نے ایک ساتھ سوال کیے اور عالین مسکراتے ہوئے بولی

آج میرے بیٹے کی برتھ ڈے ہے اور مجھے اس کے برتھ ڈے کو یادگار بنانا ہے مسٹر
شاہ — عالین نے خوشگوار لہجے میں زاویہ کی سالگرہ کا بتایا

اف ایک تو یہ چھوٹا سائیں مجھے ولن لگتا اپنی سٹوری کا۔ اب تہاج عالین کے گال پر لب رکھتے
واشروم چلا گیا

— عالین وہیں صوفے پر آڑھی تڑپھی لیٹی سامنے لگی سالار اور اب تہاج کی تصویر دیکھنے لگی

— سالار کی تصویر دیکھتے ہی عالین کو چھ ماہ پہلے کا وہ منظر یاد آ گیا

عالی۔ ہاؤ آریو؟ عالین کیانی جو کہ شوٹنگ کے سلسلے میں استنبول آئی تھی ایک ہوٹل میں
بیٹھی ونڈو وال سے باہر کا منظر دیکھنے میں مصروف تھی جب ایک شناسا آواز اس کے کان
سے ٹکرانی

عالین نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ہی سالار درانی پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے کھڑا مسکرا
رہا تھا عالین کو اسے دیکھتے ہی دل میں ایک جھمن سی محسوس ہوئی وہ سالار سے نظریں چراتی
بولی

آئی ایم فائن اینڈیو؟؟؟ عالین بمشکل مسکراتے ہوئے بولی

آئی ایم آلر انٹ— شوٹنگ کے سلسلے میں آیا تھا کل معلوم ہوا تم بھی آئی ہو— سالار نے اس کو وضاحت پیش کرتے کہا

اس کی بات پر عالین سر ہلاتی اٹھنے کے لئے پر تول رہی تھی سالار اس کی کیفیت سمجھتے— ہوئے مسکرایا

کمفرٹبل ہو جاؤ عالی— ہم اچھے دوست رہ چکے ہیں اور اب تو تم میری بھابھی بن گئی ہو میرے لیے قابل عزت ہو تم— سالار نے عالین کو تسلی دیتے کہا

سالار— سوری— میں نے تمہیں چیٹ کیا میرا ایسا ارادہ نہیں تھا میں تمہارے ساتھ ریلیشن میں سچے دل سے آئی تھی مگر اب تھاج کو دیکھتے ہی میرے دل میں چھپے اس کے لئے احساس نے ایک نئے سرے سے انگریزی لی— میں چاہ کر بھی محبت کے جذبے سے

بھاگ نہیں سکی۔ عالین بول رہی تھی جب ابھاج نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے بولا

اٹس اوکے عالی۔ تم نے اپنی محبت پانے کے لئے جو کیا ٹھیک کیا۔ پرانی باتوں کو بھول جاؤ۔ میرا زامی سائیں کیسا ہے؟ سالار نے بڑی خوبصورتی سے بات بدلی اور۔۔۔ زامی کا نام سنتے ہی عالین کے لب مسکرا اٹھے

۔۔۔ بہت شرارتی ہو گیا ہے۔ عالین نے ہنستے ہوئے اس کو زامی کی شرارتوں کا بتایا

عالین اور سالار کی فلم شوٹنگ کا آخری دن تھا جب سالار واپسی کے وقت عالین کے پاس آیا اور بولا

عالی میں واپس جا رہا ہوں۔ واپس جانے سے پہلے تمہیں ایک بار ایز آفرینڈنگ کرنا چاہتا ہوں۔ سالار نے عالین سے انوکھی فرمائش کی عالین نے آگے بڑھتے اسے ہک کیا جب

سالار نے اس کی کمر کے گرد ہاتھ ڈالے اسے اپنے قریب کیا اور ایک ڈپ کس عالین کے
— ہونٹوں پر کی

عالین اس اچانک افتاد پر کچھ سمجھ نہ سکی جیسے ہی عالین کو ہوش آیا اس نے سالار کے سینے پر
— ہاتھ رکھے اسے خود سے دور کیا

آریوان یور سینسز؟ عالین نے غصے سے سالار کی طرف دیکھتے کہا

— سالار عالین سے نظریں چراتا وہاں سے چلا گیا،

ابتہاج شاہ فریش ہو کر روم میں آیا اور اس نے بنیان اور شلوار پہن رکھی تھی اب ڈریسنگ
کے سامنے کھڑا وہ تیار ہو رہا تھا جب عالین خیالوں سے منکلی بیڈ سے اٹھتی اس کو پیچھے سے
ہگ کرتی بولی

آئی لویو مائی ہاٹ کیک۔،۔ اب تھاج عالین کی بات
— سینی پر رینگ رہا تھا تھامتے ہوئے اپنے لبوں
آئی لویو ٹو میری جان۔ ویسے سیر یسلی ہاٹ کیک

آئی لو یو ٹو میری جان۔ ویسے سیریسلی ہاٹ کیک۔ ہا ہا ہا ہا ہا۔ اب تاج شاہ نے قہقہہ لگایا

ہاں بالکل ہاٹ کیک۔ اینڈ آئی ایم سولگی کہ یہ ہاٹ کیک میرے نصیب میں آیا۔ عالین نے ابھاج کے کان کے پاس بانٹ کرتے کہا ابھاج اس کی بات پر مسکرا اٹھا

بے فکر رہو یہ ہاٹ کیک صرف تمہارا ہے۔ تمہارا ہی رہے گا۔ آئی لو یو مورمانی
بے بی۔ اب تہاج نے عالین کی پیشانی پر لب رکھے

ابتناج نے ڈریسنگ روم کا رخ کیا اور قمیض پہنتا بٹن بند کرتا کمرے میں آیا اور سائیڈ ٹیبل سے گلاسز اٹھا تاعالین کی کمر میں ہاتھ ڈالے کمرے سے نکلا

چشم بد دور۔ اللہ میرے بچوں کو بری نظر سے بچائے۔ اماں سائیں نے عالین اور ابہاج کو دیکھتے دل سے دعا کی

ابہاج نے ان کی دعا پر آمین بولا اور ان سے ملتا عالی کو شاپنگ کے لئے لے کر جانے لگا

ارے ناشتہ تو کرتے جاؤ۔ اماں سائیں نے ٹوکا

باہر سے لہج کر لوں گا ویسے بھی نکاح کے بعد آپ کی بہو کے ساتھ فسٹ ڈیٹ ہے
— میری۔ ابہاج نے اماں سائیں سے کہا عالین اس کی بے شرمی پر سر جھکا گئی

— دونوں شاپنگ کے لئے گئے اور عالین نے زاق کے لئے بہت سی شاپنگ کی

— واپسی پر دونوں نے لہج کیا اور شام کے لئے پلاننگ کرنے لگے

ان دونوں کے نکاح کو ایک سال ہو چکا تھا اس دوران صائمہ ملک اور واسق کی شادی ہو چکی تھی صائمہ ایکسپیکٹ کر رہی تھی تمام بڑوں کی باہمی رضامندی سے صائمہ کی ڈیلیوری کے بعد ابھاج اور عالین کی شادی ہونا تھی

عالین نکاح کے فوراً بعد شوٹنگ کے لئے ترکی چلی گئی تھی ابھاج شاہ سالار کے پاس لندن — چلا گیا

وقت کا کام گزرنا تھا اور ان دونوں کے نکاح کے ایک سال بعد وہ دونوں مل رہے تھے اور زاق حیدر کی سالگرہ منانے والے تھے



شاہ حویلی کے لان کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا سات سالہ زاق حیدر شاہ پورے لان میں خوشی سے گھوم رہا تھا

اس کی برتھ ڈے پہلی بار حویلی میں منائی جارہی تھی ورنہ وہ ہر برتھ ڈے درانی ہاؤس میں
— مناتا تھا

اماں سائیں زاق کی بلائیں لیتے نہیں تھکتی تھیں سالار کو بھی اس ملک سے گئے 5 سال
ہو چکے تھے مگر وہ ابھی تک واپس نہ لوٹا

ابتہاج شاہ زاق کے ساتھ پورے لان میں مستیاں کرنے میں مصروف تھا جب اس کی نظر
سامنے سے آتی عالین پر پڑی تو پلٹنا بھول گئی

عالین کیانی بلیک فیری ٹیل ڈریس پہنے بالوں کو ہلکا کرل کیے اسموکی آئیز میک اوور میں
اپسرا لگ رہی تھی ابتہاج شاہ نے بلیک ڈریس پیٹ پہنی تھی وہ مدہوش سا ایک ایک قدم
اٹھاتا عالین کی طرف بڑھا جب اس سے پہلے دوڑتا ہوا زاق عالین کے پاس پہنچا عالین
نے نیچے بیٹھتے زاق کو ہگ کیا اور اس کے گال پر لب رکھتے بولی

— پی برتھ ڈے مائی بوائے — مینی مینی پی ریٹرنز

زاق نے عالین کے گال پر اپنے لب رکھے اور اس سے بولا

آئی لویو آئی۔ ابہاج شاہ منہ کے زاویے بگاڑتا بولا

چھوٹے سائیں تم یہ لو کسی اور سے کرو میری بیوی کے ساتھ فلرٹ کرنے کی ضرورت
نہیں۔ ابہاج کی بات پر سب مسکرا اٹھے

چاچو وہ آپ کی بیوی سے پہلے میری آئی ہے سوا سٹے اوے فرام اس۔ زاق کی بات
سن کر عالین نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے اپنی ہنسی روکی اور ابہاج شاہ کی حالت کو ابجوائے
کرنے لگی

تجھے تو میں بتاتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ ابہاج زاق تک پہنچتا عالین نے زاق کو اپنے
پیچھے کھڑا کیا

شاہ سائیں خبردار جو آپ میرے اور میرے بیٹے کے بیچ آئے۔ عالین نے کمر میں ہاتھ
ڈالتے ابہاج کو وارننگ دیتے انداز میں کہا

اچھے۔ بہت اچھے۔ میری بیٹی کو آنے دو گن گن کر بدلے لوں گا تم سے بھی اور
تمہارے اس چچے سے
بھی۔ ابہاج شاہ بھی ان کو وارننگ دیتے بولا

دیکھ لیں گے آپ کی بیٹی کو بھی۔ عالین یہ کہتے ہی زاوق کا ہاتھ تھامتے ٹیبل تک پہنچی جہاں
کیک رکھا گیا تھا

اماں سائیں نے آگے بڑھتے زاوق کے ساتھ کیک کاٹنے کو ہاتھ بڑھایا جب عالین کی بات
سن کر ان کے لبوں پر مسکراہٹ غائب ہو گئی

معاف کیجئے اماں سائیں زاومی ہمیشہ کیک شازیہ آپنی کے ساتھ کاٹتا ہے۔ شازیہ آپنی کہاں
ہیں؟؟ عالین نے ادھر ادھر دیکھتے کہا

شازیہ بیگم ایک کارنر میں خاموش سی بیٹھی یہ سب دیکھ رہی تھیں عالین کی پکار پر ان کی آنکھوں میں آنسو آنے لگے

عالین ان کو ڈھونڈتے ٹیبل تک لائی اور ان کے ہاتھ میں زاق کا ہاتھ تھمایا

اماں سائیں کو اپنی تذلیل ہوتی محسوس ہوئی شازیہ بیگم کو انہوں نے کبھی اہمیت نہ دی تھی مگر آج عالین نے جو عزت شازیہ کو دی تھی اماں سائیں سے یہ بات ہضم کرنا مشکل تھی اور ان کے زخموں پر نمک چھڑکنے والی زامیہ شاہ تھی جس نے اماں سائیں کے کان بھرے

ابتناج یہ بات محسوس کر چکا تھا کہ اماں سائیں کو عالین کا یہ عمل پسند نہیں آیا وہ عالین کو — ستانشی انداز میں دیکھتا مسکرایا

زاق نے عالین کا ہاتھ اپنے ہاتھ پر غیر محسوس انداز میں رکھا جس پر عالین مسکرائی اور اماں سائیں کو اپنی جگہ پر کھڑا کیا

اماں سائیں آپ اور شازیہ آپنی کیک کٹوائیں زاوی کو— اس نے زاوی کو آنکھ سے اشارہ کیا جس پر زاوی منہ بسورتا چپ کر گیا
زاوی نے کیک کاٹا اور سب سے پہلے عالین کی طرف بڑھایا

خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا اور اب ابتهاج شاہ اپنے فیملی فرینڈز کے پاس بیٹھا گوسپ
— کر رہا تھا جب ویٹر نے اسے جوس کا گلاس تھمایا

ابتهاج شاہ نے جیسے ہی جوس کا گلاس منہ سے لگایا زامیہ شاہ کے چہرے پر ایک مکروہ مسکراہٹ آئی ابتهاج کو جیسے ہی کسی کی نظروں کی تپش خود پر محسوس ہوئی اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو زامیہ شاہ کو مسکراتے دیکھ وہ ٹھٹھکا تھا اس نے ایک ہی گھونٹ میں وہ سارا جوس پی لیا اور گلاس زمین پر پھینکتا اماں سائیں سے بولا

اگر آپ کی اجازت ہو تو میں عالی کو گھر چھوڑ آؤں— عالین جو کہ صائمہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی ابتهاج کی طرف سوالیہ انداز سے دیکھنے لگی

اتنی جلدی؟؟ عالین کے دل کی بات اماں سائیں کی زبان پر آئی

جی اماں سائیں۔۔۔ پھر مجھے کسی کام سے جانا ہے۔۔۔ اب تاج شاہ نے بہانہ بنایا وہ جان چکا تھا کہ اس جوس میں نشہ آور چیز ملائی گئی تھی اس سے پہلے کہ وہ اپنے حواس کھوتا وہ عالین کو۔۔۔ یہاں سے لے جانا چاہتا تھا

عالین بھی سب سے ملتی اب اب تاج کے پیچھے چلتی گاڑی تک پہنچی
 اب تاج کے سر سے ٹیسس اٹھ رہی تھیں اس نے بمشکل ڈرائیونگ کرتے اپنے اپارٹمنٹ
 ۔۔۔ کا رخ کیا

شاہ ہم یہاں کیوں؟؟ اب تاج نے عالین کے لبوں پر اپنے لب رکھ دیئے عالین بھی اب تاج
 کے لب چوسنے لگی

کافی دیر بعد وہ گاڑی سے نکلے اور اپارٹمنٹ تک پہنچے

عالی ایک کام کرو۔ مجھے ایک گلاس پانی میں سرکہ ڈال دو۔ آئی ایم فیلنگ ناٹ ویل۔
 ابہتاج کی بات پر عالین سر ہلاتی اس کے لئے پانی لے کر آئی جسے پینے کے بعد ابہتاج بہتر
 محسوس کر رہا تھا۔

ابہتاج عالین کو اپنے کمرے میں لایا اور اب دونوں صوفے پر بیٹھے باتیں کرنے
 لگے۔ عالین نے ابہتاج کی کچھ دیر پہلے والی حالت کے بارے میں کچھ نہ پوچھا کیونکہ وہ
 جانتی تھی کہ ابہتاج اسے ضرور بتا دے گا۔
 کافی دیر تک عالین ابہتاج کے کندھے پر سر ٹکائے باتیں کرتی رہی جب ابہتاج صوفے
 سے اٹھا اور اپنا کوٹ اتار کر پھینکا پھر قدم بڑھاتا میوزک پلیئر آن کیا

میوزک پلیئر آن کرتے اس نے عالین کو ڈانس کی آفر کی جس پر عالین مسکراتے ہوئے اس
 کا ہاتھ تھام چکی تھی

جنم جنم جنم ساتھ چلنا یونہی

قسم تمہیں قسم سکے ملنا یونہی
 ایک جان ہو بھلے ہوں بدن یہ جدا
 میرے ہو کر ہمیشہ ہی رہنا کبھی نہ کہنا الوداع
 میری صبح ہو تمہی اور تمہی شام ہو
 تم درد ہو تم ہی آرام ہو
 میری دعاؤں سے آتی ہے اب یہ صدا
 میری ہی ہو کے رہنا کبھی نہ کہنا الوداع

رومینٹک میوزک پر بے خود کرنے والا ماحول ان دونوں کو خود میں مگن کیے دے رہا تھا۔
 - عالین کیانی کہنے کو تو ابھاج کی باہوں میں تھی لیکن وہ خود کو ہواؤں میں محسوس کر رہی تھی
 اور ابھاج کے لمس کو خود پر محسوس کئے اپنے نصیب پر نازاں بھی تھی ابھاج کا ایک ہاتھ
 اسکی کمر پر دوسرا اسکے نازک مرمریں ہاتھ کو تھامے ہوئے تھا بالکل اسی طرح عالین کا ایک
 ہاتھ اسکی گردن کے گرد حائل تھا دوسرا اسکے ہاتھوں میں تھا

تیری بانہوں میں ہیں میرے دونوں جہاں

تو رہے جدھر میری جنت وہی
 حل رہی اگن ہے جو دو طرفہ
 نہ بجھے کبھی میری منت یہ
 تو میری آرزو میں تیری عاشقی
 تو میری شاعری میں تیری موسیقی

طلب طلب طلب بس تیری ہے مجھے
 نسوں میں تو نشہ بن کے گھلنا یونہی
 میری محبت کا کرنا تو حق یہ ادا
 میرے ہو کے ہمیشہ ہی رہنا کبھی نہ کہنا الوداع

ابتہاج نے اسکی کمر پر ہاتھ رکھتے ہی ہلکا سا رب کیا تھا عالین کیانی نے اسکی آنکھوں میں دیکھا
 جہاں بے خودی و خماری صاف چھلک رہی تھی

"شاہ سائیں"

عالین نے ابتہاج کی طرف دیکھتے کہا

"نکاح ہو چکا ہے ہمارا"

ابتہاج نے اسکے کان میں جھک کر سر گوشیا نہ کہا تھا اور اسکو گھما کر اسکی پشت اپنے سامنے کی۔ اور اسکی پشت کو اپنے سینے سے لگا کر اسکے کندھے پر مضبوطی سے اپنے لب رکھے تھے

اسکے لمس پر وہ مسرور سی ہوتی ہلکی سی مچلی ابتہاج نے اسکی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پیوست کی تھیں اور دوسرا ہاتھ اسکے پیٹ پر پھیرا۔ عالین نے اسکا اپنے پیٹ پر سرایت کرتا ہاتھ پکڑا تھا

صرف نکاح ہی ہوا ہے "عالین نے اپنی انگلیوں میں ابھی اسکی انگلیوں کو عقیدت سے "چوم کر کہا تھا

نکاح ہی تو ہوتا ہے سب۔ جس کے بعد سب ہوتا ہے "

ابہتاج نے اسکا رخ دوبارہ خود کی جانب کیا تھا اور جھک کر اسکی شفاف گردن پر کس " کی — عالین سسکاری تھی اور اسکا سر خود کے سینے سے لگایا۔ جس سے ابہتاج پر مزید — خماری سوار ہوئی تھی وہ پہ در پہ اسکی گردن کو چومنے لگا

ابہتاج اور عالین کے پاؤں یونہی محور قص تھے لیکن ابہتاج کے لب اب اسکے کندھے پر گستاخیاں کر رہے تھے اور عالین کی انگلیاں اسکے بالوں میں دھیرے دھیرے چل رہی تھیں۔۔

یونہی تھرکتے ہوئے ابہتاج نے رک کر اسکی آنکھوں میں جھانکا جہاں ابہتاج کی محبت کا ایک جہان آباد تھا

ابہتاج نے اس کی آنکھوں پر اپنے لب رکھے اور اس کی آنکھوں کو چومتا اس کی ناک پر اپنے لب رکھے اب اس کے لبوں پر جھکا تھا

عالمین نے بھی اہتہاج کے ہونٹوں کا استقبال کیا اور کچھ ہی دیر میں دونوں اپنی محبت کو مکمل کرتے ایک دوسرے کو اپنا آپ سونپ چکے تھے

نوٹ : نیکیسٹ اپی 500 لائکس کے بعد ہی آئے گی ورنہ ناول سٹاپ کر دیا جائے گا

جزاک اللہ

#بدکار

#قسطنمبر 15_16

#ڈبل۔ایپ یسود

#ماہی۔راہپوت

#boldromanticnovel

#Do_not_copy_paste_without_my_permission

افق پر سورج کی کرنیں پھیل چکی تھیں اور پردے کی اوٹ سے روشنی اندر کمرے میں چھلکنے لگی۔ عالین جو پوری رات ابہتاج کی شدتیں برداشت کرتی تھک گئی تھی اب ابہتاج کے سینے پر سر رکھے بے خبر سو رہی تھی

ابہتاج کی آنکھ اپنے اوپر نرم گرم بوجھ کے احساس سے کھلی تو اس نے عالین کے دلکش سراپے کی طرف دیکھا جو کہ روشنی میں دمک رہا تھا ابہتاج نے اس کے جسم پر موجود واحد چادر کو اتار کر پھینکا اور اسے بیڈ پر لٹاتا بے ساختہ اپنے لب اس کی گردن پر رکھے اس پر اپنی مہر محبت ثبت کرنے لگا

عالین کی آنکھ کھل چکی تھی اس نے اپنے اوپر جھکے ابہتاج شاہ کو محبت سے دیکھا اور اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی ابہتاج نے سر اٹھا کر عالین کی جانب دیکھا

گڈ مارنگ میری جان۔ ابہتاج شاہ نے عالین کی پیشانی پر محبت سے بوسہ دیا۔ عالین کی انگلیاں ابہتاج کے برہمنہ سینے پر رینگ رہی تھیں

گڈ مارنگ مائی ہاٹ کیک — عالین نے دھیے لہجے میں جواب دیا
عالین نے خود کو چادر سے کور کرتے اٹھنے کی کوشش کی جب ابہاج نے اس کو کھینچتے
— ہوئے اپنے اوپر گرایا

شاہ چھوڑیں — رات آپ نے بہت من مانیاں کر لی ہیں ابھی دل نہیں بھرا؟ عالین نے
ابہاج کی قید سے آزاد ہونے کی کوشش کرتے کہا

— نہیں رات کے بعد میری طلب بڑھ گئی ہے عالی
ابہاج نے مخمور لہجے میں کہا

— اور یہ طلب کب کم ہوگی؟؟ عالین نے مسکراتے ہوئے پوچھا

بکھی نہیں۔ مرتے دم تک نہیں۔ میں آج ہی اماں سائیں سے رخصتی کی بات کروں گا۔ یہ کہتے ہی ابھاج نے عالین کو اپنے ساتھ بیڈ پر لٹایا اور خود کمفرٹ اوڑھتا ایک بار پھر اس کے وجود پر اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا

عالین کیانی بھی اپنا آپ اس کے حوالے کر چکی تھی دونوں ایک دوسرے کی قربت میں ساری دنیا بھلائے بیٹھے تھے مگر ایک طوفان ان کا منتظر تھا جس سے وہ دونوں بے خبر تھے۔



سالار درانی ابھی ابھی کمرے میں آیا تھا جب اس کا فون رنگ کرنے لگا اس نے آگے بڑھتے کال اٹھائی

جی پھپھو سائیں حکم کیجیئے۔ سالار نے کال ریسیو کرتے ہی کہا

سالار۔ میں زامیہ ہوں۔ سالار نے ریسور سے آتی آواز پر حیرت سے فون کان سے ہٹایا اور نمبر دیکھا یہ ابہاج کی اماں سائیں کا نمبر تھا

ہاں بولو زامیہ۔ سالار نے کان سے فون لگاتے سوال کیا

سالار مجھے تمہاری ہیلپ چاہیے پلیز تمہیں ابہاج کی قسم ہے میری مدد کرو۔ زامیہ نے یکدم ٹرپ کا پتا پھینکا وہ جانتی تھی ابہاج شاہ سالار کے لئے کتنا اہم ہے وہ اس کے ذریعے سالار کو ٹریپ کر سکتی تھی

سالار نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہا

۔۔۔ بولو

سالار تم جانتے ہوناں عالین میری کتنی اچھی دوست ہے۔ وہ جب سے ترکی سے آئی ہے تم سے ملنے کے بعد اسے ایک پل کا چین نہیں ہے۔ وہ تمہارے ساتھ بیوفائی پر آنسو بہاتے نہیں تھکتی۔ سالار نے زامیہ کی بات ان سنی کر دی

کال کیوں کی زامیہ؟ سالار نے اکتاتے ہوئے زامیہ سے سوال کیا

سالار تم پلیز عالین کو اپنا لو۔ وہ مر جائے گی تمہارے بغیر۔ تم جانتے ہو ناں شاہ کو وہ کتنا شقتی ہے۔ میری دوست کو ابھی سے قید کر رکھا ہے اس نے میں اپنی دوست کو تباہ ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔ زامیہ نے بھرپور اداکاری کرتے کہا

زامیہ یہ اہتاج اور عالی کا ذاتی معاملہ ہے مجھے ان کے معاملے میں انوالومت کرو۔ سالار نے یہ کہتے ہی کال کاٹ دی مگر زامیہ کی باتیں سوچتے اسے ایک پل کا سکون نہیں مل رہا تھا

دوسری جانب اماں سائیں جو کہ زامیہ کی بات سن کر بیڈ پر گرنے کے انداز میں سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔ زامیہ اماں سائیں کو سنانے کے لئے ہی کال کر رہی تھی وہ مکروہ ہنسی ہنستے اماں کی طرف بڑھی

اماں سائیں۔ سنبھالیں خود کو۔ زامیہ نے ان کے پاس بیٹھتے ہمدردی کرتے کہا

یہ سب کیا ہے زامیہ۔ عالین سالار سے محبت کرتی تو میرے بیٹے کو محبت کا جھانسنہ کیوں دیا اسے برباد کیوں کر رہی ہے؟؟ اماں سائیں نے زامیہ سے استفسار کیا جس پر زامیہ نے۔ ان کو عالین اور سالار کی محبت کی جھوٹی داستان سنانا شروع کر دی

۔ اماں سائیں یونہی سر پکڑے بیٹھی اپنے بیٹے کی قسمت پر آنسو بہانے میں مصروف تھیں



اب تاج شاہ جیسے ہی آفس سے گھر جانے لگا راستے میں ہی اس کا موڈ اپنی دلربا سے ملنے کا کیا اس نے اپنی گاڑی کا رخ کیانی ہاؤس کی طرف کیا

آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ کیانی ہاؤس پہنچا جیسے ہی وہ گاڑی سے نکلا عالین کا ملازم دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھا

صاحب یہ کوریئر آیا ہے عالی بی بی کے لئے۔ ابہتاج نے مسکراتے ہوئے کوریئر لے لیا اور ٹکٹ دیکھ کر وہ ٹھٹھک گیا یہ کوریئر بیرون ملک سے آیا تھا

ابہتاج نے بھیجنے والے کا نام دیکھا تو مسکرا اٹھا وہ کوریئر سالار کی طرف سے تھا ابہتاج نے مسکراتے ہوئے وہ کوریئر کھولا اور اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی

اس کوریئر میں عالین اور سالار کی تصویریں تھیں جس میں سالار عالین کو گلے لگائے ہوئے تھا کسی جگہ سالار عالین کی کسنگ تھی

— ساتھ میں ایک خط تھا جسے ابہتاج نے کانپتے ہاتھوں سے کھولا

ڈیئر عالی

ترکی میں ہماری ملاقات کے کچھ حسین لمحات قید کیے تھے سوچا تمہیں بھی بھیج دوں بعد میں
 — کبھی موقع ملے نہ ملے — تھینکیو سوچ عالی فار سچ آ سویٹ مومنٹ

— اہتاج شاہ نے غصے سے اس خط کو اپنی مٹھی میں دبایا
 — اور جیب سے لیٹر نکال کر ان تصویروں کو آگ کی نذر کر دیا

میں تمہارے اور اپنے بیچ آنے والی ہر چیز ہر شخص کو تباہ و برباد کر دوں گا عالین اہتاج
 — شاہ — ایک غصہ اس کی آنکھوں سے عیاں تھا یوں جیسے وہ سب کو آگ لگا دے گا

وہ عالین اور سالار کی یہ قربت کڑوے گھونٹ کی طرح پی گیا — مگر اس کا دماغ بار بار
 — اسے وہ منظر یاد دلاتا رہا وہ خود پر بمشکل قابو پاتے عالین سے ملے بغیر چلا گیا



اہتاج اب خاموش رہنے لگا تھا اس نے شاہ حویلی کی بجائے اپنے اپارٹمنٹ میں رہنا شروع کر دیا تھا وہ بار بار خود کو یہ باور کراتا رہا کہ اس کی عالین اس کے ساتھ فیملی ہے وہ خط — وہ تصویریں سب جھوٹ ہیں

وہ عالین کی کال تک ریسو نہیں کرتا تھا عالین کو اس کے رویے کی یہ تبدیلی کچھ غلط ہونے کا احساس دلا رہی تھی

وہ اہتاج سے ملنے آفس آئی مگر وہ وہاں نہیں تھا وہ پریشان ہوتی اس کے اپارٹمنٹ گئی — جہاں اہتاج کے ملازم نے اس کی موجودگی کی خبر دی

عالین اس کے کمرے کی طرف بڑھی جہاں وہ اندھیرا کیے ایزی چیئر پر بیٹھا سگریٹ — سلگانے میں مصروف تھا

عالین آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اندر آئی موبائل کی ٹارچ سے اس نے سوئچ بورڈ کھنگالا اور — سامنے ہی اہتاج کو ٹوٹی بکھری حالت میں دیکھ کر وہ حیران ہوئی

ابتہاج شاہ بلیک جینز پر وائٹ روف شرٹ پہنے جس کے اوپری تین بٹن کھلے تھے اس کے سینے کے بال واضح نظر آ رہے تھے آستینیں کہنیوں تک موڑے وہ روف حلیے میں بھی — عالین کو دنیا کا حسین مرد لگا

عالین بھاگتے ہوئے اس کے سامنے زمین پر بیٹھی ابتہاج شاہ عالین کو ایک نظر دیکھنے کے بعد مکمل طور پر نظر انداز کر چکا تھا

شاہ سائیں — عالین نے محبت سے اسے پرکارا

ابتہاج جو کہ سگریٹ ایش ٹرے میں پھینکتے دوسرا سگریٹ سلگانے لگا تھا عالین نے اس کے لبوں سے سگریٹ نکال کر پھینک دی ابتہاج نے غصے سے اس کی جانب دیکھا

یہ کیا بد تمیزی ہے عالین — ابتہاج نے عالین سے سوال کیا جب عالین نے آگے بڑھتے اس کے لبوں پر اپنے لب رکھے اسے بولنے کا موقع دیئے بغیر اس کے لب بند کر چکی

تھی۔ عالین ابہتاج کے لب چوسنے میں مصروف تھی اس کے عمل میں شدت تھی جسے
 ا۔ ابہتاج شاہ نے بھی محسوس کیا،

عالین کافی دیر بعد ابہتاج سے الگ ہوئی۔ اور مخمور نظروں سے اسے دیکھتے بولی

جب ان لبوں کا جام تمہیں میسر ہے تو تم سگریٹ کیوں پیتے ہو شاہ سائیں۔؟ ابہتاج
 عالین کی بات اگنور کرتے اٹھا اور کھڑکی کی جانب بڑھا

عالین کو اس کی خاموشی مار رہی تھی اور ابہتاج کو بے وفائی۔ دونوں ایک دوسرے کی
 کیفیت سے یکسر انجان اپنے اپنے دکھ کے بارے میں سوچ رہے تھے
 عالین ہمت نہ ہارتے ہوئے ابہتاج کے پاس گئی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولی

شاہ سائیں۔ کیا بات ہے آپ مجھ سے بات کیوں نہیں کرتے؟؟ مجھ سے کوئی غلطی ہوئی
 ہے؟ پلیز مجھے ڈانسٹیں مجھے ماریں مگر مجھ سے یوں ناراضگی مت دکھائیں مجھے آپ کی خاموشی

مار دے گی پلیز۔۔۔ عالین یکدم رونے لگی جب ابہاج نے پیچھے کرتے اسے سینے میں بھیج
— لیا

عالی پلیز مرنے کی بات مت کرنا میں تمہارے بنا نہیں جی پاؤں گا۔۔۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا
ہے عالی۔۔۔ پلیز ڈونٹ لیو می الون۔۔۔ ابہاج شاہ نے اپنا ناک عالین کے ناک پر ٹکایا اور
اپنے ہاتھ اس کے بالوں میں پھیرتے بولا

عالین نے ابہاج کی طرف دیکھتے کہا

شاہ ہمارا نکاح ہو چکا ہے اب دنیا کی کوئی طاقت ہمیں نہیں جدا کر سکتی۔۔۔ عالین کے لہجے
— میں یقین بول رہا تھا اور قسمت اس کے اس یقین پر مسکرائی

ابہاج نے آگے بڑھتے عالین کو کمر سے پکڑ کر اٹھایا اور اس کے لبوں کو چومتے بیڈ پر لے
گیا ایک بار پھر دونوں ایک دوسرے کی زات میں گم اپنے لیے سکون تلاش کر چکے
— تھے

میاں بیوی کا یہ رشتہ کتنا باعث سکون ہے اس بات کا اندازہ ابتہاج شاہ کو ہو چکا تھا وہ اپنی تمام فکروں کو بھول کر اپنی بیوی کی ذات سے سکون حاصل کر چکا تھا جبکہ ایک قیامت عالین کی منتظر تھی جو اس کے اور ابتہاج کے رشتے کو ان کی محبت کو دیمک کی طرح کھانے والی تھی



شاہ کیا سوچ رہے ہیں۔؟ عالین جو ابتہاج کے کندھے پر سر ٹکائے اس کے سینے کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی ابتہاج کی خاموشی پر اس سے استفسار کیا

عالی۔ میں ہماری بیٹی کو ایک ٹریس نہیں بننے دوں گا۔ میں اس کو دنیا کی گندی نظروں سے چھپا کر رکھوں گا۔ تم دیکھنا میری بیٹی کا نصیب بہت بلند ہوگا۔ ابتہاج شاہ اپنی رو میں بول رہا تھا اور عالین کیانی اسے دیکھ رہی تھی

شاہ۔ اگر ہمارا بیٹا ہوا تو؟ عالین اور ابتہاج کا دلچسپ کام اپنا فیوچر پلان کرنا تھا

عالی مجھے پتا ہے میری بیٹی ہوگی بالکل تمہاری طرح خوبصورت ابہتاج کے لہجے میں اپنی بیٹی
کے لئے محبت تھی

میرا بیٹا ہوگا آپ کی طرح ہاٹ۔۔۔ عالین نے ابہتاج کو آنکھ دباتے کہا اس کی بات پر
ابہتاج کا قہقہہ گونجا

ہاہاہاہاہا سیریسلی۔۔۔ میرے جتنا ہاٹ نہیں ہو سکتا وہ عالی۔۔۔ ابہتاج نے عالین کی طرف
فخریہ انداز میں دیکھتے کہا
جی نہیں وہ آپ کی طرح ہی ہوگا۔۔۔ عالین نے ضدی انداز میں کہا

ابہتاج شاہ میچ لیس انسان ہے اس جیسا کوئی نہیں ہے عالی۔۔۔ ابہتاج نے محبت سے عالی
کو دیکھتے کہا
۔۔۔ عالی بھی مسکرا اُٹھی

دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ملکر کتنی ہی دیر اپنے مستقبل کے حسین خواب دیکھتے
رہے



صائمہ اور واسق کا بیٹا پیدا ہوا تھا وہ ہو ہوا بہتاج کی کاربن کاپی تھا عالین اس معصوم بچے کو
دیکھ کر خوشی سے اسے گود میں لیے بیٹھی جب زاوق منہ بسورتا اس سے بچے کو چھیننے لگا

زاومی سائیں واٹ ازدس بی ہیویر؟ عالین نے زاوق کی جانب حیرت سے دیکھتے سوال کیا

یو آرمائن — دس پلیس ازمان — وہ عالین کی گود کی طرف اشارہ کرتے بولا

ابتہاج شاہ نے عالین کی گود سے اس بچے کو اپنے ہاتھوں میں لیا وہ واقعی ابتہاج شاہ کی
— طرح تھا پیارا اور کیوٹ

— اہتاج بے ساختہ اس کے گال پر جھکا

اماں سائیں اس کا نام کیا رکھیں گے؟ واسق شاہ نے پیار سے صائمہ کی طرف دیکھتے اماں
سائیں سے پوچھا

— عزائم واسق شاہ — اہتاج شاہ نے اماں سائیں سے پہلے واسق کے سوال کا جواب دیا

عزائم — بہت پیارا نام ہے — سب سے پہلے عالین کی چمکتی آواز آئی جبے سن کر زاق
نے منہ بسورتے کہا

زاق زیادہ پیارا نام ہے — زاق کے لہجے میں جیلسی کا عنصر تھا جبے عالین نے محسوس
— کیا وہ زاق کو لے کر ہسپتال کے روم سے باہر نکلی

اور اب ایک بیچ پر بیٹھی زاق کو سمجھانے لگی

زاوی سائیں۔۔۔ یہ کیا بی ہیو بڑ ہے؟ آپ اس بے بی کو دیکھ کر اوور ری ایکٹ کر رہے ہیں۔۔۔ عالین نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا

آپ عزائم سے زیادہ پیار کرنے لگی ہیں۔۔۔ زاق نے روتے ہوئے کہا
جس پر عالین کے دل کو ایک ٹھوکا لگا وہ زاق کو گلے لگاتے بولی

آنی اس دنیا میں چاچو کے بعد سب سے زیادہ آپ سے پیار کرتی ہے زاوی سائیں۔۔۔
چاہے کچھ بھی ہو جائے یہ بات کبھی مت بھولنا آپ آنی کے جینے کی وجہ ہو۔۔۔ آنی کا سب
۔۔۔ کچھ اب تہاج شاہ کے بعد زاق حیدر ہے

یہ کہتے ہی وہ رو پڑی اور اب تہاج شاہ دیوار سے ٹیک لگائے ان دونوں کو دیکھتے بولا

ابھی سے چھوٹے سائیں کی جیلسی پیک پر ہے جب عنود آئیں گی تو آپ کے لاڈلے چچے
نے پتا نہیں کیا کارنامے کرنے۔۔۔ اب تہاج شاہ نے عالین کو چھیڑتے کہا

— یہ عنود کون ہے؟ زواق نے پہلے سوال کیا

— عنود — میری بیٹی

— اب تہاج کے لب آہستہ سے ہلے جن کو سوائے عالین کے کوئی نہ سن سکا



آج شاہ حویلی میں خوب رونق لگی تھی تمام ملازم بھاگ دوڑ کر کام کر رہے تھے کیونکہ اس گھر کے دوسرے پوتے "عزائم واسق شاہ" کا عقیقہ تھا اب تہاج ہر وقت اس بچے کو گود میں لیے بیٹھا رہتا تھا اماں سائیں اس کی بلائیں لیتے نہ تھکتی تھیں

شام کے وقت تمام مہمانوں نے آنا شروع کیا عالین کیانی ریڈ ڈریس میں بے تحاشہ خوبصورت لگ رہی تھی وہ زواق اور صائمہ سے باتیں کرنے میں مصروف تھی جب صائمہ نے اسے عزائم کا فیڈر لانے کو کہا تو عالین سر ہلاتی صائمہ کے کمرے میں گئی جب واسق شاہ کو شرٹ لیس دیکھ وہ کمرے کے دروازے کے پاس کھڑی ہو گئی

ارے عالی تم؟؟ کچھ چاہیے تھا؟ واسق شاہ نے عالی کو ڈریسنگ مرر سے دیکھتے استفسار کیا

ہاں وہ مجھے عزائم کا فیڈر لینا تھا۔ عالین نے جھجھکتے ہوئے کہا

اوہ صحیح یہ سائیڈ ٹیبل پر پڑا ہے۔ واسق نے مسکراتے ہوئے جواب دیا
وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا بالوں میں برش کر رہا تھا جب عالین اس کے پاس سے گزرتی
فیڈر اٹھانے لگی

عالین جیسے ہی فیڈر اٹھا کر مڑی کسی چیز سے ٹکرائے وہ گرنے لگی جب واسق نے اس کو
— آگے بڑھتے تھام لیا

واسق نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے سہارا دیا جب عالی کا پاؤں ایک بار پھر فرش پر
گرے آئل پر سلب ہوا اور وہ بیڈ پر جا گری واسق بھی بیلنس قائم نہ رکھ سکا اور عالین کے
— اوپر جا گرا

زامیہ جو کہ ابہتاج کے کمرے کی طرف جا رہی تھی وہ ان دونوں کو دیکھتے اپنے شیطانی دماغ کا استعمال کرتی چیخا شروع ہو گئی

یہ — یہ کیا کر رہے ہو تم لوگ — اتنا بڑا گناہ — زامیہ شاہ چیخ رہی تھی ابہتاج جو اس طرف کال سننے کی نیت سے آیا تھا سامنے کا منظر دیکھ کر شاکد ہو گیا — اس کی محبت اس کے بھائی کے بیڈ پر اس کے بھائی کے نیچے لیٹی تھی یہ منظر ابہتاج شاہ کے دل کی دنیا تہ و بالا کر چکا تھا وہ اسٹل سا کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا جب سب لوگ زامیہ کی چیخ و پکار پر کمرے کی طرف آئے تب تک عالین اور واسق خود کو سنبھالتے اُٹھے

کیا ہوا زامیہ تم شور کیوں کر رہی ہو؟ حیدر شاہ نے سوال کیا

حیدر بھائی یہ واسق اور عالین کمرے میں بدکاری کر رہے تھے — اف خدامیرا تو دل کا نپ رہا ہے — ایسے بدکار لوگ — اپنے ہی بھائی کی بیوی کے ساتھ بدکاری — زامیہ شاہ بول رہی تھی جب واسق شاہ اس الزام پر چیخ اُٹھے

یہ کیا بکواس کر رہی ہو تم زامیہ۔ اماں سائیں اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے کچھ بھی بکواس کر رہی ہے۔ آپ جانتی ہیں میں صائمہ سے محبت کرتا ہوں۔ واسق شاہ کی بات ٹوکتے ہوئے صائمہ کے والد بولے

محبت تو یہ ایکٹریس بھی تمہارے بھائی سے کرتی ہے مگر منہ ہر لڑکے کے ساتھ کالا کرتی آئی ہے۔ یہ جسم کی حوس ہے۔ یہ لڑکی محبت کسی سے کرتی نکاح کسی سے کرتی مگر اپنی پیاس بجھانے کے لئے اپنے ہی شوہر کے بھائی کے بستر کو گرم کر رہی ہے۔ صائمہ کے والد بے دردی سے بول رہے تھے جبکہ عالین کی نظریں ابہتاج کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں جو بے یقین سا کھڑا سب دیکھ رہا تھا

عالین آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ابہتاج کی طرف بڑھی اور اس کے گال پر ہاتھ رکھتی اسے اپنی طرف متوجہ کیا

شاہ۔ میرا یقین کرو یہ سب جھوٹ ہے۔ تم تو جانتے ہونا کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں تم سے بے وفائی کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ عالین نے ابہتاج کو یقین دلاتے کہا

اہتاج نے اپنے گال سے عالین کا ہاتھ ہٹایا وہ بے یقین سی اسے دیکھنے لگی

اماں سائیں میرا یقین کریں یہ سب جھوٹ ہے۔ واسق شاہ کی حالت بھی کم و بیش ایسی ہی تھی اسے اپنے لاڈلے بھائی کی بیوی کے ساتھ جوڑا گیا تھا یہ بات واسق شاہ کے حواس سلب کر چکی تھی

عالین کیانی کے گھر کے افراد خاموش تماشا بنے تھے وہ سب شاکد تھے جب عالین کی آواز سب کے کانوں سے ٹکرائی

شاہ سائیں میں فقط آپ سے محبت کرتی ہوں میرے جسم پر میری روح پر میرے دل پر فقط آپ کا حق ہے۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتی ہوں میں بدکار نہیں ہوں۔ میں بے قصور ہوں۔ عالین نے روتے ہوئے کہا جب اماں سائیں نے سب کی طرف دیکھتے اپنا فیصلہ سنایا

اگر تم سچی ہو تو قرآن پر ہاتھ رکھو گی۔ تب ہی ہم مانیں گے۔ اماں سائیں نے حکم دیا
اہتاج ان کی بات سننے پہلی بار گویا ہوا

اماں سائیں عالین قرآن پر ہاتھ نہیں رکھے گی اس مقدس کتاب کو قسمیں اٹھانے کے لئے
نہیں بلکہ تلاوت کرنے کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ میں عالین کو اس کی تمام خامی سمیت
قبول کر چکا ہوں پلیز اب اس ٹاپک کو کلوز کریں

اہتاج شاہ کی بات پر عالین نے سر اٹھایا اور اسے مشکور نظروں سے دیکھنے لگی جب وہ
اسے انور کرتا عالین کے والد سے مخاطب ہوا

میں دو دن بعد بارات لے کر آؤں گا۔ اہتاج شاہ کی بات سن کر انہوں نے سر ہلایا اور
غصے سے عالین کا ہاتھ تھامتے وہاں سے اسے لے کر چلے گئے

گھر آتے ہی عالین کے بابا نے پہلی بار اس پر ہاتھ اٹھایا

تم اتنی گندی حرکت کر سکتی ہو مجھے تم سے امید نہیں تھی عالی۔ اب دفعہ ہو جاؤ میری
— نظروں کے سامنے سے۔ وہ عالین کو کمرے میں قید کر چکے تھے

دوسری جانب اماں سائیں نے واسق شاہ کو گھر سے زلیل کر کے نکال دیا انہیں ایک بار
بھی صفائی کا موقع نہ دیا گیا۔ واسق کی بیوی صائمہ نے عالین اور واسق کی صفائی پیش کی مگر
اس کے باوجود کسی نے ان کی بات نہ سنی

واسق شاہ صائمہ ملک اور ان کے سات دن کے بیٹے عزائم شاہ کو حویلی سے دھکے مار کر
نکالا گیا۔ زامیہ شاہ جو عالین کا کردار مشکوک کرنے کے بعد بھی اسے ابہتاج سے الگ نہ
کر سکنے پر پیچ و تاب کھا کر رہ گئی وہ اپنے کمرے میں آتے ہی ہر چیز کو توڑ پھوڑ چکی تھی جب
— اس کے والد نے کمرے میں آتے اسے سہارا دیا اور اپنے ساتھ کی یقین دہانی کرائی

وہ دونوں باپ بیٹی ایک اور پلان تیار کر چکے تھے جو عالین اور ابہتاج کے رشتے کو جڑ سے
— اکھاڑ پھینکنے والا تھا



ابہتاج اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹا آج ہونے والے واقعے کے بارے میں سوچ رہا تھا آج جو ہوا اس پر وہ بہت پریشان تھا اس کا دل یہ بات ماننے کو تیار نہ تھا جبکہ دماغ بار بار اس کو ازیت میں مبتلا کر رہا تھا اس کا دماغ بار بار اس منظر کو یاد کرتا تھا

عالین نے جب اللہ کو گواہ بنایا تو ابہتاج نے اس کی گواہی پر ایمان لاتے اس پر اعتبار کیا وہ اس سے محبت کرتا تھا اس سے عشق کے مراحل طے کر چکا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ شادی کے بعد وہ عالین کو یہاں سے بہت دور لے جائے گا وہ تمام منفی خیالات جھٹکتا اپنی شادی کی تیاری میں مصروف ہو گیا

آج ابہتاج اور عالین کی رخصتی ہونا تھی حالات بہتر نہ ہونے کی وجہ سے تمام رسمیں کینسل کر دی گئیں

اس نے ہر چیز اپنی پسند سے عالین کے لئے خریدی اماں سائیں نے اس کی شادی میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا وہ عالین پر اب اعتبار کرنا بیوقوفی گردانتی تھیں

حیدر شاہ نے اماں سائیں کے فیصلے کے خلاف جاتے اہتاج کا ساتھ دیا تو اماں سائیں کو
— بھی چارونا چار بار رات لے کر جانا پڑا

بارات کیانی مینشن پہنچ چکی تھی کیانی مینشن کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا آخر کار عالین کا
تعلق ایک سیاسی گھرانے سے تھا اس کے والد کے ہائی پروفائل سٹیٹس کی وجہ سے میڈیا
بھی اس شادی کو ہائی لائٹ کرنے آیا تھا
دوسری جانب عالین کیانی جو کہ پارلر جا رہی تھی عالین جو کہ گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگائے
بیٹھی تھی اس کے چہرے پر خوشی کا نام و نشان نہ تھا اہتاج نے اسے یقین کی مہر سوہنی
— تھی مگر ایک خوف عالین کے چہرے کی رونق چھین چکا تھا
— وہ ابھی انہی سوچوں میں گم تھی جب ان کی گاڑی کو بیچ راستے میں روک لیا گیا

عالین سوچوں سے باہر منگلتی صورتحال کو سمجھنے کی کوشش میں تھی جب کچھ لوگ اس کی
گاڑی میں موجود ڈرائیور اور گارڈ کو خوب زد و کوب کرنے لگے عالین کے چہرے پر خوف تھا
وہ بھاگنا چاہتی تھی جب کسی نے اس کو پیچھے سے دبوچا اور کھینچتے ہوئے اسے گاڑی سے

نکال کر دوسری گاڑی میں پھینکا عالین مدد کے لئے پکارتی رہی مگر کوئی پرسان حال نہ

— تھا



ابتہاج شاہ جو کہ اسٹیج پر بیٹھا عالین کا منتظر تھا بار بار اپنی نظر رست واچ پر ڈالے ایک
خوبصورت مسکراہٹ اپنے لبوں پر سجائے ہوئے تھا

تمام مہمان جمع ہو چکے تھے جب عالین کے بابا پریشان حال اندر پہنچے ان کے چہرے کا
رنگ فق ہو چکا تھا

— کیا بات ہے انکل؟؟ اہتہاج شاہ اسٹیج سے اٹھتے ان کے پاس آیا اور سوال کیا

اہتہاج شاہ — وہ عالین — وہ کانپتے ہوئے بولے

کیا ہوا عالین کو کیا فی صاحب؟؟ اہتہاج نے ڈرتے ہوئے سوال کیا

عالمین پارلر نہیں پہنچی۔۔۔ وہ ہمارے منہ پر کالک مل کر بھاگ گئی۔۔۔ عالمین کے چچا کے الفاظ ابہاج شاہ پر قیامت بن کر ٹوٹے

نہیں یہ جھوٹ ہے۔۔۔ کہہ دیں کہ یہ جھوٹ ہے۔۔۔ عالی مجھ سے بیوفائی نہیں کر سکتی۔۔۔ ابہاج شاہ دیوانوں کی طرح ان سے پوچھ رہا تھا اس کے حواس کام کرنا بند ہو چکے تھے

وہ سب کو نظر انداز کرتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔ اماں سائیں کیانی صاحب کو باتیں سنا کر بار بار تیں
۔۔۔ واپس لے جا چکی تھیں
شام تک یہ خبر پورے شہر میں پھیل چکی تھی کیانی صاحب کے مخالفین نے اس خبر کو اپنے مفاد کی خاطر خوب اچھالا

دوسری طرف ابہاج شاہ سیدھا کمرے میں پہنچا اس کمرے کو اس نے خود سجایا تھا اس نے تمام ڈیکوریشن عالی کی پسند کے مطابق کی تھی مگر اس کی عالی نے اس کے ساتھ

بے وفائی کی تھی اسے رسوا کیا تھا۔ وہ اسے چھوڑ کر بھاگ گئی تھی اب تاج شاہ کو اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا

اس نے غصے میں سارے کمرے کی ڈیکوریشن اکھاڑ پھینکی۔ ایک جنون ایک غصہ تھا اس کے اندر وہ ساری دنیا کو آگ لگا دینا چاہتا تھا

اماں سائیں نے آگے بڑھتے اسے ہمت دی مگر اب تاج شاہ تو ٹوٹ گیا تھا بکھر گیا تھا۔ وہ روتے ہوئے بولا

میں نے ہر قدم پر اسے پروٹیکٹ کیا اس نے سالار کے ساتھ ایفیر چلایا میں نے معاف کر دیا اس نے میرے بھائی کے ساتھ تعلق بنایا میں نے پھر بھی اسے اپنا لیا وہ مجھے شادی کے دن چھوڑ کر چلی گئی اماں سائیں۔ وہ میری محبت کی مجرم نکلی۔ میں اس کو کبھی معاف نہیں کروں گا

ابتہاج شاہ رو رہا تھا وہ خود کو بے دردی سے نوچ رہا تھا اس رات پہلی بار ابتہاج شاہ نے
— شراب جیسی حرام چیز کو منہ لگایا تھا



دوسری جانب عالین کیانی کو اغواء کر کے ایک کوٹھے پر لایا گیا تھا جہاں اس کے ہاتھ پاؤں
باندھ دیئے گئے وہ التجا کرتی رہی کہ اسے یہاں سے نکالا جائے مگر اس پر کسی کو رحم نہ
— آیا

دو دن تک عالین کو اس کوٹھے میں رکھا گیا اس پر تشدد کیا گیا۔ دوسری جانب عالین کے
بابا اسے ڈھونڈنے کے لئے پولیس کو حرکت میں لاکے تھے مگر عالین کا کوئی سراغ نہ ملا

اس کے بابا کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ان کی بیٹی کسی کوٹھے میں دن رات تشدد کا
— نشانہ بناتی جاتی ہے



#بدکار

#ماہی_راجپوت

#قسطنمبر 17

#boldromanticnovel

#Do_not_copy_paste_without_my_permission

ابتناج شاہ ج وٹوٹی بکھری حالت میں دودن سے کمرے میں خود کو قید کر چکا تھا اماں سائیں کے فورس کرنے پر وہ کمرے سے باہر نکلا ان کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھا تھا اس کا زہن عالین کی طرف تھا وہ چاہ کر بھی اس بے وفا کو بھول نہیں پایا تھا

اس نے اس کی خیریت کی دعائیں کی تھیں۔ مگر کچھ دعائیں زمین و آسمان کے درمیان لٹک جاتی ہیں کچھ دعائیں قبولیت کی معراج پر پہنچ نہیں پاتی ہیں

وہ اس کیفیت سے نکل نہیں پارہا تھا اس کاشت سے دل چاہا کہ یہ سب ایک ڈراؤنا خواب ہو صبح اُٹھتے ہی سب ٹھیک ہو جائے وہ اپنی عالی کے ساتھ ایک دنیا بنائے گا جہاں وہ اس

کی عالی ہو اور کوئی دکھ کوئی تکلیف نہ آئے مگر افسوس — وہ خواب نہیں حقیقت تھی ایک
— تلخ کڑوی حقیقت

جس رات عالین شادی ہال میں نہیں پہنچی تھی اس سے اگلی صبح ابتہاج نے سالار کو کال کی
تھی مگر اس کا نمبر مسلسل دو دن سے بند تھا ابتہاج کو لگا کہ عالین اس کے ساتھ ہوگی مگر
اس کے باوجود وہ عالین کو اس کی تمام دوستوں کے گھر سے تمام ہوٹلز سے ڈھونڈ چکا تھا
مگر عالین کیانی کا نام و نشان نہ ملا آخر کار ابتہاج نے یہ مان لیا کہ عالین اپنی مرضی سے گئی
یے —

ابھی وہ ان سوچوں میں گم تھا جب زامیہ شاہ ان کے پاس آکر بیٹھی ابتہاج نے ایک ناگوار
— نظر اس پر ڈالی اور صوفے سے اٹھنے لگا جب اس کا ملازم اندر آیا

شاہ سائیں — باہر چلیں — جلدی سے — وہ کانپ رہا تھا ابتہاج شاہ اس کے پیچھے جیسے ہی
مین گیٹ پر پہنچا تو اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔
— سامنے ہی عالین کیانی کونشے میں دھت کوئی پھینک کر گیا تھا

اس سے پہلے کہ ابھاج شاہ اس تک پہنچا میڈیا کے لوگ وہاں پہنچ گئے۔ زامیہ شاہ مکروہ
 — ہنسی ہنستے اس منظر کو انجوائے کر رہی تھی
 اس نے ہی عالین کو ابھاج شاہ کے گھر کے سامنے پھینکنے کا حکم دیا تھا اور اب وہ ابھاج
 — شاہ کے چہرے کے تاثرات انجوائے کر رہی تھی

سات سالہ زاوق حیدر اپنی آنی کو اس حالت میں دیکھ کر شکاڈ ہوا اس نے سب سے پہلے
 — اپنی جیکٹ اتار کر عالین کے چہرے کو کور کیا

عالین کیانی جو کہ نشے میں دھت تھی کچھ سمجھنے کی کیفیت میں نہیں تھی مگر اس کے دھندلے
 — ہوتے زہن میں زاوق کا یہ عمل نقش ہو چکا تھا

چاچو پلیز ہیلپ مائی آنی۔ زاوق روتا ہوا ابھاج کی طرف التجا کرتے بڑھا مگر ابھاج اس کو
 اگنور کرتا وہاں سے چلا گیا۔ اور یہ بات زاوق حیدر کے دل پر کسی گھونسے کی مانند لگی

— اندر آتے ہی ابھاج شاہ نے کسی کو کال ملائی

— حکم شاہ سائیں۔ دوسری جانب سے بولا گیا
میرے گھر کے باہر میڈیا کے کچھ نمائندے ہیں ان سب کے ہاتھوں سے کیمرے چھین لو
اور ان لوگوں کی زبانیں بند کرواؤ۔ اگر کسی کی زبان بند نہ ہوئی تو اس کی زبان کاٹ
— دینا۔ ابھاج شاہ سفاکی سے بولا

اس کا دل عالین کی اس حالت پر کٹ رہا تھا جب وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک بار پھر
باہر آیا اور عالین کو اپنی بانہوں میں لیے زاوق کے کمرے میں لے جا کر بیڈ پر سلاچکا تھا
زاوق شاہ پوری رات اس کا سایہ بن کر اس کے ساتھ رہا بالکل ویسے ہی جیسے وہ اس کے
بیمار ہونے پر اس کا سایہ بنی رہتی



اگلی صبح عالین کو جیسے ہی ہوش آیا وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی اس نے اپنی سائیڈ پر زاق کو دیکھا تو اسے زاق کا وہ عمل یاد آیا بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑتے۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتی اماں سائیں نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کے منہ پر طمانچہ مارا۔

تمہاری جرأت کیسے ہوئی میرے گھر میں آنے کی بدکار عورت ساری دنیا کے ساتھ منہ کالا کر کے اب پھر میرے گھر پہنچ گئی۔ اماں سائیں بنا لحاظ کے بولی

اماں سائیں۔ میرا یقین کریں میں بے قصور ہوں۔ عالین نے ان کو یقین دلاتے بولا مگر۔ وہاں سن کون رہا تھا حالات عالین کے خلاف تھے

اماں سائیں نے عالین کو بازو سے پکڑ کر گھر سے نکالا

اماں سائیں پلیمز مجھ پر رحم کھائیں۔ اماں سائیں ظالم بنی بیٹھی تھی جب ڈرائیور کو اس پر رحم آیا تو اس نے عالین کو کیا فی مینشن پہنچایا

عالین کیانی کی زہنی حالت ابتر تھی وہ جیسے ہی کیانی مینشن پہنچی اس کے والد نے اسے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا۔

بابا میری بات سنیں۔ عالین نے ان سے التجا کی مگر وہ منہ موڑ چکے تھے۔

خبردار جو اپنی گندی زبان سے مجھے بابا کہا۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔ مرچکی ہو تم ہمارے لیے۔ ارے تم نے تو اب تہاج شاہ جیسے انسان کو دھوکہ دیا۔ سالار جیسے شخص کو چھوڑا۔ ہمیں پورے زمانے میں رسوا کیا تم نے۔ تمہاری وجہ سے میری پارٹی نے مجھے ٹکٹ تک نہیں دیا۔ ناؤ گیٹ آؤٹ۔ جہاں سے آئی تھی وہاں ہی دفعہ جاؤ۔ عالین کے بابا نے سفاکیت کا مظاہرہ کرتے کہا

— عالین ان کو اپنی بے گناہی کا یقین دلاتی رہی مگر وہ سننے کو تیار نہ تھے

— عالین کیانی پر اپنے ہی گھر کے دروازے بند کر دیئے گئے

ابہاج شاہ کی وہ پوری رات کانٹوں پر گزری۔ اس نے اپنے ساورسز سے عالین کے ڈرائیور کو ڈھونڈا جو کہ اس رات عالین کے ساتھ پار لگ گیا تھا اس ڈرائیور نے ابہاج شاہ کو بتایا کہ وہ عالین کو اس کی مرضی سے کلب بار پر چھوڑ کر آیا تھا وہ ابہاج سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اور پھر ابہاج شاہ نے پہلی بار عالین کیانی کو بے وفامان لیا مگر یہ دنیا جو اسے بدکار کہتی تھی ابہاج شاہ کا دل اسے بدکار ماننے کو کبھی تیار نہ ہوا



ابہاج شاہ صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھا سموکنگ کرنے میں مصروف تھا جب اماں سائیں نے اس کے سامنے کچھ پیپر رکھے

یہ کیا ہے اماں سائیں؟؟ اماں سائیں نے زامیہ کے والد کی مدد سے طلاق کے پیپر بنوائے تھے

۔۔۔ ابہاج کے سوال پر اماں سائیں گویا ہوئیں

یہ طلاق کے پپر ہیں۔ اس لڑکی نے صبح جانے سے پہلے تم سے طلاق کا مطالبہ کیا تھا
اماں سائیں ابہتاج سے جھوٹ بولتے گویا ہونیں۔ وہ عالین کو گھر سے نکالنے والی بات
— گول کر گئیں

ابہتاج شاہ کے لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ ابھری۔ وہ اماں سائیں کی طرف دیکھتے بولا

اماں سائیں۔ وہ آزاد تو ہو چکی ہے یہ فار میلیٹی بھی پوری کر دیتا ہوں۔ ابہتاج نے کانپتے
ہاتھوں سے طلاق نامے پر دستخط کیے

— وہ دستخط کر رہا تھا اور زاق حیدر یہ سب دیکھ آنسو بہا رہا تھا

عالین کیانی پورا دن کیانی مینشن کے باہر بیٹھی رہی مگر اس کا پرسان حال کوئی نہ تھا وہ
— دلبر داشتہ ہو کر رات کے وقت وہاں سے نکلی

اس کے پاس اب کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ اس کی قسمت نے بہت گندا کھیل کھیلا تھا وہ ابھی سوچوں میں گم تھی جب ایک گاڑی کی ہیڈ لائٹس نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا

گاڑی رک گئی تھی اندر سے زاوق شاہ نکلا وہ سات سالہ بچہ اپنی عمر سے بڑے کام کر رہا تھا۔

اسے ڈرائیور کے ذریعے معلوم ہوا کہ اماں سائیں نے عالی کو گھر سے نکال دیا زاوق ڈرائیور کو لیکر عالی کے بابا کے گھر گیا مگر وہاں عالی کو نہ پا کر وہ اسے ڈھونڈ رہا تھا جب وہ اسے سڑک پر مل گئی

۔ زاوق جیسے ہی عالی کی طرف بڑھا عالی وہیں بے ہوش ہو کر گر گئی

زاوق عالین کو درانی ہاؤس لے کر پہنچا۔ وہ واحد جگہ تھی جہاں اس کی آئی سیف رہ سکتی تھی۔

سالار درانی کو جیسے ہی ان حالات کی خبر شازیہ بیگم کے ذریعے پہنچی اس نے پاکستان کی
— ٹکٹ بک کروائی



— عالین کی حالت خراب تھی زواق کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے
اس نے شازیہ بیگم کو وہاں بلوایا شازیہ بیگم ان دنوں پھر سے ایکسپیکٹ کر رہی تھی انہوں
نے سالار کو عالین کی حالت کا بتایا انہیں عالین پر رحم آ رہا تھا

سب لوگ اپنی اپنی جگہ پریشان تھے جب
سالار نے صائمہ کو کال کر کے عالین کے بارے میں بتایا صائمہ واسق کے ساتھ اپنے میکے
رہ رہی تھی وہ عزائم کو گھر چھوڑتے سالار کے گھر ڈاکٹر کو لے کر پہنچی

— ڈاکٹر نے عالین کا چیک اپ کیا اور اسے ہسپتال میں ایڈمٹ کرنے کا مشورہ دیا

عالمین کو ہاسپٹل ایڈمٹ کر لیا گیا وہ پانچ دن سے ہاسپٹل تھی اس کی دماغی حالت کمزور ہو چکی
— تھی۔ وہ جیسے ہی ہوش میں آتی پچھنے چلانے لگتی

زاوق حیدر اس کی حالت پر ٹرپتا تھا۔ شاہ حویلی کے مکین اس بات سے بے خبر تھے کہ
— زاوق حیدر اپنے ننھیال میں اپنی آنی کی خدمت کے لئے رہ رہا ہے

دوسری طرف ڈاکٹر نے صائمہ کو عالمین کی پریگننسی کا بتایا اس کے لئے یقین کرنا مشکل تھا

اب کیا ہوگا بھابھی۔ میری دوست کے لئے یہ دنیا جینا محال کر دے گی۔ صائمہ نے
— شازیہ کو گلے لگاتے کہا

— صائمہ ہر ممکن دوستی کا حق ادا کر رہی تھی



سالار درانی آج جیسے ہی پاکستان پہنچا اس نے صائمہ کی کال پر سیدھا ہاسپٹل کا رخ کیا جہاں وہ دشمن جان زندگی سے مکمل ہار چکی تھی سالار کے لئے اس کی حالت دیکھ یقین کرنا مشکل ہو گیا کہ وہ اس کی زندگی سے بھرپور عالین کیانی ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اگر عالین کی یہ حالت ہے تو اس کے بھائی اس کے جگری دوست اب تاج شاہ کی حالت تو کسی دیوانے کی مانند ہوگی۔

وہ اپنے دوست کے دکھ اس کی تکلیف کو کم کرنا چاہتا تھا مگر وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ اس کا دوست تو اب ساری دنیا سے نفرت کرنے لگا تھا ہر رشتے سے اعتبار کھو چکا تھا۔

عالین کو ابھی ابھی ہوش آیا تھا جب سالار آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھا

عالی۔ سالار نے عالی کی پیشانی پر ہاتھ رکھا جب عالی نے اس کی طرف دیکھا

کیسی ہو عالی۔ سالار درانی کے لہجے میں عالی کے لئے محبت اور نرمی تھی

— میں ٹھیک ہوں۔ عالی نے آنسو بہاتے جواب دیا

عالی اتنا کچھ ہو گیا اور تم نے ایک بار بھی مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھا۔ سالار نے عالین کی طرف دیکھتے شکوہ کیا

میں جانتا ہوں عالی۔ ہمارے بیچ اب وہ رشتہ نہیں رہا مگر اس سے پہلے ہمارے بیچ دوستی — کارشتہ تھا تم نہیں جانتی عالی میں ہر اچھے برے وقت میں تمہارا ساتھ دینا چاہتا ہوں

میں جانتا ہوں کہ تم چاہتی ہو کہ میں یہاں سے چلا جاؤں مگر میرے دل کا ایک کونہ کہیں نہ کہیں یہ کہتا ہے کہ تم مجھے روک لو۔ تم مجھے اپنے سے دور مت کرو عالی۔ مگر میرے لیے تو یہ احساس ہی غلط ہے

سالار درانی ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولا اور کمرے سے باہر جانے لگا جب عالی نے اسے پکارا

سالار۔ عالی کی پکار پر اس نے مڑتے ہوئے دیکھا

تم کس یقین کی بات کر رہے ہو سالار؟ وہ یقین جس کو میں نے خود توڑا۔ تم شاید یہ نہیں
جانتے کہ ٹوٹا ہوا یقین اور ٹوٹا ہوا دل دوبارہ کبھی نہیں جڑ سکتا

میں تمہاری مجرم تھی سالار۔ مجھے دیکھو کتنی بڑی سزا مل گئی۔ میں بدکار بن گئی سالار۔ یہ
کہتے ہی عالین نے خود کو نوچنا شروع کر دیا جب سالار نے آگے بڑھتے اسے روکا اور خود میں
بھیج لیا



عالین کو جب گھر لایا گیا تو زاق شاہ نے دن رات اس کا خیال رکھا عالین کو جب اس کو ٹھے
کا منظر یاد آتا تو وہ خود کو نوچنا شروع کر دیتی اس کی حالت پاگلوں کی طرح ہو گئی
سالار نے اس کا بیسٹ سے بیسٹ سائیکیاٹر سٹ کے پاس علاج کروایا زاق شاہ عالین کی
حالت پر چپکے سے روتا تھا اس کے دل میں ابہاج شاہ کی نفرت کا بیج جڑ پکڑ چکا تھا

وہ عالین کے درد پر ٹپتا تھا اسے اس سب کا قصور وار فقط ابہاج شاہ لگتا تھا



سالار درانی کمرے میں اندھیرا کیے بیٹھا تھا جب صائمہ اس کے کمرے میں آئی وہ جو صوفے پر ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے لیٹا تھا صائمہ کے قدموں کی آہٹ پر اس نے آنکھیں کھولی
— اور اس کی آنکھوں کی سرخی کئی راتوں کے جگ رتے کی چغلی کھا رہی تھی

— صائمہ نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور سالار کے پاس بیٹھتے گویا ہوئی

اس سارے معاملے میں تم کس حد تک انوالو ہو سالار — صائمہ ملک نے سالار سے سوال کیا
— سالار جانتا تھا کہ صائمہ سے کچھ بھی چھپانا مشکل ہے

میں نے وہ تصویریں جان بوجھ کر ابھاج کو دکھانے کے لئے بھیجی تھیں صائمہ — زامیہ کی کال کے بعد مجھے لگا میں نے عالی کو غلط ہاتھ میں دے دیا
میں نے وہ تصویریں ابھاج کو دکھانے کے لئے بھیجی تھیں مجھے یقین تھا ابھاج عالی سے لڑائی کرے گا اس کو کٹھڑے میں کھڑا کرے گا مگر میرا یہ یقین ہار گیا جب مجھے اس ملازم نے — بتایا کہ ابھاج نے ان تصویروں کو آگ لگا دی

میں شاکد ہو گیا — ابھاج شاہ کے ضبط نے مجھے حیران کر دیا — میں نے وہیں سے اپنے قدم — پیچھے موڑ دیئے

سالار شاہ ندامت کے آنسو بہا رہا تھا جب صائمہ نے اس کی طرف تلخ مسکراہٹ سجائے
دیکھا اور بولی

تم نے میاں بیوی کے اس رشتے میں شک پیدا کرنے کی کوشش کی — تم نے کہیں نہ کہیں ان دونوں کو برباد کیا ہے سالار — تمہارا ضمیر تمہیں ایک پل کو سکون نہیں ملنے دے رہا جانتے ہو کیوں؟ صائمہ کے سوال پر سالار نے نفی میں سر ہلایا

کیونکہ تم نے اپنی فطرت کے خلاف کام کیا۔ یہ تمہاری فطرت نہیں تھی سالار۔ تم دینا جانتے تھے چھیننا نہیں۔ تم نے اپنے بھائیوں جیسے کزن کا سکون چھینا ہے سالار۔
— میری دعا ہے اللہ تمہارے اس گناہ پر پردہ ڈالے رکھے

صائمہ یہ کہتے ہی کمرے سے جانے لگی جب شازیہ کو دیکھ وہ ٹھٹھک گئی

— شازیہ بیگم نے آگے، بڑھتے ایک طمانچہ سالار کے منہ پر مارا

وہ جسے برباد کیا ہے ناں اسے آباد بھی اب تم ہی کرو گے سالار درانی۔ ورنہ تمہارا میرا ہر
— تعلق ختم۔ شازیہ بیگم غصے سے یہ کہتی وہاں سے چلی گئیں



سالار اور زاوق کی دن رات کوششوں سے عالین کی حالت بہتر ہو چکی تھی۔ عالین کا
— دھیان بٹانے کے لئے سالار نے اس کو ایک فلم کی آفر کی

عالمین کا کیریئر جو ختم ہو چکا تھا اسے ایک بار پھر اس کیریئر کو شروع کرنا تھا اس نے حامی
— بھر لی مگر وہ اپنی سی ایک اور کوشش اب تہاج کو منانے کی کرنا چاہتی تھی

دوسری جانب اب تہاج شاہ اماں سائیں کی ایوشنل بلیک میلنگ سے تنگ آ کر زامیہ سے
— شادی کے لئے راضی ہو چکا تھا
اماں سائیں نے اسکی شادی دھوم دھام سے کرنے کا فیصلہ کیا مگر اب تہاج نے انہیں روک
— دیا

اماں سائیں خوشیاں تو زندہ لوگ مناتے ہیں آپ کا بیٹا تو اس روز ہی مر گیا جب اس کی محبت
اسے چھوڑ کر چلی گئی۔ اب اب تہاج شاہ فقط ایک زندہ لاش کے سوا کچھ نہیں ہے

اب تہاج کے الفاظ نے اماں سائیں کو تکلیف پہنچائی

آج ابہاج کا سادگی سے زامیہ سے نکاح کر کے رخصتی کر دی گئی۔ ابہاج شاہ زامیہ کو گھر
— لا کر خود چلا گیا

پوری رات زامیہ ابہاج کا انتظار کرتی رہی مگر ابہاج نہ آیا۔ زامیہ کو اب اپنی حیثیت کا
— اندازہ ہوا وہ بیچ و تاب کھاتی رہ گئی

اگلی صبح اماں سائیں کے شور پر وہ کمرے سے باہر نکلی جہاں زاوق عالی کا ہاتھ تھامے اماں
— کے سامنے کھڑا تھا زامیہ عالین کو دیکھتے ہی غصے میں سیڑھیاں اترتی نیچے آئی

اماں سائیں پلیمز ایک بار میری شاہ سے بات کروادیں۔ میں اس کے بچے کی ماں بننے والی
ہوں۔ پلیمز اماں سائیں۔ عالین کیانی اماں سائیں کے سامنے ہاتھ جوڑے التجا کر رہی تھی
اس کی بات سنتے زامیہ کا دماغ گھوم گیا وہ فوراً کمرے میں گئی اور طلاق کے پیر نکالتی
— کمرے سے باہر آئی

تمہاری جرأت کیسے ہوئی میرے شوہر پر اتنا گھٹیا الزام لگانے کی۔ یہ کس کا گناہ تم میرے
— شوہر کے متھے لگا رہی ہو
وہ عالین پر چیخ رہی تھی

— شوہر — عالین کا دماغ یہ لفظ سننے سائیں سائیں کرنے لگا

ہاں شوہر — میرے بیٹے کی خاندانی اور پاکیزہ بیوی — زامیہ اب تہاج شاہ — تمہیں کیا لگتا
ہے میرا بیٹا تمہاری جدائی میں مجنون بنا پھرے گا — نہیں اس نے زامیہ سے شادی
کی — اسے بیوی بنا کر گھر لایا — تم اپنا یہ گند لے کر چلتی بنو یہاں سے — اماں سائیں یہ
— کہتے ہی صوفے پر جا بیٹھیں

یہ گند نہیں ہے — میرے اور شاہ کی پاک محبت کی نشانی ہے اماں سائیں — عالین کیانی
روتے ہوئے بولی جب زامیہ نے آگے بڑھتے اسے ایک تھپڑ مارا عالین پیچھے کو گری جب
— زواق نے اسے سہارا دیا

آنی۔ چلیں یہاں سے۔، زائق ایک غصیلی نظر اماں اور زامیہ پر ڈالے بولا

عالین نے جیسے ہی باہر کی طرف قدم بڑھائے اماں سائیں کی آواز نے اس کے قدم روک لیے

بدکار لڑکی۔ یہ طلاق کے پیپر لے کر دفعہ ہو جاؤ۔ حق مہر کے پیسے تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروادوں گی۔ اب اپنا گنداسا یہ بھی میرے گھر پر مت ڈالنا۔ دفعہ ہو جاؤ تم بھی اور تمہاری یہ بدکار اولاد بھی۔ اماں سائیں بے دردری سے بولی عالین نے ان کی طرف روتے ہوئے دیکھا وہ اس الزام پر چیخ اٹھی

خدا کا خوف کریں اماں سائیں۔ میرے یہ بچہ تو ابھی دنیا میں آیا ہی نہیں اور آپ نے اسے بدکار بول دیا۔ اتنی بڑی تہمت اپنے ہی بیٹے کی اولاد پر آج کے بعد میں تھو کوں گی۔ بھی نہیں آپ کے بیٹے پر آپ کی اس حویلی پر۔۔۔ لعنت بھیجتی ہوں میں آپ سب پر

۔۔۔ پھر اس نے زامیہ کی طرف دیکھتے خونخوار لہجے میں کہا

اور تم زامیہ شاہ تم نے میرے بچے سے اس کے باپ کی پہچان چھینی ہے میرا اللہ تمہیں
— کبھی معاف نہیں کرے گا

تمہیں عادت تھی میرا جھوٹا پہننے کی تم نے تو مرد بھی میرا جھوٹا منتخب کیا — یاد رکھنا زامیہ
شاہ جب جب تم اس مرد کے قریب جاؤ گی تب تب تمہیں احساس ہوگا کہ اس پر فقط عالین
کیانی کی چھاپ ہے — تم چاہ کر بھی اس کو تسخیر نہیں کر سکو گی — وہ کبھی تمہیں محبت نہیں
کرے گا زامیہ شاہ — جسٹ ویٹ اینڈ وایچ — عالین یہ کہتے ہی شاہ حویلی سے روتی
— سسکتی نکل آئی



زاوی سائیں مجھے پروڈکشن ہاؤس پہنچا دیں — عالی نے روتے ہوئے زواق سے کہا زواق
نے ڈرائیور کو پروڈکشن ہاؤس کی طرف مڑنے کا کہا

آپ کے ایک ایک آنسو کی قسم آنی میں اب تاج شاہ کو برباد کر دوں گا۔ زاق شاہ نے دل ہی دل میں عہد کیا

— کچھ دیر میں وہ لوگ پروڈکشن ہاؤس پہنچے جہاں سب نے عالین کو عزت دی

عالین کیانی کو شو بزنس کے لوگوں کی یہ بات بہت اچھی لگی کہ وہ لوگ دوسروں کو نیکی اور بدی کے پیمانے میں تولتے نہیں۔ وہاں اس فیلڈ میں اسکیڈل بننا نارمل وے میں لیا جاتا تھا اس لئے عالین کو سب نے ایسے ٹریٹ کیا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں

عالین پر اس پوزیٹو ماحول کا کافی اچھا اثر ہوا۔ وہ شاہ حویلی والوں پر لعنت بھیج کر آچکی تھی اس کی ذات پر کچھ اچھا لایا وہ برداشت کر گئی مگر اب بات اس کی اولاد کی تھی وہ اپنی اولاد کو — زمانے کے سرد گرم سے محفوظ رکھنا چاہتی تھی

وہ میک اپ روم سے باہر نکلی اور اب ڈائلاگ یاد کرتی شوٹنگ کے لئے تیار کھڑی تھی — سالار درانی بڑے غور سے اس میں چیلنج محسوس کر رہا تھا

— لائٹ — کیمرہ — ایکشن

پروڈیوسر کی آواز پر بھی اُس کی حرکت میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا — وہ اسی پوزیشن میں
— کھڑی تھی

سفید رنگت، بھورے لمبے بال جو سٹیپ میں کٹے تھے — سبز آنکھیں لمبی مری پلکیں،
لائٹ میک اپ کیے وہ کوئی اپسرا لگتی تھی — اُس کے گلابی ہونٹوں پر تل اُس کی
— خوبصورتی کو بڑھاتا تھا

وہ ڈیپ ریڈ کلر کی بیک لیس ڈیزائنر ساڑھی میں بہت ہاٹ لگ رہی تھی — سامنے کھڑا
لڑکا اُسے للچائی نظروں سے دیکھ رہا تھا مگر اُسے ان باتوں سے فرق نہیں پڑتا تھا — اگر
کوئی اور وقت ہوتا تو وہ خود اپنے جسم کے کچھ حصوں کو عیاں کرتی کیونکہ ایک وقت تھا جب
اس کا ماننا تھا کہ اُس کے دلکش سراپے کو دیکھنے کا سب کو حق ہے — مگر یہ پچھونے
— کا کسی کو نہیں

وہ اس ملک کی مشہور ایکٹریس تھی عالین کیانی۔ اسے ایک بار پھر سے شوبز کی دنیا میں اپنا
— نام بنانا تھا

عالین — عالین — عالین — پروڈیوسر کی زوردار تیسری آواز پر وہ ہوش میں آئی

تمہارا دھیان کہاں ہے عالین — اُس نے سوال کیا

عالین نے اپنا ہاتھ پیٹ پر رکھتے دکھ بھرے لہجے میں کہا

وہ اس بچے کو اپنانے کو تیار نہیں ہے — وہ کہتا ہے کہ اس گند کو ختم کر دوں —
عالین اس پروڈیوسر کی طرف دیکھتے بولی — وہ اُس کا بیسٹ فرینڈ تھا اُس کے درد کو سمجھ
— سکتا تھا

مت رو عالین — میں تمہیں پہلے دن سے سمجھا رہا تھا وہ شاہ فیملی سے تعلق رکھتا ہے وہ
کبھی بھی اپنی فیملی سے باہر شادی نہیں کرے گا — تمہارے لیے بہترین انسان فقط سالار

تھا مگر اب تاج نے تم سے شادی کی مگر یہ حالات — میں شیور ہوں شاہ فیملی کے ہی کسی
— فرد نے یہ سب کیا ہے عالی

فیملی سے باہر شادی نہیں کرتے مگر جسمانی تعلق بنا سکتے ہیں — عالین کیانی نے زہر خند
— لہجے میں کہا

جو بھی ہے عالین — غلطی تمہاری بھی ہے — جس کی سزا تمہارے اس ہونے والے
— بچے کو ملے گی

عالین تم دونوں کو رشتہ کمزیروم کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا یہ سوسائٹی اس بچے کو جائز
— ہو کر بھی ناجائز بولے گی

تم دونوں کا رشتہ دنیا والے نہیں سمجھتے عالی — دنیا والوں کی نظر میں تم ابھی اپنے باپ
— کے گھر تھی شوہر کے گھر ہوتی تو اس بچے کو قبول بھی کیا جاتا

تم جانتی یو عالی اسلام میں ولیمہ کیوں رکھا گیا؟ یہ اعلان ہے شادی کا۔ ورنہ نکاح تو بند کمرے میں بھی ہو سکتا ہے اس نکاح کو ڈکلیئر دنیا کے سامنے رخصتی اور ولیمہ کی صورت میں کیا جاتا ہے

تم دونوں نے جذبات کی رو میں بہک کر جو قدم اٹھایا ہے اس کے بعد لوگوں کا یہی ری ایکشن ہوگا

تم نے اپنے بچے کو جائز ہونے کے باوجود ناجائز کا ٹیگ خود دلوا یا ہے عالین کیانی

— پروڈیوسر کی باتیں عالین کو اس کی غلطی کا احساس دلا چکی تھیں

ہاں اس نے اب تاج شاہ سے محبت کر کے غلطی کی تھی اس نے بنا رخصتی کے اس سے — فزیکل ہو کر غلطی کی تھی اور اب اس کی سزا اس کے بچے کو ملنے والی تھی



سالار نے سوچ سمجھ کر عالین کو شادی کی آفر کی اس نے عالی کو برباد کیا تھا اب آباد بھی وہ
 — خود کرے گا — اور عالین نے صائمہ کے فورس کرنے پر اس رشتے کو ایکسپٹ کر لیا
 سب لوگ اس سے نظر پھیر چکے تھے وہ اب اپنی ممتا کے ہاتھوں مجبور ہو کر سالار سے
 شادی کو رضامند ہو گئی تھی

سالار درانی نے اپنی شادی کی خبر اخبار میں چھپوائی جبکہ وہ درحقیقت عالین کی ڈیلیوری کے
 بعد ہی اس سے نکاح کر سکتا تھا

عالین نے یہ وقت بہت مشکل اور تکلیف میں گزارا جب ایک صبح اس نے چاند سی بیٹی کو
 جنم دیا

سالار نے اس بچی کو گود میں لیتے محبت سے بوسہ دیا اور عالین سے اس کا نام پوچھا

عالین کے کان میں ابھاج شاہ کے کچھ ٹائم پہلے کہے گئے الفاظ گونجے اور اس کے لب خود
 بخود ہلے

عنود ہماری بیٹی — سالار اس کی بات پر ٹھٹکا اور پھر مسکراتے ہوئے سر جھٹکا اور عالین کا ہاتھ تھامتے بولا

— عنود سالار درانی

اہتاج شاہ تک سالار اور عالین کی شادی اور پھر بیٹی کی پیدائش کی خبر پہنچ چکی تھی ایک تلخ — مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو کر گزری

وہ پچھلے آٹھ ماہ سے گھر نہیں گیا تھا اس نے زامیہ سے نکاح کے بعد اس گھر میں قدم نہیں — رکھا تھا

— اس نے اپنے دوست کے توسط سے پھر سے بیوروکریسی میں اپنا آپ منوانا شروع کیا

اب ابہاج شاہ کی زندگی فقط اس کی جاب اور اس کا اپارٹمنٹ تھا۔ اسے دوبارہ سے وہ
بنگلہ الاٹ کر دیا گیا جو کچھ عرصہ پہلے اس نے عالین کی محبت میں بیوروکریسی جیسے فیلڈ کو
—لات مار کر کھو دیا تھا

آج آٹھ ماہ بعد وہ نشے میں دھت اپنے گھر گیا جب سب کو انور کرتا وہ سیدھا کمرے میں گیا
جہاں زامیہ شاہ صوفے پر بیٹھی کسی گہری سوچ میں مبتلا تھی

ابہاج کو دیکھتے ہی زامیہ کے چہرے پر خوف کے تاثرات تھے جنہیں وہ بڑی مکاری سے
—چھپا گئی

ابہاج شاہ اسے دیکھتے ہی صوفے پر جا کر بیٹھا اور اس کی طرف دیکھتے بولا

Remove your clothes—

—ابہاج شاہ نے یہ کہتے ہی سگریٹ منہ سے لگایا

زامیہ شاہ تو اس کے تیور دیکھ شاکد ہو گئی پھر اس کی طلب کو سمجھتے مسکراتے ہوئے
ڈریسنگ روم میں گئی اور اب ایک ریڈ ٹرانسپرنٹ نائیٹ پیس کمرے میں آئی

اور ایک ادا سے چلتی ہوئی ابتہاج کی گود میں بیٹھی جب ابتہاج شاہ نے اپنے دانت اس کی
گردن پر گاڑھے زامیہ کی چیخ نکل گئی مگر وہ ضبط کرتی بیٹھی رہی
— ابتہاج نے اس کی نائیٹ اتار کر پھینکی اور خود اسے کمر سے پکڑے بیڈ پر پھینکا

اور اب اس پر جھکا اپنی طلب پوری کرنے لگا۔ ابتہاج کے ہر عمل میں غصہ اور
بے دردی تھی وہ زامیہ کو نوچتا رہا زامیہ شاہ کو اس رات ہی احساس ہو گیا کہ وہ ابتہاج کے
— جسم کو حاصل کر چکی ہے مگر اس کے دل سے کوسوں دور ہے

یونہی وقت گزرتا رہا اور پانچ سال بعد زامیہ شاہ نے التفات کو جنم دیا۔ ابتہاج شاہ جو کہ
— ہفتے بعد گھر آتا تھا اس نے اب روز آنا شروع کر دیا

کچھ سال بعد ابھاج کی دلچسپی التفات میں بھی کم ہو گئی اور اس کے چہرے پر ایک ازیت
— رقم تھی کچھ پا کر کھونے کا غم

نوٹ : نیکسٹ ایپی 450 لائنیں پر ہی آئے گی — اور اب میں ٹارگٹ پورا کیے بغیر
— ایپی نہیں دوں گی

#بدکار

#ماہی۔راجپوت

#قسطنمبر 18_19

#boldromanticnovel

#Do_not_copy_paste_without_my_permission

سالار عالین س سے نکاح کے بعد اسے مکمل آزادی دے چکا تھا وہ عالین کا خیال بھی
رکھتا اور لوگ یہی سمجھتے تھے کہ عالین کیانی سالار کے ساتھ بھاگی تھی — سالار عالین سے

زیادہ عنود کی فکر کرتا تھا عنود کے کھانے پینے سونے کا عالمین سے زیادہ سالار کو خیال
— تھا — عنود کی اہتاج سے مشابہت کی وجہ سے سالار کو وہ سب سے زیادہ عزیز ہو گئی

سالار کو آج بھی وہ وقت یاد تھا جب وہ اہتاج سے ملنے گیا تھا مگر اہتاج نے اس سے ملنے
سے انکار کر دیا پھر بھی وہ اہتاج کا انتظار کرتا رہا مگر اہتاج شاہ ضدی تھا خود سر تھا وہ کسی
کی نہیں سنتا تھا — اس دن اماں سائیں نے سالار سے بھی ہر تعلق ختم کر دیا — سالار کا
— رشتہ درانی ہاؤس سے بالخصوص اپنی بہن سے ختم ہو گیا

وقت گزرتا گیا لوگ اس واقعے کو بھول چکے تھے مگر عالمین کیانی کے ذہن میں یہ واقعہ
آج بھی نقش تھا اکثر ماضی کی ایک چھوٹی سے یاد اسے دنیا سے غافل کر دیتی تھی وہ شدید
ڈپریشن میں چلی جاتی تھی کبھی کبھی سالار بھی اسے سنبھال نہ پاتا ایسے میں صرف زاوق حیدر
— ہی تھا جو عالمین کیانی کو اس کے ڈپریشن سے نکالتا تھا

— زاوق حیدر عنود کی پیدائش پر بہت خوش ہوا تھا اسے وہ گڑیا بہت پیاری لگی

آنی یہ میری باریبی ہے۔ زاق نے اسے پہلی نظر میں دیکھنے کے بعد یہی بولا تھا اس کی
— بات پر سالار اور عالین مسکرا اٹھے

زاوق کا اپنا بھائی سدید حیدر پیدا ہوا تو شازیہ بیگم کی خراب طبیعت کے سبب وہ ملازموں
— کے رحم و کرم پر رہا۔ زاق اپنے چھوٹے بھائی کا بھی خیال رکھتا تھا

زاوق ہر روز درانی ہاؤس جاتا تھا اس کو شاہ حویلی والوں نے کئی بار روکنے کی کوشش کی
— مگر وہ نہیں مانا اس کی ضد کے سامنے سب ہار گئے

ہانچ سال بعد عالین اور سالار کی بیٹی مریم پیدا ہوئی۔ سالار عالین کے ساتھ رشتہ کنزیوم
— کرنے کے باوجود اس کے دل و دماغ سے ابھاج کو نہ نکال سکا

اس کا بار بار ابھاج کو یاد کرنا سالار کو اس کی وہ غلطی یاد کراتا تھا جو اس نے ان دونوں کے
— رشتے کو کھوکھلا کرنے کے لئے کی تھی

عالمین پاکستان میں رہ کر اس واقعے سے نہ نکل سکی ہر وقت بدکار کا ٹیگ اسے ازیت میں
بتلا کرتا۔ سالار نے اپنی بیٹیوں کو عالمین کے ماضی سے بچانے کے لئے اس ملک کو
چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔

صائمہ اور واسق کے بعد سالار بھی انگلینڈ جا بسا۔ زاق بھی حیدر شاہ سے ضد کر کے باہر
پڑھنے چلا گیا۔
وہ وہاں جاتے ہی عنود اور مریمہ کا سایہ بن کر رہا ان دونوں کو ہمیشہ پروٹیکٹ کرتا تھا

عزائم اور زاق کی گہری دوستی تھی ان کی دوستی دیکھ کر سالار درانی کو اپنا اورا بہتاج کا بچپن
یاد آتا تھا۔

سالار درانی اپنی فیملی کے ساتھ اب ایک مطمئن زندگی گزار رہا تھا جب ایک اور طوفان ان کو
ماضی کی جانب دھکیل گیا۔

♥♥♥♥ عنود کے سکول سے کال آئی تھی جسے سننے کے بعد عالین کیانی
پریشان حالت میں زاوق کو لے کر اس کے سکول پہنچی

پر نسل آفس میں وہ بہت مضطرب حالت میں بیٹھے تھے عنود آج گراؤنڈ میں کھیلنے کھیلنے
— بے ہوش ہو چکی تھی

چودہ سالہ عنود شکل سے ہی صدیوں کی بیمار لگ رہی تھی عزائم جو اس کا ہاتھ تھامتا اسے
— پر نسل آفس لے کر آیا عنود زاوق کو دیکھتے ہی عزائم کا ہاتھ چھوڑتی زاوق کے گلے لگی

سائیں — مجھے بہت درد ہو رہا ہے سر میں — ٹیسس اُٹھ رہی ہیں — عنود نے زاوق کو
— روتے ہوئے بتایا اس کی تکلیف پر زاوق اور عزائم دونوں تڑپ اُٹھے
پر نسل نے عالین کو عنود کا ڈاکٹر سے چیک اپ کروانے کا مشورہ دیا
شام کے وقت سالار درانی عالین اور زاوق حیدر تینوں سر پکڑے بیٹھے تھے ڈاکٹر کے الفاظ
— ان تینوں کے حواس سلب کر چکے تھے

عنود کو برین ٹیو مریے۔ یہ بات کسی قیامت سے کم نہ تھی۔ عزائم جو کہ ابھی ابھی ان کے گھر عنود سے ملنے آیا وہ پندرہ سالہ عزائم شاہ سالار کے ان الفاظ پر کانپ اٹھا۔ پہلی بار اسے احساس ہوا کہ عنود درانی اس کے دل میں بڑی شان سے بستی ہے۔ پندرہ سال کی ٹین ایج میں عزائم شاہ نے محبت کی سیرٹھی پر قدم رکھا وہ بہت مشکل سے خود کو سنبھالتا اپنے گھر پہنچا۔

جہاں واسق شاہ کی حالت دیکھ وہ رو پڑا۔ اس نے جب سے ہوش سنبھالا تھا اپنے باپ کو ہوش و حواس سے بیگانہ پایا اس کی ماں ایک چھوٹا سا بزنس کرتی تھی جس سے وہ اپنی فیملی کو سپورٹ کرتی تھی۔

واسق شاہ اپنے اوپر لگی بدکاری کی وہ تہمت برداشت نہ کر سکے تھے دن رات وہ تذلیل یاد کرتے وہ زہنی توازن کھو چکے تھے۔ صائمہ نے دن رات محنت کرتے اپنی فیملی کو فائننشلی سپورٹ کیا

عزائم واٹ ہیپنڈ؟ صائمہ نے عزائم کو دیکھتے سوال کیا وہ جانتی تھی عزائم بہت سخت طبیعت کا لڑکا ہے۔ وقت اور حالات نے اسے مضبوط بنایا ہے واسق کی یہ حالت دیکھ وہ صائمہ کو ہمت دیتا تھا آج ضرور کچھ ایسا ہوا ہے جس نے اس کے بیٹے کو کمزور دل کر دیا وہ عزائم سے پوچھنے لگی

— صائمہ نے اپنے بیٹے عزائم کو اتنا اعتماد دیا تھا کہ وہ اس سے ہر بات بلا جھجھک کرتا تھا

ماما عنود ازناٹ ویل۔ ماما آئی کانٹ سی ہران دس کنڈیشن۔ اس نے روتے ہوئے اسے سب بتایا۔ جس پر صائمہ شاکڈ ہو گئی اس کی دوست کی زندگی میں ابھی اور کتنے امتحان۔ باقی تھے صائمہ ملک نے عالین کے لئے دعا کی عالین اور صائمہ کی دوستی دن بدن مضبوط اور گہری ہو گئی تھی مگر صائمہ نے محسوس کیا تھا کہ — عالین عزائم کو دیکھتے ہی ایک تکلیف سے گزرتی ہے عزائم دن بدن ابھاج کی طرح خوبرو اور دلفریب ہوتا جا رہا تھا۔ یہی وجہ تھی عالین عزائم کے ساتھ کبھی ٹھیک سے بات نہ کرتی



Brain Tumour

دماغ میں ابنارمل سیلز کی گروتھ جب حد سے زیادہ بڑھ جائے تو یہ سیلز ایک جگہ جمع ہو کر ٹیومر بن جاتے ہیں۔

— ان میں بڑی وجہ تو انفیکشن کا دماغ میں پہنچنا ہوتی ہے
ہیڈانجری اور ایکسڈنٹ، کانوں کا خراب ہونا، کانوں سے پیپ کا بہنا، سائنوسائٹس،
— انفیکشن خون کے راستے دماغ میں ٹیومر بناتا ہے

— ڈاکٹر ان تینوں کو عنود کی بیماری بتا رہا تھا اور وہ تینوں اپنی اپنی جگہ ٹرپ رہے تھے

ڈاکٹر میری بیٹی ٹھیک تو ہو جائے گی؟ اس کو کونسا اسٹیج ہے؟؟ سالار نے کانپتے ہوئے
— سوال کیا

برین ٹیومر کو اس کی گروتھ کے حساب سے گریڈ زد لے جاتے ہیں جس میں دیکھا جاتا ہے کہ یہ کتنا جلدی گرو کرتے ہیں

گریڈ ون اور ٹو نچلے درجے کے ہوتے ہیں جبکہ گریڈ تھری اور فور زیادہ بڑھے ہوئے مرض کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔
— برین ٹیومر دو قسم کا ہوتا ہے

بینائن (نون کینسر) برین ٹیومر

لو گریڈ (گریڈ ون اور گریڈ ٹو) میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ان کی گروتھ آہستہ سے ہوتی ہے اور علاج کے بعد دوبارہ کم ہی ہوتے ہیں۔

میلکنٹ (کینسر) برین ٹیومر

یہ ہائی گریڈ (گریڈ تھری اور فور) ٹیومر ہوتے ہیں جو یا تو دماغ میں ہی پیدا ہوتے ہیں یا کسی اور جگہ سے پھیل کر دماغ میں آتے ہیں۔ یہ ٹیومرز علاج کے بعد دوبارہ بڑھ جاتے ہیں۔

— اور عنود کو ٹیومر بنائے ہے — اس کا علاج ابھی سے ممکن ہے

برین ٹیومر دماغ میں موجود ٹیومر کی جگہ پر ہوتا ہے یعنی ٹیومر دماغ کے کسی حصے کو متاثر کر رہا ہے

سر میں مسلسل شدید درد ہونا، دورہ پڑنا یا جھٹکے لگنا
الٹی یا غنودگی کی کیفیت

ذہنی کیفیت میں تبدیلی جیسے یادداشت میں کمی یا شخصیت میں تبدیلی
جسم کا ایک حصہ کمزور یا مفلوج ہو جانا

دیکھنے یا بولنے میں مسئلہ ہونا

برین ٹیومر عمر کے کسی بھی حصے میں ہو سکتا ہے ان میں بچے بھی شامل ہیں

برین ٹیومر کا علاج عمر اور مرض کی کیفیت کے حساب سے کیا جاتا ہے جس میسر جری،
— ریڈیو تھیراپی اور کیمو تھیراپی شامل ہے

— ڈاکٹر انہیں اس کی بیماری کی مکمل ہسٹری بتا رہا تھا

سالار اور عالین نے عنود کا علاج شروع کروا دیا تھا مگر عنود کی حالت دن بدن بگڑتی جا رہی
تھی ایسے میں عزائم شاہ اور زواق شاہ عنود کی ڈھال بنے رہے وہ اسے سٹریس فری رکھنے
— کی کوشش کرتے

ایک دن اس کی طبیعت زیادہ خراب ہونے کے سبب وہ اسے ہسپتال لے کر گئے جب
نہ ہونے کے برابر ہے اس کا immunepower ڈاکٹر نے انہیں بتایا کہ عنود کی
— بون میرو کام کرنا چھوڑ چکا ہے

بون میرو ہمارے جسم میں خون پہنچانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور عنود کا بون میرو
— ٹیومر کے سبب کام کرنا چھوڑ چکا تھا

— ڈاکٹر نے انہیں بون میروٹرانسپلانٹ کرنے کا مشورہ دیا

بون میروٹرانسپلانٹ کے لئے پیشینہٹ کا بون میروڈونر کے بون میروسے میچ کیا جاتا ہے۔ اینڈموسٹلی کیسز میں بون میروسف فادر کا میچ ہوتا ہے۔ بہن بھائی کا بون میرو بھی میچ نہیں کرتا

مریخہ کا بون میرو عنود سے میچ نہیں کر رہا تھا اور ڈاکٹر اس بات پر حیران تھے کہ عنود کا بون — میروسالار کے ساتھ بھی میچ نہیں کر پارہا تھا

سالار سے عنود کی حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی جب اس نے ایک فیصلہ لیا اور اس کے — فیصلے نے عالین کیانی کو ایک بار پھر چودہ سال پہلے کے ماضی میں لا پھینکا

سالار میں اس شخص کے پاس نہیں جاؤں گی — عالین نے فیصلہ سنایا جب سالار اس کے فیصلے پر تڑپ اٹھا

عالمین اس حقیقت کو سمجھو ہماری بیٹی کو اس وقت فقط ایک شخص بچا سکتا ہے اور وہ اس کا
 —"باپ یے" ابھاج شاہ

سالار کے الفاظ کمرے میں داخل ہوتی عنود کے کان سے ٹکرائے اور اس رات پہلی بار
 — عنود درانی کو اپنے باپ کی حقیقت کا علم ہوا

— وہ سر پکڑتی کمرے میں آئی درود کی ٹیسیں اس کے سر سے اُٹھ رہی تھیں

— وہ مدد کے لئے چلاتی رہی جب زاووق اس کی پکار سنتا کمرے میں آیا

باربی۔ کیا ہوا؟؟ باربی سنبھا لو خود کو۔ زاووق عنود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا جب عنود
 نے بند ہوتی آنکھوں سے اسے پکارا

سائیں۔۔۔ سب نے مجھے دھوکہ دیا جن کو میں اپنا بابا سمجھتی تھی وہ تو میرے بابا ہیں ہی
 نہیں۔۔۔ سائیں میرے بابا نے مجھے کیوں چھوڑا۔۔۔ سائیں میرے بابا۔۔۔ اب تاج
 شاہ۔۔۔ اور زاق شاہ نے بہت مشکل سے اپنی عنود کو سنبھالا وہ اسے ہاسپٹل لے کر گیا
 ۔۔۔ جہاں ڈاکٹر نے اسے ایمرجنسی وارڈ میں شفٹ کیا اور اس کے لئے ڈونر ڈھونڈنے کا کہا



سالار درانی نے اب تاج شاہ کے پاس جانے کا فیصلہ کیا جبکہ عالین نے اب تاج کے پاس
 ۔۔۔ جانے سے انکار کر دیا

میں اس شخص پر لعنت بھیجتی ہوں سالار۔۔۔ میں اب مزید اس کے سامنے اپنی ذات کو
 تماشہ نہیں بناؤں گی۔۔۔ اس نے محبت کے نام پر مجھے لوٹا ہے۔۔۔ مجھے براہمنہ کر کے اپنی حوس
 پوری کر کے پھینک دیا۔۔۔ عالین کیانی چلاتی ہوئی بولی
 اس کی بات سن کر سالار نے اسے ایک تھپڑ مارا۔۔۔ عالین حیرت سے اسے دیکھتی رہی

تم عالین کیانی۔ تم۔ تم زمرہ دار ہو اس سب کی۔ اگر ابہاج تمہارے قریب آیا تھا تو تم بھی روک سکتی تھی اسے۔ مگر تم نے روکا نہیں۔ تم نے خود اسے اپنا جسم پیش کیا تھا۔ مگر یونواٹ تم عورتیں ہر بار مرد کو قصور وار ٹھہراتی ہو۔ عالین کیانی مرد اتنا برا نہیں ہوتا تمہاری زندگی کی کہانی میں مرد سے زیادہ عورتوں کا کردار تھا جنہوں نے تمہیں تباہ کیا۔
— عالین

— یکدم سالار نے عالین کو کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا

ایک بار مجھے بتا دو عالین کیانی۔ کیا تم عزائم شاہ کے عقیقہ والے دن سے لے کر اب تک ابہاج سے ملی۔؟ کیا تم نے اسے اپنی پریگنسی کا بتایا؟؟ اس روز جب تمہیں ابہاج کے گھر کے پاس پھینک کر گئے تمہیں اندر کمرے میں لے جانے والا مرد ابہاج شاہ تھا۔ تم کیا جانو عالین کیانی اگر عذاب تم نے سہا ہے تو سکون اس شخص کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ تمہارے پاس تو میں تھا صائمہ تھی زاق تھا اس شخص کے پاس کوئی نہیں تھا۔
— عالین کیانی

عالمین کیانی میں سالار شاہ اس بات کا گواہ ہوں کہ ابہتاج شاہ نے تمہیں کب کب اپنا کر عزت دی۔ اس کی جگہ کوئی بھی مرد ہوتا تو پہلی بار پر ہی ہار جاتا۔ مگر وہ ابہتاج شاہ تھا ناں۔ وہ سب سے الگ تھا یہ دنیا یہ معاشرہ بہت ظالم نکلا عالمین۔ تم دونوں کو برباد کر کے رہا یہ معاشرہ۔ مگر نہیں اب میں تم دونوں کے سیاہ نصیب اور ناکام محبت کی سزا عنود کو نہیں ملنے دوں گا۔ میری عنود کو اگر موت کے منہ سے کوئی شخص نکال سکتا ہے تو وہ ابہتاج شاہ لیے اس کے لئے میں ابہتاج شاہ کے سامنے گر کر انا بھی پڑا تو اپنا غرور اپنی۔۔۔ انا سب تہس نہس کر کے ابہتاج شاہ کے قدموں میں گر کر اپنی عنود کی زندگی مانگوں گا

یہ کہتے ہی سالار درانی عالمین کو دھکے دیتا وہاں سے چلا گیا اور ان کئی سالوں میں پہلی بار عالمین۔۔۔ کیانی کو اس بات کا احساس ہوا کہ ابہتاج شاہ تو بے قصور تھا۔ مگر ہائے یہ قسمت بھلا قسمت سے کوئی جیت سکا ہے؟

ابہتاج شاہ بڑی دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جانے کیوں اسے سالار درانی سے نفرت محسوس نہیں ہو رہی تھی اسے وہ شخص ہار ا ہوا انسان لگ رہا تھا جب ابہتاج کی حیرت کی انتہا نہ رہی سالار درانی اس کے قدموں میں بیٹھا رو رہا تھا

ابتناج کے پاؤں کو جیسے ہی اس نے ہاتھ لگایا ابتناج نے اپنے پاؤں پیچھے کر لیے

یہ کیا کر رہے ہو تم سالار۔۔؟ تمہارا دماغ خراب ہے؟ اٹھو یہاں سے۔ ابتناج نے اسے کندھے سے پکڑاٹھانے کی کوشش کی جب سالار نے اس کا ہاتھ جھٹکتے کہا

ابتناج میری بیٹی کو بچا لو۔ پلیز۔ میری بیٹی مرجائے گی۔ سالار درانی ایک ایک لفظ۔ کانپتے ہوئے بولا جب ابتناج شاہ نے اس سے استفسار کیا

تمہاری بیٹی؟ میرا تمہاری بیٹی سے کوئی لینا دینا نہیں۔ یہ کیسی باتیں کر رہے ہو۔ تم۔ ابتناج کو اس کی زہنی حالت مشکوک لگی

ابتناج میری بیٹی کو برین ٹیومر ہے اسے بون میر وچا بیٹے۔ پلیز میری بیٹی کو بچا لو۔ عنود۔ تمہاری اور عالی کی بیٹی

اور سالار کے یہ الفاظ ابہاج کی ہستی کو تہہ وبالا کر چکے تھے اسے چھت اپنے سر پر کرتا

— محسوس ہوا

آنسو اس کی آنکھوں سے ٹپکنے لگے

سالار کہہ دو کہ یہ جھوٹ ہے۔ کہہ دو کہ تم مزاق کر رہے ہو۔ کہہ دو کہ عنود میری بیٹی نہیں ہے۔ تم لوگ مجھے ٹریپ کر رہے ہونا۔ ابہاج شاہ خوفزدہ لہجے میں بولا جب سالار درانی نے اسے ساری حقیقت بتائی

ابہاج میں نے وہ تصویریں جان بوجھ کر تمیں بھیجی میرا عالی کا ایفیر نہیں تھا۔ میں نے وہ تصویریں جان بوجھ کر تمہیں بھیجی میرا عالی کا ایفیر نہیں تھا

سالار بول رہا تھا جب ابہاج نے اسے ٹوکتے کہا

مجھے اب ان باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا سالار۔ مجھے فقط یہ بتاؤ عنود میری بیٹی کیسے؟
ابہاج نے سالار سے پوچھا

سالار عالی پریگنٹ تھی اس نے تمہاری بیٹی کو جنم دیا تم بیشک ڈی این اے کروا سکتے ہو۔ سالار کی بات سننے ہی اہتاج نے ایک بیچ اس کو مارا

بکواس بند کرو اپنی۔ تمہاری جرأت کیسے ہوئی اس طرح کا مشورہ دینے کی۔ ڈی این اے کا مطلب جانتے ہو تم؟ اپنے ہی ہاتھوں اپنی اولاد کو مشکوک بنانا۔ اس کے جائز ہونے پر سوال اٹھانا۔ کم از کم اہتاج شاہ اتنا بے غیرت نہیں لے کہ وہ اپنی بیٹی کو مشکوک بنائے۔ یہ کہتے ہی اہتاج نے گہرا سانس لیا اور پھر جیب سے موبائل نکالتا کسی کا نمبر ڈائل کیا

۔ کہاں رہتے ہو تم؟ اہتاج نے نمبر ڈائل کرتے سالار سے پوچھا

لندن۔ سالار نے جواب دیا

میراجیٹ تیار کرو مجھے آج ہی لندن کے لیے جانا ہے۔ ابتناج کی بات سن کر سالار
— چونک گیا

اس پر ابھی ابھی انکشاف ہوا کہ ابتناج شاہ کا اپنا پرائیویٹ جیٹ لیے۔ وہ اس شخص
— کے رائل لائف سٹائل سے متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکا



اگلی صبح ابتناج شاہ لندن کے ایک ہاسپٹل کے پرائیویٹ روم میں بیٹھا تھا جہاں اس کی بیٹی
— عنود زندگی اور موت کی کشمکش میں تھی

آنسو متواتر اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے اپنی بیٹی کو اس حالت میں دیکھ وہ اندر سے
— ٹوٹ گیا تھا

ڈاکٹر نے ابھی کچھ دیر پہلے اس کے ٹیسٹ لیے اس کا بون میرو میچ کر گیا تھا۔ کل اس کا
— آپریشن ہونا تھا سب سے پہلے ڈاکٹر نے اس کا الکوحل بند کروایا

ایک جھکڑ اس کے دماغ میں چل رہا تھا وہ غصے کی حالت میں اس روم سے نکلا اور ہسپتال
— سے باہر نکل کر سالار کو کال ملائی

یو ریڈریس — سالار نے اس کے ایک لفظی جملے پر اپنا ایڈریس بتایا جب پندرہ منٹ بعد
اس کے اپارٹمنٹ کی بیل بجنے لگی۔ آنے والے نے بیل پر ہاتھ رکھا تھا اور ہٹانا بھول گیا
— تھا

سالار جوا بھی ابھی ہسپتال سے آیا تھا بیزار می سے دروازہ کھولا

— عالین اور زوق بھی اپنے اپنے کمرے سے باہر نکلے

— تم — سالار نے غصیلے تاثرات چہرے پر سجائے اب تاج شاہ کو حیرت سے دیکھا

ابتہاج شاہ کی نظر جیسے ہی نائٹ سوٹ پہنے عالین کیانی پر پڑی وہ ایک دم ساکت ہو گیا یہی
حال عالین کیانی کا تھا

اس کا ہاٹ کیک پہلے سے بھی زیادہ خوب و ہو چکا تھا۔ عالین کیانی اسے مسکراتی آنکھوں
سے دیکھنے لگی جب وہ ٹرانس کی کیفیت سے نکلتا اس کی جانب ایک پھڑے شیر کی طرح
بڑھا۔

۔ ابتہاج نے عالین کی گردن پکڑی اور اس کا گلہ دبائے لگا

تمہاری جرأت کیسے ہوئی بے وفا عورت مجھ سے میری بیٹی کو چھپانے کی۔ ابتہاج پر
ایک جنون سوار تھا جب زاق حیدر آگے بڑھتے اسے عالین سے الگ کرتا لیے۔ زاق
نے سرخ پڑتی رنگت چہرے پر حیرت سجائے گلے پر ہاتھ رکھے کھانستی ہوئی عالین کیانی کو
اپنے سینے میں بھینچتا اس کی پشت سہلانے لگا۔ ایک قدم اور میری آنی کی جانب اٹھا
آپ کا ابتہاج شاہ تو میں آپ کی ٹانگیں توڑ دوں گا۔ زاق حیدر نے ابتہاج سے زیادہ
غصیلے لہجے میں کہا

— توڑو۔ ہمت ہے تو توڑ کر دکھاؤ۔ تم اور تمہاری یہ سوکالڈ آئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے
 اب تہاج کی آنکھوں میں چیلنج تھا
 زاوق نے غصے میں آگے بڑھتے اب تہاج کو پیچھے کی جانب دھکا دیا اور پھر ان دونوں کی ہاتھا
 — پانی شروع ہو گئی

سالار نے آگے بڑھتے ان دونوں کو قابو کرنے کی کوشش کی مگر وہ دونوں سننے کو تیار نہ
 تھے جب عزائم کو سالار نے ایمر جنسی میں اپنے گھر بلایا اور عزائم شاہ نے زاوق کو جبکہ
 — سالار نے اب تہاج کو قابو کرنے کی کوشش کی

فارگاڈ سیک بند کریں اپنا یہ ڈرامہ۔ وہاں عنود زندگی اور موت سے لڑ رہی ہے اور یہاں
 آپ دونوں ماضی کو لے کر بیٹھے ہیں۔ عزائم شاہ نے ان دونوں کو غصیلے لہجے میں کہا جب
 — اب تہاج شاہ نے ایک بار پھر آگے بڑھتے عالین کیانی کو جھنجھوڑا

مجھے نفرت ہو رہی ہے خود سے کہ میں نے تم سے محبت کی عالین۔ تم نے مجھ سے میری بیٹی کو چھین کر بہت برا کیا ہے میرے ساتھ۔ عالین تم ایک بار مجھے بتا دیتی کہ تم میری بیٹی کی ماں بننے والی ہو واللہ یہ ابہاج شاہ تمہاری ہر جانی اور بے وفائی کو بھول کر تمہیں اپنی زندگی میں شامل کر لیتا۔ تم نے مجھ پر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ مجھ سے میری بیٹی کو چھین کر تم نے ناقابل معافی جرم کیا ہے عالین کیانی اور ابہاج شاہ تمہیں معاف نہیں کرے گا۔
— ابہاج شاہ کے لہجے کے دکھ تکلیف نے زاوق کو حیران کر دیا

— ابہاج شاہ وہاں سے جا چکا تھا مگر سب لوگ اپنی جگہ ساکت تھے

— اس سے اگلے دن ابہاج کا بون میروٹرانسپلانٹ کیا گیا اور یہ آپریشن کامیاب ہوا

عنود درانی کو چوبیس گھنٹے انڈر آبزروایس رکھا گیا جب اسے ہوش آیا تو اس نے سب سے پہلے زاوق کو پکارا مگر زاوق حیدر اور عالین کیانی دونوں وہاں نہیں تھے

ابتہاج کو سالار نے وہیں روک لیا اور ابتہاج عزائم شاہ نے عنود کو سہارا دیا مگر زاوق کی غیر
— موجودگی عنود کے دل پر اثر انداز ہوئی وہ زاوق سے ناراض ہو گئی

زاوق حیدر ایک رات پہلے پاکستان چلا گیا جہاں آکر اسے زامیہ شاہ کے زیرِ یغے معلوم ہوا کہ
— ابتہاج شاہ نے عالین کیانی کو کوٹھے پر بھیجا تھا

ایک نئی داستان شروع ہونے والی تھی انتقام اور نفرت کی آگ — بے حسی اور بے وفائی
کی داستان — اب قسمت فیصلہ کرنے والی تھی کہ اصل بدکار کون تھا —؟؟

— نیکسٹ اپی 400 لائنس پر ہی آئے گی اینڈ دس ازمانی لاسٹ وارنگ

#بدکار

#ماہی_راہپوت

#قسط نمبر 20

#boldromanticnovel

#Do_not_copy_paste_without_my_permission

زاق حیدر کے لئے یہ بات ناقابل یقین تھی کہ اس کا چاچا اس کی آنی سے محبت کا دعوے دار فقط اس سے جان چھڑوانے کے لئے عالین کو کوٹھے جیسی بدنام زمانہ جگہ پہنچا سکتا ہے۔ اس کے دل میں ابہاج شاہ کی نفرت اور اس سے انتقام کی ایک چنگاڑی۔
— جل اُٹھی جو سب کچھ رکھ کر دیئے والی تھی

زاق حیدر نے التفات سے دوستی کا رشتہ استوار کیا اسے وہ معصوم لڑکی بہت اچھی لگنے لگی یہاں تک کہ وہ عنود درانی کو بھول بیٹھا اس کو کبھی بھولے سے عنود اور اسکی حالت کا خیال
— نہ آیا

عالین کیانی نے اس سے کئی بار بات کرنے کی کوشش کی مگر وہ اسے بھی انور کرنے لگا جب ایک روز عالین کے بار بار فورس کرنے پر اس نے ابہاج شاہ کی تمام حقیقت عالین
— کے سامنے بیان کر دی

وہ جانتا تھا کہ اب اس کی آنی ایک اور صدمے سے گزرے گی اس کو اس صدمے سے
— نکالنے والا کوئی نہیں ہوگا مگر وہ کڑوا گھونٹ بھرتا یہ سچ عالی کے گوش گزار کر چکا تھا

زاوی تم جھوٹ بول رہے ہوناں —؟ میرا ابتہاج ایسا نہیں کر سکتا — وہ مجھ سے عشق
— کرتا تھا زاوی — وہ مجھے زلیل و رسوا نہیں کر سکتا

— عالین نے زاوی کی نفی کرتے کہا مگر زاوی اپنی بات پر قائم رہا

دوسری جانب ابتہاج اور عزائم کی کوششوں سے عنود بہتر ہونے لگی تھی اسے سالار
— سکندر نے سب حقیقت بتائی جسے سننے کے بعد عنود بہت روئی

ابتہاج شاہ عنود کے قدموں میں بیٹھا اس سے معافی مانگ رہا تھا وہ دنیا کو جوتے کی نوک پر
— رکھنے والا — ساری دنیا سے لاپرواہ شخص اپنی بیٹی کے سامنے ہار گیا

عنود درانی تو ابہاج شاہ کی شخصیت سے متاثر تھی وہ شخص اس کا باپ تھا اس کے پاس آگیا
— تھا اسے نئی زندگی خدا نے بخشی تھی وہ ابہاج شاہ کو معاف کرتی اس کے سینے سے لگی

ابہاج شاہ دو ماہ عنود کے ساتھ رہا اسکی ہر خواہش پوری کی اس کے ساتھ زندگی سے بھرپور
— دن گزارے

— عنود درانی بھی اپنے تمام رشتوں کو ابہاج کے ساتھ رہتے فراموش کر چکی تھی

پاپا — عنود چمکتی ہوئی نک سک سے تیار کمرے میں آئی جہاں ابہاج شاہ صوفے پر بیٹھا
— کسی گہری سوچ میں مبتلا تھا

پاپا — عنود نے ابہاج کے سامنے چٹکی بجائی جب ابہاج ہوش میں آیا اور اس کی طرف
دیکھتے مسکرا اٹھا

عنودا بہتاج کی مسکراہٹ دیکھ ایک ٹرانس کی کیفیت میں اسے دیکھتی رہی اور پھر ہوش میں آتی اس سے مخاطب ہوئی

پاپا— مجھے ماما اور بابا سے ملنے جانا ہے ان کے اپارٹمنٹ— ان کی پریشی کے بغیر میں پاکستان نہیں جاسکتی— عنود نے بہتاج سے کہا وہ بہتاج کی خواہش پر پاکستان جانے والی تھی مگر وہ سالار اور عالی کی مرضی کو بھی مقدم رکھتی تھی

یس شیور— بلکہ میں تمہارے ساتھ جاتا ہوں— بہتاج فوراً سے تیار کھڑا ہوا عنود اس کی ہمراہی میں سالار کے اپارٹمنٹ پہنچی جہاں سالار نے ان دونوں کو خوش دلی سے ویلکم کیا—

عنود کے دل میں سالار سکندر کے لئے ایک الگ مقام تھا وہ اس شخص کی احسان مند تھی— مگر بہتاج شاہ کے لئے عنود کے دل میں جو احساس تھے وہ ہر رشتہ سے بڑھ کر تھے

عنود سالار سے ملنے کے بعد عالین سے ملی جو بکھری حالت میں اپنے کمرے سے نکلی اور
 ابہاج شاہ کو دیکھتے ہی اس کے لبوں پر ایک زخمی مسکراہٹ بکھری۔ سامنے کھڑا یہ
 —خوبرو مرد ایک وحشی درندہ تھا یہ بات عالین کیانی کا دل چاہ کر بھی نہ مان رہا تھا

—ماما۔۔۔ عنود اس کے گلے لگی مگر عالی کی نظر ابہاج کی طرف تھی
 ماما۔ میں پاپا کے ساتھ کچھ ٹائم کے لئے پاکستان جانا چاہتی ہوں۔۔۔ عنود کے منہ سے لفظ
 پاپا سن کر عالین کیانی چونک اُٹھی

تو تم جیت گئے ابہاج شاہ۔۔۔ چھین لیا نہ مجھ سے میری بیٹی کو۔۔۔ عالین غصیلے انداز میں
 بولی

—دیکھو عالی۔۔۔ شی از یور ڈاٹر
 شی از اور ڈاٹر۔۔۔ میری سالار سے بات ہوئی ہے اس کی رضامندی سے میں عنود کو لے
 کر جا رہا۔۔۔ عنود چھٹیوں میں میرے ساتھ رہے گی میں بھی اس سے ملنے آتا رہوں گا۔۔۔ عنود

کی بھی یہی مرضی ہے وہ ہم دونوں کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ ابہاج شاہ بول رہا تھا
جب عالین کیانی نے ایک طمانچہ اسے مارا

بکواس بند کرو ابہاج شاہ۔ یہ تمہاری بیٹی نہیں ہے۔ یہ صرف میری بیٹی ہے عالین
کیانی کی بیٹی۔ تم جیسے دلال کو میں اپنی بیٹی نہیں دے سکتی۔ وحشی جانور کب اپنی بیٹی
کا سودا کر دے تم سے کچھ بعید نہیں

یہ کیا بکواس کر رہی ہو تم؟؟ تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے سائیکو عورت۔ خبردار جو اپنی
گندی زبان سے میری بیٹی کے لئے یہ الفاظ نکالے۔ ابہاج شاہ بھی شیر کی طرح
دھاڑا۔ دو محبت کرنے والے آج ایک دوسرے کے مقابل تھے۔ دونوں کی
آنکھوں میں ایک دوسرے کے لیے نفرت تھی۔ غصہ تھا۔ ایک شکوہ تھا بیوفانی اور
نارسانی کا۔ دونوں ہی ضد پر آچکے تھے۔ عالین کیانی کو زائق کے وہ الفاظ یاد آئے تو
وہ ابہاج کو کندھوں سے پکڑتی بولی

نکلویہاں سے۔۔۔ عالین کیانی اسے دھکا دیتے گھر سے نکالنے لگی جب عنود کی آواز پر عالی کے قدم تھم گئے

رک جائیں ماما۔۔۔ ڈونٹ یو ڈیر دس اگین ماما۔۔۔ عنود عالین کے سامنے کھڑی ابہتاج کی ڈھال بنی تھی اس نے انگلی سے عالین کو وارننگ دی مگر عالین تو اس کے انداز پر ٹھٹھک گئی۔۔۔ وہی غرور۔۔۔ وہی غصہ۔۔۔ وہی ہٹ دھرمی۔۔۔ وہی سر پھراپن۔۔۔ جو اس کے باپ ابہتاج شاہ کی شخصیت کا خاصہ تھا۔۔۔ عنود چلتی پھرتی ابہتاج شاہ کا دوسرا عکس تھی۔۔۔ عالین نے ایک فیصلہ لیا اور عنود کی طرف دیکھتے بولی

تم جس شخص کی طرف داری کر رہی ہوناں یہ شخص تمہاری نفرت کے قابل ہے عنود۔۔۔ عنود اس شخص نے مجھے محبت کا جھانسہ دیا میرے جسم کے ساتھ کھیلتا رہا اپنی حوس مٹانی اور جب اس کا دل بھر گیا اس نے پلاننگ کر کے مجھے میری شادی کے دن اغوا کروایا اور مجھے کوٹھے جیسی غلیظ جگہ پر پہنچایا جہاں میرے جسم میری روح کو دو دن تین رات چھلنی کیا گیا۔۔۔

عالمین کیانی یہ بولتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ابتہاج شاہ پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹے اتنا بڑا الزام — فقط اپنی انا کی تسکین کے لئے اس کی دلربا اس کی جناب من اس کی زندگی اس کی محبت عالمین کیانی اتنا بڑا الزام اس پر لگائے گی ابتہاج شاہ کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا —

عالمین کا یہ انکشاف اور وہیں عنود درانی کی ذات کا غرور چھلنی ہو گیا — وہ بے یقینی سے — ابتہاج کی طرف دیکھنے لگی

ابتہاج نے عنود کو یقین دلانے کی کوشش کی جب عنود نے اس سے پوچھا

وائے —؟ وائے یوڈوڈس؟؟؟ ابتہاج شاہ کو لگا عنود اس کو صفائی کا موقع دے گی مگر عنود تو اسے کٹھرے میں کھڑا کر چکی تھی

عنود یہ عورت جھوٹ بول رہی ہے — عنود میں نے کچھ نہیں کیا — سالار — سالار تم تو حقیقت جانتے ہو پلیز عنود کو بتاؤ ناں ایسا کچھ نہیں ہے — ابتہاج نے سالار کو اپنا گواہ بنانے کی کوشش کی

قسمت نے سالار کو ایک موقع دیا تھا ابھاج اور عالی کی غلط فہمیاں دور کرنے کا۔۔۔ عنود کو اس کا باپ لوٹانے کا۔۔۔ ابھاج شاہ کو جینے کی وجہ اس کی عنود دینے کا۔۔۔ مگر دوسری جانب یہ سب چھین کر اسے عالین ملنے والی تھی عالین کے دل میں ابھاج کے لئے فقط۔۔۔ نفرت

اور سالار درانی نے گھاٹے کا سودا نہ کیا اس نے سارا الزام ابھاج پر ڈال کر اسے عالین اور۔۔۔ عنود کی نظر سے گرا دیا

زندگی بھر ریس کے میدان میں ابھاج شاہ اسے ہراتا تھا فیئر اور ان فیئر۔۔۔ آج اس نے۔۔۔ ان فیئر ہو کر ابھاج شاہ کو ہرا دیا زندگی کے امتحان میں۔۔۔ محبت کے امتحان میں

لوگ فقط موقع کے انتظار میں ہوتے ہیں اور یہ موقع سالار درانی کو ملا تو اس نے اپنا فائدہ۔۔۔ سوچا

ابتہاج شاہ ساکت کھڑا قسمت کا یہ ہیر پھیر دیکھ رہا تھا

— اس کا دوست اس کی محبت دونوں نے اسے اس کی بیٹی کی نظر سے گرا دیا تھا

آؤٹ — آئی سیڈگیٹ آؤٹ — عنود نے ابتہاج کو باہر کی جانب دھکیلتے اسے شٹ
— اپ کال دی جب ابتہاج شاہ اپنی ہستی کا غرور مٹاتا عنود درانی کے پاؤں پڑا

عنود یہ جھوٹ بول رہی ہے — عنود پلیمز میرے ساتھ چلو — عنود میں مرجاؤں گا آپ
کے بغیر — پلیمز بیٹا اپنے پاپا پر رحم کھاؤ — ابتہاج شاہ عنود کے قدموں میں بیٹھا رو رہا تھا

اسے عالین اور سالار کی نہیں اسے اپنی اولاد کی پرواہ تھی وہ اپنی بیٹی کی نظروں میں گرنا نہیں
— چاہتا تھا اسے اس بات کی پرواہ نہ تھی کہ سالار اور عالی اسے کیا سمجھتے ہیں

عنود سے اپنے باپ کی یہ حالت نہ دیکھی گئی وہ وہاں سے اپنے کمرے کی طرف بھاگی
 ابہاج شاہ اس کے پیچھے گیا مگر وہ تب تک روم لاک کرتی وہیں دروازے سے اپنی پشت
 — ٹکائے روتی ہوئے نیچے بیٹھنے لگی

— دوسری جانب ابہاج شاہ دروازہ ناک کرتا رو رہا تھا

پاپا — پاپا پلیز یہاں سے چلے جائیں — مجھے مزید گھنگار مت کریں اپنا — پاپا میں میری ماما
 کے ساتھ کیے ظلم پر آپ کو معاف نہیں کر سکتی مگر میں آپ کو تکلیف بھی نہیں دے
 — سکتی — چلے جائیں یہاں سے — آج سے عنود آپ کے لئے مر چکی

ابہاج شاہ کو عنود کی آواز میں چھپے درد نے ایک اذیت میں مبتلا کیا وہ چیختا رہا چلاتا رہا مگر
 — عنود کو اس پر رحم نہ آیا

اس دن ابہاج شاہ کے دل میں سالار اور عالی کے لئے نفرت پیدا ہوئی — اسے لگتا تھا کہ
 عالی نے جان بوجھ کر اس کی بیٹی کو چھینا ہے — عالی کیانی ابہاج کو اپنا گھنگار سمجھتی تھی

اور زائق حیدر ابہاج سے بدلہ لینے کی خاطر نت نئے منصوبے سوچنے لگا۔ سب لوگ اپنے اپنے مدار میں گھوم رہے تھے مگر ان کی نظر دوسرے کے مدار پر تھی۔ سب لوگ — زامیہ کے پچھائے جال میں پھنس چکے تھے

عالمین کیانی نے پاکستان آتے ہی سیاست میں قدم رکھا اور ایک سال کی انتھک محنت کے بعد وہ اپنے بابا کی طرح پارٹی ٹکٹ ملنے پر الیکشن لڑی اور جیت کی صورت میں وہ اسمبلی میں بیٹھنے لگی۔ اس کے پاس ہائی پروفائل بیک گراؤنڈ تھا سیاسی داؤ پیچ اس نے اپنے بابا سے سیکھے تھے

سالار درانی کو اس کی سیاسی ایکٹیویٹیز پسند نہ تھی وہ جانتا تھا کہ عالی کا مقصد ابہاج شاہ کو برباد کرنا ہے سالار اس وقت سے ڈرتا تھا جب ابہاج شاہ کی بے گناہی کا علم عالمین کو ہوگا عنود — کو ہوگا تو یہ دونوں عورتیں خود کو معاف نہیں کر پائیں گی

— کہیں نہ کہیں وہ ابہاج شاہ کے قہر سے ڈرتا تھا

زاق شاه نے عالین کی خواہش پر فورسز جوائن کی جلد ہی وہ اپنی زہانت اور ٹیلنٹ سے
پاکستان آرمی کا

— حصہ بن گیا

عالین کیانی کے لئے اس کی محبت آج بھی وہی تھی جنونی — اور اس محبت کا گواہ شاہ حویلی
— کا ہر مکین تھا

شاہ حویلی میں رہتے رہتے زاق حیدر بھی روایتوں میں بندھ چکا تھا اس کے اندر ایک غرور
تھا اپنی ذات کا — اس کے اس غرور کو عالین کیانی اپنے طنز و طعنوں سے چکنا چور کر دیا
— کرتی تھی

— زاق حیدر عالین کے ساتھ آرگیو کرتے اکثر ہار جایا کرتا تھا

دوسری طرف لندن میں مقیم عزائم واسق شاہ کی تو بات ہی منفرد تھی
— عزائم شاہ کی پرسنالٹی میں دن بدن نکھار آنے لگا

اسے سالار درانی نے شوبزنس میں متعارف کروایا اور بیس سال کی کم عمر میں عزائم شاہ ایک
— سوشل میڈیا انفلوئنسر اور ماڈل بن چکا تھا

کمال کی پرسنالٹی تھی عزائم شاہ کی — عزائم شاہ نے ماڈلنگ کے ساتھ اپنا کیریئر شوبزنس میں
بھی تلاش کیا — اس نے صائمہ ملک کے چھوٹے سے شوبزنس کو اپنی مہارت سے اپنی
— زہانت اور متاثر کن شخصیت سے آسمان کی بلندیوں پر پہنچایا

— چھبیس سال کی ینگ ایج میں وہ ایک مشہور شوبزنس ٹائیکون بن گیا تھا

عنود درانی کی زندگی بھی بہت بدل چکی تھی اس نے پہلے پڑھائی پر فوکس کیا — وہ آج بھی
— اب تہاج شاہ کی خیریت کی دعائیں کرتی تھی

اس نے اب تہاج کی خواہش پر ایم بی بی ایس کیا اس کا گریجویشن میں لاسٹ ڈے تھا جب اس
کی انسٹاگرام اسٹوری کے ریپلائی میں اب تہاج شاہ نے اسے میسج کیا

_____ تھینکیو فار میکنگ می پراؤڈ

_____ عنود کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اب تہاج شاہ اسے سٹاک کرے گا

عنود نے کانپتے ہاتھوں سے لاگ آؤٹ کیا رات پوری اس نے اضطراب میں کاٹی صبح اُٹھتے
_____ اس نے ایک فیصلہ لیا

بابا _____ ماما _____ میں شوبزنس جوائن کرنا چاہتی ہوں _____ عنود کے اس اچانک فیصلے پر سالار
حیران ہوا جبکہ عالین کو کوئی حیرت نہ ہوئی

لیکن بیٹا آپ تو اسپیشلائزیشن کرنا چاہتی تھی سالار نے عنود کو سمجھانے کی کوشش کی

شوبزنس _____ مطلب شوبزنس _____ عنود کے ٹھوس لہجے کے سامنے وہ ہار گیا اور پھر عنود
درانی نے اب تہاج شاہ کو زچ کرنے کے لئے شوبزنس میں قدم رکھا جلد ہی وہ اپنی خوبصورتی
_____ اور وقار کے ساتھ بہترین اداکارہ بن گئی

عنود کے پاکستان واپس آنے پر زاق حیدر کی ساری ضد یکسر ختم ہو گئی وہ عنود کی ناراضگی
— دور کرتا اس کے قریب سے قریب تر ہو گیا تھا



درا فی ہاؤس کی صبح کا یہ منظر بہت دلکش تھا سالار درانی اپنی بیوی اور بیٹیوں کے ساتھ بیٹھا
— ناشتہ کرنے میں مصروف تھا جب ایک ملازم نیوز پیپر لے کر آیا

سالار کا دھیان ناشتہ کی بجائے نیوز پیپر کی طرف تھا جب عالین نے اس کی پلیٹ سے
ٹوسٹ اٹھا کر سالار کے لبوں کی طرف بڑھائے سالار نے مسکراتے ہوئے اپنا منہ کھولتے
— بانٹ لیا

عالین عنود اور مریحہ سے بالکل لاپرواہ ہو کر سالار کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلا رہی تھی جب
— کہ سالار اس کے اس قدر بولڈ اسٹیپ پر حیران اور شافی ہوا

ہاہاہاہاہاہاماما۔۔۔ بابا ان رومانٹک نہیں بڑھے ہو گئے
— بھاگنے کی کوشش کی

ہاہاہاہاہاہاماما۔۔۔ بابا ان رومانٹک نہیں بڑھے ہو گئے ہیں۔ یہ کہتے ہی مریحہ نے وہاں سے
— بھاگنے کی کوشش کی

سیریل سیلی۔۔۔ بڑھا۔۔۔ یہ کیا بول کر گئی تمہاری بیٹی۔؟ اسے ابھی بتاتا ہوں میں۔۔۔
— سالار درانی مریحہ کے پیچھے گیا مگر تب تک وہ گھر سے جا چکی تھی
وہ جیسے ہی ڈانٹنگ ایریا میں واپس آیا عنود کو بالکل

عنود۔ بیٹا۔ واٹ ہسپتال؟ سالار نے عنود کو مخاطب کیا

عنود جوان سب سے بے خبر بیٹھی اس شخص کے بارے میں سوچ رہی تھی جو ہر رات اس کے کمرے میں آتا تھا، سالار کی آواز پر خیالوں کی دنیا سے باہر نکلی۔

نتھنگ بابا۔۔۔ عنود نے مسکراتے ہوئے سالار سے کہا

— شیور؟ سالار نے یقین دہانی چاہی

پرسنٹ شیور بابا — وہ سالار کے گال پر لب رکھتی اپنے کمرے میں آئی اور اس کا 100
دل بہت بے چین تھا

— اس نے وضو بناتے جائے نماز پچھائی اور کسی کی خیریت کی دعا کرنے لگی

وہ جانتی تھی ہر رات ایک شخص اس کے کمرے میں آتا ہے اسے دیکھتا رہتا ہے — وہ
اس شخص کی بے لوث محبت پر حیران تھی — دو دن سے وہ نہیں آیا تھا اور اب عنود درانی
— اس کی خیریت کی دعائیں کرنے لگی

کافی دیر بعد وہ اٹھی اور اب اپنے موبائل کی گیلری میں ایک فولڈر اوپن کیا — وہ محبت سے
— ان تصویروں کو دیکھنے لگی

دنیا کے سب سے حسین مرد ہیں آپ۔۔۔ وہ دل ہی دل میں یہ بولتی وہ فولڈر آف کر چکی
تھی۔۔۔



عالین کیانی جو کہ اپنی گاڑی میں بیٹھی باہر کے مناظر دیکھنے میں مصروف تھی اسکی نظر اخبار پر
پڑھی تو وہ پڑھنے لگی۔

۔۔۔ جب ایک ہیڈ لائن پر اس کی نظر پڑی تو اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا

پولیس مقابلے میں ایک مشہور صحافی کی موت کی خبر۔۔۔ عالین کیانی کے لئے یہ خبر شاکہ
کرنے والی تھی وہ جانتی تھی اس صحافی نے عنود اور زاق کے اسکینڈل کی خبر کو ہوا دی تھی

۔۔۔ ایک خیال آتے ہی اس نے وہ اخبار مٹھی میں بھیچا

اور ڈرائیور کو گاڑی کا رخ موڑنے کا حکم دیا۔ آدھے کھنٹے بعد وہ اپنی منزل پر تھی گاڑی
— سے اترتے ہی اس نے بے نیازی سے قدم بڑھائے

سیڑھیوں پر چڑھتی اس کی ہیل کی ٹک سے لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ
سب کو نظر انداز کرتی ایک چوکیدار سے بولی

مجھے آئی۔ جی! بہتاج شاہ سے ملنا ہے۔ چوکیدار نے عالین کی بات سنتے اسے سر سے
پاؤں تک دیکھا اور پھر بولا

صاحب۔ بنا اپوائنٹمنٹ کے کسی سے نہیں ملتا۔ اس شخص کے صاف انکار پر عالین کو
غصہ آگیا

تم جانتے ہو میں کون ہوں؟؟ عالین کیانی اس ملک کی جانی مانی سیاستدان۔ عالین کیانی
— کے لہجے کے غرور پر وہ شخص ہنسا

اوبی بی صاحب۔ تم تو کیا اگر صدر بھی آجائے تو اس کو بھی میرا شاہ سائیں بنا اپوا نمٹمنٹ کے نہیں ملے گا۔ عالین کیانی تو اب تاج شاہ کے شاہانہ ٹھاٹ بھاٹ پر حیران ہوئی جب۔۔۔ اب تاج شاہ اپنے کیبن سے باہر نکلا تو عالین کو دیکھ کر چونکا

آنے دواسے اندر۔۔۔ اب تاج شاہ کی بارعب آواز پر وہ دونوں چونکے اور عالین اس آدمی کو انور کرتی اندر آئی

کیبن میں قدم رکھتے ہی عالین کیانی مڑی اور اب تاج شاہ کے کالر سے اسے پکڑ لیا عالین کیانی کی گرفت میں اتنی شدت تھی کہ اب تاج شاہ کی شرٹ کا بٹن ٹوٹ گیا

آتے ساتھ ہی اپنے ہاٹ کیک پر جھپٹ گئی ہو تم۔۔۔ تھوڑی دیر بیٹھو باتیں کرو۔۔۔ اب تاج شاہ نے اس کے بال چہرے سے ہٹائے اور کان کے پیچھے کیے

عالین اس کی زومعنی بات پر اور پھر اس حرکت پر سرخ پڑ گئی۔۔۔ عالین نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر نظر ہٹانا بھول گئی۔۔۔ اب تاج شاہ کے اتنے قریب کھڑی تھی وہ فقط ایک ہاتھ

کا فاصلہ۔ وہ اس فاصلے کو پاٹنا چاہ رہی تھی اس کا دل شدت سے چاہا کہ وہ اسکے گلے لگ کر کچھ پل زندگی کے جی لے مگر اس کے دماغ نے اسے ڈپٹا۔ اسے باور کروایا کہ اب اس شخص کی چاہ تم پر حرام ہے عالین کیانی۔ تم سالار کی بیوی ہو اب تہاج شاہ تمہارے لیے شجر ممنوعہ ہے۔

عالین یکدم اس ٹرانس سے نکلی اور اب تہاج سے بولی

ثابت کیا کرنا چاہتے ہو تم؟ بہت بڑی چیز ہو تم؟ جب چاہو گے کسی کو مار دو گے؟ کیوں مارا اس صحافی کو؟ عالین نے اب تہاج سے سوال کیا اس کی بات پر اب تہاج کے لب مسکرا اُٹھے اور وہ ایک ایک قدم عالین کی طرف بڑھتا جبکہ عالین اپنے قدم پیچھے کی جانب موڑ رہی تھی جب ٹیبل کے ساتھ اس کی کمر لگی

اب تہاج شاہ نے عالین کے ارد گرد اپنے بازوؤں کا جال بنایا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتا ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولا

جو بھی گندی نظر میری عنود کی طرف اٹھے گی میں ان آنکھوں کو نوچ لوں گا۔ جو بھی قدم میری عنود کی طرف اٹھیں گے میں ان ٹانگوں کو توڑ دوں گا۔ جو بھی شخص میری عنود کو تکلیف دے گا میں اس کی سانسیں روک دوں گا۔ موت کو بھی میں نے اپنی عنود تک پہنچنے سے پہلے شکست دی تھی تم انسان کیا چیز ہو۔ میری عنود میری زندگی ہے میرا سکون۔۔۔ میں اپنے سکون کو مجھ سے چھیننے والوں کی ہستی مٹا دوں گا

اس صحافی کے بعد اگلی باری اس عورت کی ہے جس نے میری بیٹی کو اذیت پہنچانے کی کوشش کی۔ اس کے بعد تمہاری اور تمہارے اس دو غلے کھسم کی جہنوں نے مجھ سے میری بیٹی کو چھینا۔ اینڈون مور تھنگ چھوٹے ساہیں سے کہنا کہ عنود سے دور رہیں۔۔۔ ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ وہ میرے کبھی قریبی ہوا کرتے تھے

اب تہاج شاہ نے یہ کہتے ہی عالین کے پاس سے ہٹے گلاس وال کی طرف رخ کیا

اب تم جاسکتی ہو۔۔۔ اب تہاج شاہ کی بات پر عالین چونک اٹھی

کیونکہ یہ وہ اہتاج تھا ہی نہیں جس نے اس روز، عالین کی تنہائی کا فائدہ اٹھاتے بدتمیزی کی تھی جانے کیوں عالین کا دل اس شخص کو صحیح مان رہا تھا۔ وہ ڈبڈباتی نظروں سے اسے دیکھتے وہاں سے چلی گئی



سالار درانی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا کمرے میں آیا جہاں اندھیرہ کیے عالین کیانی سو رہی تھی۔ نانٹ بلب کی روشنی میں اس کا دلکش سراپہ سالار کو مدہوش کر رہا تھا

سالار نے آگے بڑھتے بیڈ پر بیٹھتے عالین کو اپنے حصار میں لیا
سالار کے لب عالین کے کندھے پر چمکتی نانٹی کی سٹرپ پر تھے جو آہستہ آہستہ کھسک رہی تھی

سالار۔ چھوڑیں نیند آرہی ہے مجھے۔ عالین نے سالار کو ڈپٹتے کہا

ابھی اڑادوں گا تمہاری نیند۔ سالار نے بہکتے ہوئے کہا

ہر وقت رومانس سوچتا ہے تمہیں۔۔۔ عالین بھی اس کے لمس پر محل اُٹھی تھی پھر بھی اپنی
—سی ایک کوشش کرنے لگی اسے روکنے کی

ابھی صبح کسی کو میرے ان رومانک ہونے کی شکایت تھی۔۔۔ سالار نے عالین کو چھیڑتے
کہا

اور پھر ایک ہی جست میں اس کا رخ بدلا اور اس کو پیٹ کے بل لٹاتا خود اس کی کمر پر اپنے
—لب رکھے ہاتھ اس کے سینے پر ٹکائے مدہوش ہونے لگا

عالین جو سالار کو روکنے کی کوشش میں تھی اپنی نائی سرکتے دیکھ خود بھی بہکنے لگی اور خود
—کو سالار کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا

بدکار #

ماہی۔ راجپوت #

قسط نمبر 21 #

#boldromanticnovel
#Do_not_copy_paste_without_my_permission

سورج کی کرنیوں چاروں طرف پھیلی تھیں پردے کی اوٹ سے کمرے میں آتی روشنی کی
چھن چھن سوتی ہوئی عنود کی آنکھوں پر پڑی تو وہ آنکھیں مسلتی جاگی اور ایک انگڑائی لیتی بیڈ
سے اٹھی

اس نے ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑے ہوتے اپنے بالوں کو ایک کچر میں سمیٹا اور غور
سے اپنا چہرہ دیکھنے لگی پھر کسی خیال کے تحت اس کی آنکھیں چمکیں

وہ جلدی سے واشروم کی طرف بڑھی اور تھوڑی دیر بعد فریش ہو کر واشروم سے نکلی۔
سفید رنگ کے ہاتھ گاؤن میں اس کا جسم بہت دلکش لگ رہا تھا کمرے میں داخل ہوتے
میرزا وق کی نظر جیسے ہی عنود پر پڑی تو وہ مسمرانہ سا اسے دیکھنے لگا

خود پر میجر زاوق کی نظروں کی تپش محسوس کرتے عنود نے نظریں اٹھا کر دروازے کی جانب
دیکھا تو میجر زاوق کو اپنی طرف ایکسرے کرتی نظروں سے دیکھتے پا کر وہ شرم سے لال
— ہو گئی

اس کا یہ نکھرا نکھرا دلکش سراپہ اور گیلی زلفیں میجر زاوق کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھیں
میجر زاوق تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھا اور کمر سے پکڑے اسے اپنے قریب کیا عنود
— کسی کچی ڈور کی مانند اس کے سینے سے جا لگی

میجر زاوق نے ٹھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا اور اپنے لب اس کے ہونٹ کے
— پاس بنے تل پر رکھے

تم جانتی ہو دلبر سائیں مجھے سب سے زیادہ جیلیسی تمہارے ہونٹ کے قریب بنے اس
مول کے نشان سے ہو رہی ہے — انہیں تمہارے اتنے قریب نہیں ہونا چاہیے تھا —

تمہارے قریب رہنے کا پہلا اور آخری حق میرا ہے زاق حیدر شاہ کا۔ میجر زاق کی
— بات سن کر عنود کے چہرے پر لالی بکھری

وہ زاق کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی مگر میجر زاق تو اور ہی رنگوں میں تھا
میجر زاق نے عنود کو دیوار سے پن کیا اور اب اس کی گردن پر بنے مول کو اپنے ہونٹوں کی
— گرفت میں لیا

سائیں۔ اس سے پہلے کہ عنود کچھ بولتی میجر زاق کے ہاتھ اس کے کندھوں سے ہاتھ
گاؤن سرکانے میں مصروف تھے اور عنود میجر زاق کے لمس پر ٹپتی اب کچھ بولنے کی
— پوزیشن میں نہیں تھی

کافی دیر تک عنود کی گردن اور کندھوں پر جھکا زاق شاہ عنود سے الگ ہوا اور اس کے
گاؤن کی ناٹ میں اپنی انگلیاں الجھائی عنود کی سانسیں تیز ہونے لگیں اسے کچھ سمجھ نہ آرہی
تھی کہ وہ کیا ری ایکشن دے یکدم عنود نے زاق کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے خود سے دور
— کیا

اور بھاگتے ہوئے ڈریسنگ روم میں چلی گئی اور دروازے سے اپنی پشت ٹکائے اپنی سانسوں کو نارمل کرنے لگی جبکہ زاوق بد مزہ سا ہوا بیڈ پر لیٹ گیا جب اس کی نظر عنود کے موبائل پر پڑی تو زاوق عنود کے موبائل سے چھبٹ چھاڑ کرنے کا ارادہ لیے فون چیک کرنے لگا جبکہ فون آن کرتے ہی پاسور ڈمانگ رہا تھا

میجر زاوق نے بہت سے پاسور ڈٹرائے کیے مگر رانگ پن کا نوٹیفیکیشن اس کا منہ چڑانے لگا۔

زاوق نے کچھ سوچتے ہوئے عالین سالار اور اپنا نام ٹرائے کیا مگر پاسور ڈان کریکٹ ہوا۔

میجر زاوق نے غیر ارادی طور پر "اہتاج" لکھا اور اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب موبائل آن ہو گیا اور سامنے ہی گیلری میں ایک فولڈر اہتاج شاہ کے نام کا تھا جس میں اس کی تصویریں تھیں۔

— میجر زاوق غصے میں فون پھینکتا کمرے سے چلا گیا



عنود کافی دیر بعد کمرے سے نکلی اور ڈائننگ ایریا میں سب کے ساتھ بیٹھے زاوق کو دیکھ کر
— مسکرائی اٹھی

— زاوق نے ایک نظر عنود کی طرف دیکھا اور پھر ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گیا

عالین کو زاوق کی خاموشی ٹھٹھکنے پر مجبور کر چکی تھی مگر وہ اس سے بعد میں پوچھنے کا ارادہ کیے
سالار کی طرف متوجہ ہوئی

زاوی سائیں ہمیں انوائٹ کرنے آیا ہے سنڈے کو انہوں نے ایک پارٹی رکھی ہے میجر کا
رینک ملنے کی خوشی میں — عالین کیانی نے سب کو بتایا جبکہ میجر زاوق ناشتہ کرنے میں
مصروف تھا گویا اس سے زیادہ اہم کام

— اس کے لئے کوئی نہیں تھا

واؤڈیٹس گریٹ — پارٹی — مریحہ کی چمکتی آواز پر سالار نے اسے ہاتھ کے اشارے سے
— خاموش رہنے کو کہا

ہم شاہ حویلی بالکل بھی نہیں جا رہے — سالار نے یہ کہتے ہی نیپکن سے منہ صاف کیا

آپ سے کس نے کہا کہ پارٹی شاہ حویلی میں ہے؟؟ پارٹی پی سی میں ہوگی — ایم آئی رائٹ
— مائی بوائے۔؟؟؟ عالین نے سالار کی بات کا جواب دیتے زاق سے یقین دہانی کروائی

آپ کبھی غلط ہو ہی نہیں سکتی آئی — میجر زاق نے جوس کا گلاس منہ سے لگاتے کہا

عنود کو زاق کا نظر انداز کرنا اچھا نہیں لگا مگر وہ کچھ دیر پہلے والی اس کی حرکت کا سوچتے شرما
— گئی — اپنے بال کان کے پیچھے اڑتے وہ زاق کی طرف متوجہ ہوئی

سائیں۔۔۔ عنود کی پکار پر زاق نے اسکی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولا

جی باربی۔۔۔ عنود کے ہارٹ نے اس کے اندازِ مخاطب پر ایک بیٹ مس کی۔ وہ سب کے سامنے اسے باربی جبکہ تنہائی میں دلبر سائیں کہنے کا عادی تھا اور عنود کو اس کے انداز سے محبت تھی

سائیں۔۔۔ ہم نہیں آسکیں گے۔ ہماری شوٹنگ ہے اس روز۔ عنود نے بہانہ بنایا۔۔۔ درحقیقت وہ شاہ حویلی کے مکینوں کو فیس کرنے سے گھبرا رہی تھی

کم آن باربی۔۔۔ نوائیکسیوزس۔۔۔ وہ دن میری زندگی کا سب سے خاص دن ہوگا مجھے اپنی ڈریم گرل کو دنیا کے سامنے متعارف کروانا ہے آپ نہیں ہوں گی تو یہ سب فلاپ ہو جائے گا۔

۔۔۔ زاق نے عنود سے ضدی لہجے میں کہا اس کی بات سن کر عنود مسکرا اٹھی۔۔۔ اوکے۔۔۔ عنود کے ایک لفظی جملے پر زاق مسکرا اٹھا

— زاق چیر کسکاتے اٹھا اور آگے بڑھتے عالین کی پیشانی پر بوسہ دیا

اب چلتا ہوں میں — اپنا بہت زیادہ خیال رکھنا آپ — میجر زاق نے عالین کو ہدایت کی
— اور پھر عنود پر ایک نظر ڈالے وہاں سے چلا گیا

عنود دھڑکتے دل سے کمرے میں آئی اور اس کے پیچھے ہی مریحہ بھی کمرے میں داخل ہوئی
— اور عنود کو پیچھے سے ہگ کیا

فائنلی وہ آپ کو پروپوز کرنے والے ہیں — دنیا کے سامنے — آپ میں بہت ایکسٹنڈ
ہوں وہ جب آپ کو اپنی حویلی والوں کے سامنے عزت دیں گے — کتنا خوبصورت لمحہ
— ہوگا۔ وہ آپ کی ذات کو معتبر کریں گے — مریحہ یہ کہتے ہی عنود کے گلے لگی

اچھا مجھے یہ بتائیں آپ اسپیشل ڈے پر کیا پس رہی ہو —؟ مریحہ نے عنود سے الگ
ہوتے اس کی وارڈروب کھولی

— اور اس کی وارڈروب سے ڈریسز نکالے چیک کرنے لگی

عنود مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگی

— میرو — عنود نے مریحہ کو پکارا

— کیا وہ ڈے میرے لیے اسپیشل ہے؟؟ عنود نے مریحہ سے پوچھا

اوویزیلی آپنی — میجر زاوق حیدر اپنی ڈریم گرل یعنی آپ کو دنیا کے سامنے انٹروڈیوس کروا
— رہا اس سے بڑھ کر کوئی خاص دن ہو سکتا بھلا؟؟ مریحہ نے خود ہی اس سے سوال کیا

اس کی بات پر عنود نے آگے بڑھتے ایک ڈریس نکالا اور بولی

مجھے یہ کسی نے گفٹ کیا تھا اور کہا کہ اسے کسی خاص دن پر پہنوں۔۔۔ عنود بولتے بولتے رک
— گئی جب مریحہ نے اس سے استفسار کیا

— آپنی یہ ڈریس کس نے بھیجا تھا؟؟ مریحہ نے عنود کی طرف دیکھتے پوچھا

میرے پاپا نے۔۔۔ عنود کے الفاظ سن کر مریحہ مسکرائی۔۔۔ اور ان کے کمرے کی طرف
— آتی عالین کیانی کا دل دھڑکا

آپ ان کو یاد کرتی ہیں؟؟ مریحہ نے عنود سے استفسار کیا

یاد ان کو کیا جاتا ہے جن کو ہم بھول جاتے ہیں۔۔۔ کچھ لوگ، کچھ تاریخیں، کچھ واقعات، کچھ
باتیں ہمارے دل پر نقش ہوتی ہیں اور ایسے ہی میرے پاپا ان کے ساتھ گزرا وقت، ان کی
— باتیں میرے دل پر نقش ہیں میرے۔۔۔ میں چاہ کر بھی ان سے فرار حاصل نہیں کر سکتی

وہ ہر رات یہاں آتے ہیں اس چیمبر پر بیٹھ کر لکھنؤں مجھے دیکھتے رہتے ہیں۔ ان کے لئے مجھے دیکھنے سے زیادہ اہم کوئی کام نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مجھے ان کی موجودگی کا علم نہیں ہوتا میں ان کی اس بے لوث محبت سے لاعلم ہوں مگر وہ غلط سمجھتے ہیں۔

میروان کے قدموں کی آہٹ سنتے ہی میں خود کو کسی مضبوط حصار میں محسوس کرتی ہوں۔ وہ جتنی دیر یہاں بیٹھتے ہیں ناں مجھے لگتا کوئی دکھ کوئی تکلیف میرے پاس بھی نہیں آئے گی۔ میں وہ بے بس بیٹی ہوں جو چاہ کر بھی ان کے سینے لگ کر رو نہیں سکتی۔ اور جب میں صبح اُٹھتی ہوں تو میں یہاں تنہا ہوتی ہوں اور میرا تاریک نصیب۔ مجھے ڈسٹی کر بنا کر یادیں

عمود یہ کہتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی جبکہ عالین کیانی پر ایک کے بعد ایک انکشاف۔ بہت کٹھن تھا۔

وہ اپنے قدموں کو گھسیٹتی اپنے کمرے میں گئی۔ اس نے اب فیصلہ کر لیا تھا اس سے پہلے کہ اب تاج شاہ اس کی بیٹی کو اپنا اسیر کر لے عالین۔ کیانی نے اسے برباد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

— جبکہ قسمت عالین کے ان ارادوں پر مسکرائی



مریچہ جیسے ہی اپنے کمرے میں آئی اس کا فون رنگ کرتے کرتے بند ہو گیا، — اس نے فون چیک کرنے کا تکلف کیے بنا ہی اپنا رخ ڈریسنگ مرر کی طرف کیا — اور اپنے چہرے پر گولڈن ماسک لگائے ایزی چیمیر پر بیٹھ گئی

اس کا فون دوبارہ سے رنگ کرنے لگا جب اس نے مسٹر ٹھر کی "انکمنگ کال دیکھ کر مسکراتے ہوئے فون اٹھایا"

— دوسری جانب سدید شاہ کا اسے دیکھتے ہی قہقہہ گونجا

اومانی گاڈ۔ ریا۔۔۔ از دس یو؟ 🤔 🤔 😊 🤔
مریحہ درانی خاموشی سے بیٹھی
— رہی

— سدید شاہ کافی دیر تک ہنستا رہا جب مریحہ نے کال بند کرتے اپنا منہ دھویا

— اور کمرے میں آتے ہی دوبارہ سے کال ملائی

ہاں بولو۔۔۔ مسٹر ٹھہر کی۔ اتنے دانت کیوں نکل رہے ہیں؟ فسٹ ٹائم کسی لڑکی کو فیشن
— کرتے دیکھا ہے؟ مریحہ نے سدید کو ٹوٹو کتے کہا وہ اس کی بات پر مسکرایا

Henseprove

— تمہاری خوبصورتی کا راز یہ بیوٹی کریم ہیں
سدید نے ہنستے ہوئے کہا

مریحہ نے منہ کے زاویے بگاڑے

جی نہیں میرے پاس خوبصورتی اور ہائینس میری ماما کی طرف سے ملی ہے مجھے اینڈ کولینس
ٹیلنٹ دوسروں کو انڈرسٹینڈ کرنے کی ایبلٹی میرے بابا کی طرف سے ملی ہے۔ مریحہ
نے مسکراتے ہوئے فخریہ انداز میں سدید کی جانکاری میں اضافہ کیا

سدید اس کی بات پر دل سے مسکرایا اور بولا

ریا۔ میں اپنے لالہ سے تمہارے بارے میں بات کرنے والا ہوں تم بھی اپنے پیرنٹس
سے بات کرو۔ میں جلد ہی تمہیں لیگی اپنے نام کرنا چاہتا ہوں۔ سدید شاہ نے مریحہ
سے بات بدلتے کہا اس کی بات پر مریحہ کا دل دھڑکا

۔ اوکے میں بات کرتی ہوں۔ مریحہ نے سدید سے کہا

بلکہ یوں کرو تم مجھے اپنے ڈیڈ سے ملو۔ سدید نے مریحہ سے ایک اور فرمائش کی مریحہ نے
۔ سر ہلاتے اس سے ادھر ادھر کی باتیں کیں اور پھر کال بند کر دی

وہ کچھ سوچتے ہی کمرے سے نکلی اور ٹی وی لاؤنج میں نیوز دیکھتے سالار کے پاس جا کر بیٹھی۔

وہ عالین کو سدید کے بارے میں تھوڑا بہت بتا چکی تھی۔ سالار سکندر نیوز دیکھ رہا تھا جبکہ عالین کیانی اس کے پاس بیٹھی موبائل پر اسکراننگ کرنے میں مصروف تھی جب مریحہ درانی ان دونوں کو گلا کھنکھارتے اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔

ماما۔ بابا۔ مجھے آپ دونوں سے ایک بات کرنی۔ عالین جانتی تھی مریحہ کیا بات کرنے والی ہے مگر وہ پھر بھی اسے آنکھیں دکھاتی ڈپٹنے لگی مگر وہ مریحہ ہی کیا جس پر عالین اور سالار کی کسی گھوری کا اثر ہو۔

ہاں بولو بیٹا۔ سالار نے ریوٹ سے ٹی وی کا والیوم میوٹ کیا۔

مریحہ سالار کے پاس صوفے پر بیٹھی اور اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور کونفیڈنٹ سے بولی

بابا— آپ نے ہمیں اتنا اعتماد دیا ہے ناں کہ ہم آپ سے اپنی ہر بات شیئر کر سکیں۔ مریحہ نے سالار سے بات کا آغاز کیا

— یہ آپ مجھے بتا رہی ہیں؟ یا پوچھ رہی ہیں۔ سالار درانی نے مریحہ سے استفسار کیا

بابا— میں اپنی بات کا آغاز کر رہی
— مریحہ کی بات پر سالار مسکرایا اور اس کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھا

— ٹیل می ایچ اینڈ ایوری تھنگ
— سالار نے مریحہ کو ہمت بندھائی

بابا وہ ایک لڑکا ہے ٹھہر کی۔ آئی مین سدید۔ بابا وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا اور میں بھی اس سے شادی کرنا چاہتی۔ آپ پلیز اس سے مل لیں

مریچہ نے سالار کو بتایا سالار مریچہ کی بات سن کر شکوہ ہوا اور پھر اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے
 بولا

— تمہاری طبیعت تو نہیں خراب؟؟ سالار نے پریشانی سے مریچہ سے پوچھا

بابانو— آئی ایم اوکے— پلیز بابا ٹرائی ٹوانڈر سٹینڈمی— وہ بہت اچھا ہے آپ کو مل کر
 — خوشی ہوگی وہ پسند آئے گا آپ کو

بیٹا آئی ایم ایون شیور کہ وہ مجھے پسند آئے گا بٹ مجھے ابھی آپ کی شادی نہیں کرنی سولنے کا تو
 سوال ہی پیدا نہیں ہوتا— یہ کوئی عمر ہے شادی کرنے کی ابھی تو آپ پڑھ رہی ہیں—
 — پہلے اسٹڈیز تو کمپلیٹ کر لیں آپ
 — سالار نے مریچہ کو انکار کرتے کہا

ڈیٹ— میں نے کب کہا کہ مجھے ابھی ہی شادی کرنی ہے آپ پہلے سدید سے ایک بار مل
 لیں— شادی تو بعد کی پلاننگ— ماما آپ ہی سمجھائیں نہ بابا کو

مریخہ نے عالین کو گھسیٹتے کہا

ماما کیا سمجھائیں گی مجھے۔ ماما آپ مریخہ کو سمجھائیں ابھی ان کی شادی کی عمر نہیں ہے اینڈ
ویٹس اٹ۔ سالار نے ٹھوس لہجے میں کہا

اچھا ایک منٹ میں سمجھاتی ہوں۔ آپ کو جم نہیں جانا تھا۔ عالین نے سالار سے استفسار
کیا

۔۔۔ اومانی گاڈ میں تو اس سے باتوں میں بھول ہی گیا۔ سو پہلے اسٹڈیز پھر سدید پھر شادی

سالاریہ کہتے ہی صوفے سے اٹھا جب مریخہ نے اس کا ہاتھ تھامتے اسے روکا

آپ میری اتنی سی بات نہیں مانیں گے بابا؟ مریخہ کے لہجے میں مایوسی کا عنصر تھا جسے
محسوس کرتے وہ آگے بڑھتا اسے سینے سے لگا چکا تھا

میرو۔ اگر آپ چاہتی ہو تو ٹھیک ہے اس سے مل لوں گا میں۔ اسے دو دن تک گھر
 بلاؤ۔ مگر شادی ابھی نہیں کرنی میں نے آپ کی۔ سالار نے یہ کہتے ہی اس کے سر پر
 ہاتھ پھیرتے باہر کا رخ کیا۔

مریحہ خوشی سے عالین کے گلے لگی اپنے کمرے میں آئی اور سدید کو ساری بات
 بتائی۔ سدید نے بھی اسے اوکے کا سائن دیا۔



میجر زاق جیسے ہی اپنے اپارٹمنٹ پہنچا تو اندھیرا دیکھ کر وہ کچھ سوچتے ہوئے اپنے کمرے کی
 طرف بڑھا جب کچن سے آتی کھٹ پٹ کی آوازیوں پر وہ اس طرف متوجہ ہوا۔

سودا ہینڈسم ہیرواز ہیئر۔ میجر زاق کی چمکتی آواز سن کر کچن میں کام کرتے عزائم شاہ کے
 لبوں پر مسکراہٹ بکھری وہ آگے بڑھتا میجر زاق کے گلے لگ

— آئی ریٹلی مسڈیو بڈی — عزائم نے زواق کے کان کے پاس سرگوشی کی

مس یو ٹو بڈی — زواق نے اس کے کندھے کو تھپکتے کہا

سواہ واز یور فلائٹ — میجر زواق نے عزائم سے پوچھا — عزائم کل رات ہی پاکستان
— آیا تھا ایئر پورٹ سے اسے سدید نے ریسو کرتے ہی اسے زواق کے اپارٹمنٹ پہنچایا

— پریٹی گڈ — عزائم نے یہ کہتے ہی فریج کی طرف رخ کیا

تم خود کام کیوں کر رہے؟ یہ ملازم کہاں مر گئے — زواق نے اونچی آواز میں کہا جس پر
عزائم نے اسے ٹوکا

میں فسٹ ٹائم کنگ نہیں کر رہا زواوی — اینڈ پلےز چیچ یور ٹون — کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ تم
بھی شاہ حویلی کے مکینوں کی طرح گھمنڈی ہو گئے؟ انسانوں کو انسان نہیں سمجھتے تم؟
عزائم نے اسے ٹوکتے کہا

جس پر زاق نفی میں سر ہلاتا کچن سے جانے لگا اور پھر پیچھے مڑتے عزائم کی طرف دیکھتے
 بولا

میں انسانوں کو ان کی اوقات میں رکھنا سیکھ چکا ہوں عزائم۔ اس دنیا میں سب سے بے
 اعتبار اور دھوکہ باز یہ انسان ہیں جنہیں اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے۔ مجھے سوائے اپنی
 آنی کے باقی کسی رشتے کسی انسان کسی خاندان کی پرواہ نہیں۔ زاق یہ کہتے ہی اپنے
 کمرے میں چلا گیا

کسی چیز کی حد سے زیادہ زیادتی زہر بن جاتی ہے مجھے ڈر ہے جد سے زیادہ عالین آنٹی کی محبت
 اور ابھناج چاچو کے لئے نفرت تمہیں زہر خند نہ کر دے زاوی سائیں۔ عزائم فقط دل
 ہی میں سوچ سکا



لالہ — لالہ — لالہ — سدید شاہ جوا بھی ابھی اپا رٹمنٹ پہنچا تھا ایکساٹمنٹ سے چلاتے
ہوئے اس کے کمرے کی طرف بڑھا

زاق جو کہ صوفے پر بیٹھا کسی گہری سوچ میں مبتلا تھا اس کی آواز پر ہوش میں آیا

ارے چھوٹے تم — بہت خوش لگ رہے ہو — میجر زاق نے آگے بڑھتے سدید کو گلے
— لگایا

لالہ بات ہی ایسی ہے آپ بھی سنیں گے تو خوش ہو جائیں گے — سدید نے جھومتے
ہوئے کہا

رکیں ناں عزائم لالہ کو آنے دیں — سدید نے عزائم کا انتظار کرتے کہا جب عزائم
کمرے میں آیا اور اسے دیکھتے ہی زاق بولا

— لو عزائم سائیں آگئے — اب بتاؤ کیا بات ہے

ہاں چھوٹے بتاؤ تو بات کیا ہے۔، عزائم نے آگے بڑھتے سدید کے کندھے پر ہاتھ رکھا

لالہ۔ آئی ایم ان لو۔ لالہ بہت اچھی لڑکی ہے شی از آپر نسز۔ شی از آوٹ آف دا
ورلڈ۔ مجھے یقین ہے آپ دونوں کو وہ پسند آئے گی۔ سدید نے ایکساٹمنٹ سے
بتایا۔

۔ اور اگر پسند نہ آئی تو۔ میجر زاوق نے اس سے سوال کیا

اگر پسند نہ آئی تو۔ نو۔ نو ایسا ہو ہی نہیں سکتا وہ بہت اچھی ہے لالہ۔ بہت پسند
آئے گی آپ کو۔ سدید نے یقین سے کہا تو وہ دونوں مسکرا اٹھے

او کے ہم جاتے اس کے گھر رشتہ لے کر کیا خیال ہے عزائم؟؟ میجر زاوق نے عزائم سے
پوچھا

ابھی تو کل میں نے ملنے جانا ہے اس کے پیرنٹس سے۔ پھر آپ کو لے جاؤں گا۔ سدید نے ان کو ساری بات بتائی جس پر وہ دونوں ہنستے ہوئے اس کی خوشیوں کی دعائیں کرنے لگے۔ زاق کے وہم و گمان میں نہ تھا کہ اس کی چھوٹی بہن مریم ہی سدید کی ریا ہے



آج سدید شاہ سالار سے ملنے اس کے گھر آنے والا تھا عنود اور مریم نے ملکر کنگ کی تھی۔ عالین نے زاق کو بھی بلوایا تھا

سالار درانی اپنے کمرے میں ٹائی کی ناٹ ٹھیک کرنے میں مصروف تھا ایک عجیب سی جھنجھلاہٹ میں مبتلا تھا عالین کیانی ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی تیار ہو رہی تھی

ابھی چھوٹی بچی ہے وہ پڑھائی بھی نہیں مکمل ہوئی اس کی۔ یہ کوئی عمر ہوتی ہے شادی کی۔ عالین؟ کب سے کہہ رہا ہوں رک جاؤ رک جاؤ مگر میری کوئی بات سنتا ہی نہیں

سالار بول رہا تھا اور قدم بڑھاتا عالین کی طرف بڑھا

یہ مجھے تم لوگ اس میٹنگ میں کیوں لے کر جا رہی ہو؟ میں کیا کروں گا وہاں جا کر؟ سالار نے عالین سے استفسار کیا عالین نے اسے دیکھتے کہا

میٹنگ کا پروگرام تو تم نے بنایا تھا۔ عالین نے مسکراتے ہوئے کہا

دیکھو سالار تم میرے باپ ہو آج نہیں تو کل یہ دن آنا ہی تھا۔ سالار نے عالین کو ٹوکتے کہا

ہاں تو آجائے گا ناں یہ دن بھی۔ مگر چار پانچ سال بعد جب وہ بڑی ہو جائے گی۔ آئی ہیو چیئرمائی مائنٹ۔ سالار نے اکتاتے ہوئے کہا

سالار تم نروس ہو رہے ہو۔ ہا ہا ہا ہا ہا سیریسلی۔ عالین نے سالار کا موڈ فریش کرتے کہا
۔ جس پر وہ سر ہلاتا کمرے سے نکلا

لاؤنج میں ہی سدید شاہ بیٹھا تھا جسے دیکھ کر سالار درانی ٹھٹھک گیا۔ ٹھٹھکا تو سدید شاہ بھی تھا
— اپنی ماں کی انلارج تصویر دیکھ کر — مگر وہ خود کے ایموشنز کو قابو رکھنا جانتا تھا

سالار درانی نے سدید کو ہاتھ ملایا جب زاوق شاہ نے بھی اسی وقت انٹری دی اور سدید کو
دیکھ کر وہ مسکرایا

ماموں — یہ میرا چھوٹا بھائی ہے سدید — سالار نے زاوق کی بات پر سر صوفے کی پشت
سے گرایا

ایم سوری زاوی مگر میں اپنی بیٹی میرو کی شادی کسی صورت شاہ خاندان میں نہیں کروں
— گا — یہ کہتے ہی سالار وہاں سے چلا گیا

— عالین نے آگے بڑھتے سدید کو کمپنی دی اور اسے انتظار کرنے کو کہا

سدید بھی سر ہلاتا خاموش ہو گیا۔ اسے سالار درانی ایک آنکھ نہ بھایا جس نے اس کی بات
— سنے بغیر اسے ریجیکٹ کر دیا تھا وہ مایوس سا وہاں سے اُٹھ کر چلا گیا



آج میجر زاوق کی پروموشن کی خوشی میں پارٹی تھی پی سی ہوٹل تمام مہمانوں سے بھر چکا تھا

— شاہ حویلی کے تمام لوگ اس پارٹی میں شریک ہوئے

زاوق شاہ نے بلیک پینٹ کوٹ پہن رکھا تھا وہ اپنی سوبر پرسنالٹی کے ساتھ بہت پرکشش
لگ رہا تھا

وہ کسی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا جب وہ ہال سے اینٹر ہوتے عزائم شاہ کو دیکھ کر
— مسمرانز ہوا

بلیک پینٹ کوٹ میں وہ بہت سحرانگیز لگ رہا تھا میجر زاوق نے آگے بڑھتے اسے گلے
— لگایا

تھینکس فار کمنگ۔۔۔ میجر زاوق نے عزائم سے کہا اس کی بات سن کر عزائم دل سے
— مسکرایا

— مجھے آنا ہی تھا آج تمہارا اور عنود کا اتنا بڑا دن ہے
عزائم شاہ کی بات پر زاوق نے اس کی کمر تھپکی

عالمین کیانی ریڈ ساڑھی اور خوبصورت میک اپ میں بہت دلکش لگ رہی تھی اس کے ساتھ
— آتی مریسہ بھی ریڈ فرائ میں ڈول لگ رہی تھی
اماں سائیں عالمین کو دیکھتے اس کی طرف بڑھیں مگر وہ ان کو مکمل طور پر نظر انداز کر چکی
— تھی

زاوق عزائم سے کوئی بات کر رہا تھا جب دونوں کی نظر ہال میں داخل ہوتے ابھاج شاہ پر
— پڑی

بلیک شلوار قمیض پر بلیک ہی واسکٹ پہنے بانیں ہاتھ میں گھڑی اور دائیں ہاتھ میں قیمتی پتھر سے جڑی انگوٹھیاں پہنے گرے آنکھیں گھنی مونچھوں تلے عنابی لب اور سحر انگیز — پرسنالٹی کا مالک ابھاج شاہ پورے ہال کا مرکز نگاہ بن گیا

— مریحہ مسمرائسی ابھاج کو دیکھنے لگی "thedesire" او مانی گاڈ

اس کی گوہر افشانی عالین سن چکی تھی اس لیے اسے ڈپٹنے کے انداز میں بولی

شٹ اپ — تمہارے باپ کی عمر کا ہے وہ — مریحہ نے عالین کی بات سننے کہا

ہے ہر لڑکی کی "thedesire" او کم آن ماما — باپ کی عمر کا ہے مگر باپ نہیں — وہ — خواہش

مریحہ یہ کہتے ہی آگے بڑھ گئی اور عالین کیانی کتنی ہی دیر اس شخص کو دیکھتی رہی جو اس کے — علاوہ بھی نہ جانے کتنے دلوں کی دھڑکن تھا

— اہتاج شاہ ارد گرد دیکھتا عنود کو ڈھونڈ رہا تھا

میں جانتا ہوں تم نہیں آؤ گی — مگر پھر بھی میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں — جانتا ہوں
تمہیں میرے احساس سے بھی نفرت ہے میرا سایہ بھی پسند نہیں پھر بھی میں آپ کو
— دیکھنے یہاں آیا ہوں عنود

سب لوگ خوش گپیوں میں مصروف تھے جب ایک شور پورے ہال میں گونجا۔

OhmyGodthebeautyQueen

Hottestlady

MissWorldAnoodDuraniishere_

ایسے کئی کمٹس عزام شاہ کے کانوں میں گونجے تو اس نے مڑ کر دیکھا

تہ درتہ ٹٹو فرل اور سلک کی بے بی پنک بیک لیس میکسی میں اپنی تمام تر حشر سامانیوں سمیت وہ اسکے سامنے تھی سینے سے لے کر شانوں سے ہوتی دو ڈوریاں جو پیچھے تک جا رہی تھیں اسکے وجود کی رعنائیوں کو مزید اجاگر کر رہی تھیں۔ آڑھی مانگ نکال کر بالوں کو ہلکا سا کرل کر کے ایک شانے پر گرایا ہوا تھا اور دوسری طرف سے کان کی سمت ایک باریک لٹ کرل کر کے آزاد چھوٹی ہوئی تھی کانوں میں نفیس سے پنک روبی کے ٹسل اور اپنی ہی طرح نازک سا پنک نیپلس صراحی دار گردن کی اٹھان کو بڑھا وادے رہا تھا بائیں کلانی جو ہر مصنوعی سنگھار وہ جواہرات سے عاری تھی البتہ دائیں ہاتھ میں دمکتا بریسلٹ جیسے اسی حسینہ کی کلانی کے لیے بناتھا۔ پینسل ہیل میں ایک ہاتھ میں کلچ پکڑے دوسرے سے میکسی کی فرل کو نزاکت سے سنبھالتی وہ بے مثال لگ رہی تھی

عزائم شاہ خود کو ڈپٹے نظریں پھیر چکا تھا جبکہ زاوق شاہ کی نظریں تو عنود کے دلکش سراپے میں کھو چکی تھیں

ابتہاج شاہ کے لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ تھی عنود نے اس کا دیا ڈریس پہنا تھا وہ مسکرا اٹھا

پہلی بار ان سالوں میں ابھاج شاہ کو اماں سائیں نے ہنستے دیکھا اس کی نظروں کے تعاقب
 — میں جب انہوں نے دیکھا تو عنود درانی کو دیکھ ان کی ہستی کا سارا غرور تہس نہس ہو گیا
 وہ ان کے بیٹے کی کاربن کاپی تھی۔ اس کی شخصیت میں ایک غرور تھا جو انہیں ابھاج شاہ
 — کی اُٹھتی جوانی یاد کر گیا وہ وہیں سر پکڑ کر بیٹھ گئیں

: نوٹ

مریخہ اور سدید کی سٹوری میں ٹرننگ پوائنٹ آنے والا ہے اگر نیکسٹ اپی چاہیے تو 450
 — لائنکس کمپلیٹ کریں ورنہ ناول سٹاپ — اینڈ دس ٹائم یہ فائنل ڈیلیجین ہے میرا

#بدکار

#ماہی۔راہپوت

#قسط نمبر 22

#boldromanticnovel
#Do_not_copy_paste_without_my_permission

سب لوگ خوش گپیوں میں مصروف تھے جب ایک شور پورے ہال میں گونجا۔

OhmyGodthebeautyQueen

Hottestlady

MissWorldAnoodDuraniishere__

ایسے کئی کمٹس عزانم شاہ کے کانوں میں گونجے تو اس نے مڑ کر دیکھا

تہ درتہ ٹشوفرل اور سلک کی بے بی پنک بیک لیس میکسی میں اپنی تمام تر حشر سامانیوں
سمیت وہ اسکے سامنے تھی سینے سے لے کر شانوں سے ہوتی دوڈوریاں جو پیچھے تک جا رہی
تھیں اسکے وجود کی رعنائیوں کو مزید اجاگر کر رہی تھیں

اڑھی مانگ نکال کر بالوں کو ہلکا سا کرل کر کے ایک شانے پر گرایا ہوا تھا اور دوسری طرف سے کان کی سمت ایک باریک لٹ کرل کر کے آزاد چھوٹی ہوئی تھی کانوں میں نفیس سے پنک رونی کے ٹسل اور اپنی ہی طرح نازک سا پنک نیپلس صراحی دار گردن کی اٹھان کو بڑھا وادے رہا تھا بائیں کلائی جو ہر مصنوعی سنگھار وہ جواہرات سے عاری تھی البتہ دائیں ہاتھ میں دمکتا بریسلٹ جیسے اسی حسینہ کی کلائی کے لیے بناتھا۔ پینسل ہیل میں ایک ہاتھ میں کلچ پکڑے دوسرے سے میکسی کی فرل کو نزاکت سے سنبھالتی وہ بے مثال لگ رہی تھی۔

عزائم شاہ خود کو ڈپٹے نظریں پھیر چکا تھا جبکہ زاوق شاہ کی نظریں تو عنود کے دلکش سراپے میں کھو چکی تھیں۔

ابتہاج شاہ کے لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ تھی عنود نے اس کا دیا ڈریس پہنا تھا وہ مسکرا اٹھا

پہلی بار ان سالوں میں ابتہاج شاہ کو اماں سائیں نے ہنستے دیکھا اس کی نظروں کے تعاقب — میں جب انہوں نے دیکھا تو عنود درانی کو دیکھ ان کی ہستی کا سارا غرور تہس نہس ہو گیا وہ ان کے بیٹے کی کاربن کاپی تھی۔ اس کی شخصیت میں ایک غرور تھا جو انہیں ابتہاج شاہ — کی اٹھتی جوانی یاد کر گیا وہ وہیں سر پکڑ کر بیٹھ گئیں

اماں سائیں ایک ٹرانس کی کیفیت میں عنود کی طرف بڑھیں۔ دوسری جانب یہی حال حیدر شاہ اور زامیہ شاہ کا تھا۔ وہ دونوں کتنی ہی دیر حیرت کا مجسمہ بنے عنود کو دیکھتے رہے عنود درانی جو کہ اپنی ہی دھن میں چل رہی تھی اماں سائیں کو اپنے سامنے دیکھ گھبرا گئی مگر جیسے ہی اس نے اماں سائیں کے پیچھے کاؤنٹر پر بیٹھے ابتہاج شاہ کو دیکھا تو بڑے کو نفیڈنس سے اماں سائیں کو اگنور کرتی آگے بڑھی

عنود نے آگے بڑھتے زاوق حیدر شاہ کو گلے لگایا اور اس کے کالر سے اسکی شرٹ پکڑے اپنے قریب کیا عنود نے زاوق کے گال سے اپنے گال ٹکرائے اور ہنستے ہوئے بولی

کانگریجو لیشنز سائیں — میرا اللہ سائیں آپ کو ہر قدم پر کامیابی دے — عنود نے زاوق
کے لئے دل سے دعا مانگی

زاوق نے بھی عنود کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے قریب کیا وہ عنود کے اس بولڈ سٹیپ پر
حیران ہوا مگر جلد ہی خود کو کمپوز کرتے اس حسینہ کے ساتھ محبت کے حسین پل چرانے
لگا —

تھینکیو میرے دلبر سائیں — میجر زاوق سب کچھ بھلائے عنود کے لبوں پر انگوٹھا پھیرتے
بولا

دلبر سائیں کیا آپ کو علم ہے کہ یہ آسمان پر دمکتا سورج اب تک جلن کے مارے ہر دن
ہمیں جلا رہا ہے کہ آپ نے اس روئے زمین پر رہ کر اسکے چاند کی روشنی کو آسمانوں پر ماند
— کر دیا ہے

میجر زاوق کی بات سن کر عنود کے لبوں پر ایک مسکراہٹ بکھری وہ شرماتے ہوئے میجر
زاوق کے سینے لگ گئی

میجر زاوق اور عنود کے مابین ہونے والی اس گفتگو کو کسی نے نہ سنا مگر ان دونوں کی یہ
قربت ہال میں موجود سب لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر چکی تھی

زامیہ شاہ ان دونوں کی قربت دیکھ جل بھن گئی جبکہ ابھاج شاہ کی نگاہیں ان دونوں کی
بجائے عزائم شاہ پر ٹکی تھیں جو بڑے ضبط سے سامنے کا منظر دیکھ رہا تھا

ابھاج شاہ کو لگا کہ عزائم شاہ صرف شکل و صورت میں نہیں بلکہ قسمت میں بھی اس کی
— طرح ہی ہے حراما نصیب



کل شب خواب میں دی کے ہا میں نے ایسا پُر تاثیر بدن
— رومی آن کے ہیں، حافظ چہرہ، غالب تیور، میر بدن

سدید شاہ نے اس ہجوم میں اپنی متاع حیات کو ایک جگہ مرر سیلفی لیتے دیکھا تو اس کے
— پاس جا کر اسکے کان میں سرگوشی کے انداز میں شعر بولا

سدید کے لب جیسے ہی مریحہ کے کندھے سے ٹکرائے مریحہ اس کی طرف رخ کیے سینے پر
ہاتھ رکھے خود سے دور کرتی بولی

دیکھو مسٹر سدید— مجھے تم جیسے بزدل آدمی سے کوئی بات نہیں کرنی— تم لڑکے ہم
لڑکیوں کے ساتھ فلرٹ کرتے زمین و آسمان کے قلابے ملا تے ہو جبکہ ہمارے پیرنٹس کو
کنوینس کرنے کے لئے ایک ورڈ نہیں ہوتا تم لوگوں کے پاس— سوا سٹے اوے فرام
می— مریحہ یہ کہتے ہی وہاں سے جانے لگی جب سدید نے اس کے بازو سے پکڑ کر اسے
— اپنے سامنے کھڑا کیا وہ لوگ ایک کارز میں تھے جہاں ان کو کوئی دیکھ نہیں سکتا

دیکھو ریا— میں اب اپنے سر کے ساتھ فلرٹ کرنے سے رہا— اور ایک اور بات بزدل
کرنے کی ہمت نہیں— face میں نہیں تمہارے ابا حضور ہیں جن میں شاہ حویلی والوں کو

پروہ میرا پروپوزل ریجیکٹ base نہیں کہ میں شاہ حویلی کا فرد ہوں اس logic یہ کوئی
— کریں — انتہائی بچگانہ حرکت تھی سالار درانی کی

I haven't got anything to do with their past than why he didn't
give me a chance to speak out —

سدید شاہ کے لہجے میں ایک غصہ تھا ایک چنگاڑی تھی اس کی آنکھوں میں — مریحہ درانی
پہلی بار اس کی یہ سائیڈ دیکھ رہی تھی

سدید — اُس ہرٹنگ — مریحہ کی آنکھوں میں نمی تھی جسے سدید شاہ دیکھتے ہی اسے اپنے
— سینے میں چھپا چکا تھا

ریا — میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں کہ میں تمہارے سوا کسی اور کا تصور بھی نہیں
کر سکتا — پلیز مجھے چھوڑ کر کبھی مت جانا — سدید شاہ کے لہجے نے اس طرف آتی شازیہ
— بیگم کو حیران کر دیا

— وہ ایک فیصلہ لیتی سالار کو ڈھونڈنے لگیں
جبکہ سدید اور مریحہ ایک دوسرے میں گم ساری دنیا بھلائے بیٹھے تھے۔ جبکہ ایک طوفان
— ابھی سب کا منتظر تھا



Ladies and gentleman

May I have your attention please—

تمام لوگ اپنی خوش گپیوں میں مصروف تھے جب میجر زاق نے سیڑھیاں چڑھتے ایک
— مائیک ہاتھ میں تھا مے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا

شازیہ بیگم جو کہ سالار سے بات کرنے کے ارادہ سے اس طرف آرہی تھیں وہ بھی زاق کی
بات پر رک گئیں
— مریحہ کا ہاتھ تھا مے سدید بھی ایک طرف مسکراتے ہوئے کھڑا ہوا

جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ آج میں نے اپنی پروموشن کی خوشی میں پارٹی رکھی ہے اس کے علاوہ بھی آج کا دن میری زندگی کا سب سے خاص دن ہے

آج کے دن میری آنی اور میرے ماموں کی اینورسری ہے اور آج کا دن میری زندگی کا
— سب سے یادگار دن ہے

IloveyouAani
Iloveyousomuch

YouandMamumakeaperfectcouple,evergreen
couple,
Iwanttoseeyoubothalwaystogether—

میجر زاوق کی بات سن کر عالین کیانی نے اسے فلائی کس کی۔ سالار درانی نے بھی اس کو سینے پر ہاتھ رکھے شکریہ ادا کیا۔ اس کے وہم و گمان میں نہ تھا کہ زاوق ان کی اینورسری کو سیلیبریٹ کرے گا۔

کیونکہ جن حالات میں عالی اور سالار نے نکاح کیا ان کا ریلیشن شپ کبھی بھی نارمل نہ تھا اس لئے اسے اس دن کو منانے کا کبھی اتفاق نہ ہوا۔

عنود درانی زاوق کی اپنے ماما بابا کے لئے محبت دیکھ حیران تھی اور خوش بھی۔ اماں سائیں خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی تھیں۔

التفات شاہ جو کہ عالین کی فین تھی اس کی احسان مند تھی اس کے یادگار دن پر بہت خوشی سے شریک تھی جبکہ زامیہ شاہ کو یہ سب بورنگ لگ رہا تھا۔

ایسے میں ایک شخص تھا جس کے دل میں درد اٹھتا تھا جس کی آنکھیں نم ہوتی تھیں وہ ایک زخمی مسکراہٹ ان دونوں کی طرف اچھالتا اس ہال سے نکل گیا۔

میجر زاق نے اسے جاتے دیکھ ایک خونخوار نظر اس پر ڈالی

وہ ہال سے باہر آ کر کھلی ہوا میں زور زور سے سانس لینے لگا۔ وہ ان سب سے لاپرواہ ہونا
— چاہتا تھا مگر وہ چاہ کر بھی لاپرواہ نہ بن سکا

وہ وہیں ایک بیچ پر بیٹھا عالین کے ساتھ گزارے ان لمحوں کو سوچتا کھو گیا۔ اس کی آنکھوں
سے آنسو رواں تھے



دوسری جانب ہال کی طرف آئیں تو زاق حیدر شاہ سب کی طرف دیکھتا مسکرایا
— اور مزید گویا ہوا

کیونکہ آج کا دن میری آنی اور ماموں کا دن ہے ایک پرفیکٹ کیل بنا سو آج کے دن کو مزید
— یادگار بنانے کے لئے میں اپنی ڈریم گرل کو پروپوز کرنے والا ہوں

وہ بچی تھی جب مجھے اس سے محبت ہوئی۔ میری ڈریم گرل۔ میری زندگی کا ایک خوبصورت اور معصوم باب۔ جسے دیکھ میں ہر دکھ ہر تکلیف بھول جاتا ہوں جو میرے نزدیک اس دنیا کی سب سے حسین لڑکی ہے

میجر زاوق کا ایک ایک لفظ عنود کے دل پر اتر رہا تھا اس کی نظریں خود پر محسوس کرتے وہ سمٹی جا رہی تھی وہ سیرٹھیاں اترتا اسے نظروں کے حصار میں لیے اپنے خوبصورت الفاظ سے اس کو زیر کر رہا تھا

وہ میری محبت لیے۔ میری معصوم سی شہزادی۔ جو خود کو سینت سینت کر رکھتی ہے۔ جس پر فقط میرا حق ہے میجر زاوق حیدر شاہ کا

اس کا کردار کسی اوس کے قطرے سے بھی زیادہ اجلا اور پاک ہے

عنود درانی میجر زاوق کے الفاظ کی دیوانی اس کی داسی بننے کو تیار تھی وہ آج کسی داسی کی طرح اس کے قدموں میں گر جانا چاہتی تھی

میجر زاوق جیسے ہی اس کے قریب کھڑا ہوا عنود کو لگا وہ ابھی گر جائے گی وہ زاوق کی بانہوں کا سہارا چاہتی تھی

میجر زاوق نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جسے عنود تھامنے کے لئے اپنا ہاتھ اٹھا رہی تھی مگر یہ کیا؟؟؟

میجر زاوق آگے بڑھ چکا تھا عنود نے پیچھے مڑتے دیکھا تو اس کے پاؤں سے زمین نکل چکی — تھی اسے لگا اس ہال کا چھت ابھی اس کے سر پر گرے گا

میجر زاوق حیدر ایک لڑکی کے سامنے گھٹنے کے بل بیٹھا اسے پروپوز کر رہا تھا عنود نے نظر اٹھا کر اس خوش نصیب لڑکی کو دیکھا وہی مال والی لڑکی — وہی مسکراتا — سکارف میں لپٹا چہرہ

— میجر زاوق کے اگلے الفاظ نے عنود کی ہستی ہلا دی

— میری محبت — میرا عشق — میری التفات شاہ

ول یو میری می؟؟؟ میجر زواق التفات کے سامنے بیٹھا اس کے جواب کا منتظر تھا جبکہ
التفات شاہ حیرت کی تصویر بنی یہ سب دیکھ رہی تھی

سے یس کزن — سب سے پہلی ہانک سدید شاہ نے لگائی اور اس کی دیکھا دیکھی سب نے
التفات کو پروپوزل ایکسپٹ کرنے کو کہا

التفات ادھر ادھر نظر دوڑاتی اہتاج کو ڈھونڈ رہی تھی مگر اسے نہ پا کر اس نے عالین کی
جانب دیکھا جس نے سر کے اشارے سے التفات کو کہا

سے یس — اور التفات شاہ نے میجر زواق کو ہاں کرتے اس کا پروپوزل ایکسپٹ کر لیا میجر
زواق نے آگے بڑھتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا

زامیہ شاہ کی تو دلی مراد پوری ہو چکی تھی وہ عنود درانی کی زات کی تضحیک ہوتے دیکھ دل ہی
دل میں خوش ہو رہی تھی

— زاق نے التفات کا ہاتھ تھامے اسے عالین سے ملوایا
اماں سائیں جو یہ سب چاہنے کے باوجود ہوتا دیکھ خوش نہ ہو سکیں — جبکہ شازیہ بیگم کی
نظر تو بت بہی کھڑی عنود درانی پر تھی

اس لڑکی کا دل ٹوٹا تھا مگر ٹوٹنے کی آواز، کوئی سن نہ سکا — اس کے درد کو وہاں سمجھنے والا
— کوئی نہ تھا
— کسی نے آگے بڑھ کر اسے ہمت نہ بندھائی

— حرماں نصیب منگلی اب تہاج شاہ کی لاڈلی شہزادی

شازیہ بیگم کے الفاظ نے عالین کیانی کے دل پر خنجر کی طرح وار کیا وہ ڈبڈباتی نظروں سے اپنی بیٹی کو دیکھنے لگی۔ مگر افسوس وہ اپنے زاوی کی خوشیوں کے سامنے اپنی بیٹی کے دکھ کو نظر انداز کر گئی

جبکہ دوسری جانب میجر زاوق کی مانگ سے ابھرتی آواز ابہاج شاہ کے اعصاب پر حملہ آور ہوئی۔ وہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتا اس آواز کو روکنے کی کوشش کر رہا تھا

دکھا دی نہ تم نے اپنی اوقات میجر زاوق حیدر شاہ۔ ابہاج شاہ نے زہر خند لہجے میں کہا

عنود درانی کے لئے ایک ایک قدم اٹھانا مشکل ہو چکا تھا وہ بڑی مشکل سے اس ہال سے باہر نکلی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے اس کے جسم پر کپکپی طاری کر دی

جب اس نے اپنے پیچھے آتے قدموں کی آواز پر مڑ کر دیکھا

سامنے ہی میجر زاق ایک طنزیہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالتا گویا ہوا

ارے باربی — تم یہاں کیا کر رہی؟ آؤ نہ میری التفات سے ملو — میجر زاق نے ایک
— ایک لفظ چباتے کہا

— عنود نے آگے بڑھتے اس کا رخ اپنی جانب کیا
کہہ دیں کہ یہ جھوٹ ہے — کہہ دیں کہ آپ مذاق کر رہے — آپ فقط اپنی باربی اپنی دلبر
کے ہیں — میں مر جاؤں گی آپ کے بغیر سائیں — خدا را اپنی عنود کو خود سے الگ مت
— کریں

— عنود نے زاق کے سینے پر سر رکھا جب میجر زاق نے اسے کہا

میرے پاؤں پڑو — گر گراؤ — بولو تم ہماری میجر زاق حیدر شاہ کی داسی بن کر رہو گی —
میجر زاق نے عنود سے کہا

عنود فوراً اس کے قدموں میں گر گئی۔ اس کے سامنے بیٹھی اس سے بولی

سائیں۔۔۔ عنود درانی تو کب سے آپ کی اسیر ہے پوری زندگی آپ کی داسی بن کر رہنے کو
— تیار ہے۔۔۔ بس اپنی زندگی میں کسی اور کو شامل مت کرنا

عنود نے بڑے مان سے کہا۔ وہ اب تہاج شاہ کی بیٹی تھی دنیا کو جوتے کی نوک پر رکھنے کی
عادی تھی اس نے کبھی جھکنا سیکھا نہ تھا مگر آج اس کو محبت نے جھکا دیا اس کا سارا غرور
— چھلنی کر دیا

نہیں۔۔۔ عنود اب تہاج شاہ تم کبھی ہماری چوائس نہیں ہو سکتی۔۔۔ تمہیں تو میجر زاوق اپنی
— مسٹریس بنا سکتا مسز نہیں

— میجر زاوق بڑی سفاکی سے بولا

زاوی۔ آپ تو مجھ سے محبت کرتے تھے پھر ایسا کیوں کہہ رہے ہیں آپ؟؟ اس کی آنکھوں میں بے یقینی تھی سامنے کھڑا شخص بڑے غرور سے اس کو موت کی نوید سنارہا تھا۔

ابھی تو اس نے جینا شروع کیا تھا ابھی تو خوشیاں اس کا مقدر بنی تھیں مگر مقابل کھڑے شخص کے لبوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ تھی۔
— میجر زاویق حیدر شاہ آج ظلم اور سفاکیت کی انتہا پر تھا

ہا ہا ہا ہا ہا۔۔۔ سیر یسلی محبت۔۔۔ تمہیں لگتا ہے کہ میں تم سے محبت کر سکتا ہوں۔؟ تم جانتی ہو مجھے اس جذبے سے سب سے زیادہ نفرت ہے۔۔۔ میجر زاویق کبھی محبت نہیں کر سکتا

ہاں پسند کہہ سکتی ہو تم۔۔۔ تم میری پسند تھی بچپن سے پسند کرتا تھا تمہیں مگر قسمت کی ستم ظریفی دیکھو آج مجھے اتنی ہی نفرت ہے تم سے
میں نے اپنے دل میں سات سال سے صرف اور صرف نفرت کا بیج بویا ہے جو ایک تناور۔۔۔ درخت بن چکی ہے

نفرت کرتا ہوں میں تم سے۔ تمہارے ہونٹوں پر لعلتی ہنسی مجھے کسی کی تکلیف یاد دلاتی ہے۔ دل تو چاہتا ہے تمہارے اس دلکش سراپے کو آگ لگا دوں۔ یا پھر ایسے ہی تمہیں کسی طوائف کے کھوٹے پرچھوڑ آؤں جیسے تمہارے باپ نے میری آنی کو بھیجا تھا۔

اس کی بات سن کر وہ لڑکی دکھ بھری نظروں سے زاوق کے سفاک چہرے کی طرف دیکھنے لگی

کیوں۔؟ میرا قصور کیا ہے؟ اس نے آہستہ سے لب ہلائے اس کی دکھ بھری آواز زاوق کے کانوں سے ٹکرائی جب میجر زاوق نے ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا

قصور۔ تم مجھ سے اپنا قصور پوچھتی ہو؟ تم جا کر اپنے باپ سے اپنا قصور کیوں نہیں پوچھتی؟ چلو میں بتاتا ہوں تمہیں تمہارا سب سے بڑا قصور یہ ہے کہ تم ابہاج شاہ کی عزیز ازجان بیٹی ہو۔ ابہاج شاہ کا سکون اس کے جینے کی وجہ ہو اور تمہیں تکلیف میں دیکھ کر اب

ابہاج شاہ ٹرپے گا پل پل موت کی بھیک مانگے گا۔۔۔ میجر زاوق حیدر شاہ نے قسم کھائی
 — تھی وہ ابہاج شاہ کی ہستی کو ہلا کر رکھ دے گا

— تم جانتی ہو عنود میں دودن کا تھا جب میں نے عالین کیانی کا پہلا لمس محسوس کیا
 — وہ عورت میرے لئے میری ماں سے بڑھ کر تھی
 وہ میرے ماموں کے ساتھ خوش تھی جب تمہارے باپ ابہاج شاہ نے ان دونوں کے
 — رشتے کو کسی دیمک کی طرح چاٹ کیا

میں ہمیشہ ابہاج شاہ کو آئیڈیلز کرتا تھا
 بٹ جانتی ہو تم اس شخص سے میں نے التجا کی اس صبح جب وہ لوگ میری آنی کو شاہ حویلی
 کے باہر پھینک گئے تھے تب میں نے اس شخص کی منتیں کیں میری آنی کو بچا لو مگر اس
 — نے میری بات نہیں مانی

— میری آنکھوں کے سامنے میری آنی کو طلاق دی اس نے

میری آنی کو در بدر کیا مگر میں برداشت کر گیا ان پر بدکار کا لیبل لگا فقط تمہارے باپ ابہاج
— شاہ کی وجہ سے

— مگر اس سب کے باوجود میں تم سے اچھا تھا تمہیں پروٹیکٹ کیا
بٹ جس رات تم مجھ سے لپٹ کر اپنے باپ کے لئے روئی تھی مجھ سے برداشت نہیں ہوا
میں پھر بھی تمہیں ہسپتال لے کر گیا

جس روز تمہارا باپ میری آنی سے لڑنے آیا مجھ پر یہ انکشاف بہت جان لیوا ثابت ہوا کہ
— وہ وحشی درندہ اپنی بیٹی میری باربی کے لیے کتنا پوزیسو ہو رہا ہے

میں تمہیں چھوڑ کر پاکستان آ گیا کیونکہ تمہیں سنبھالنے والا تمہارا باپ آ جو گیا تھا میں تو وقتی
سہارا بنا تھا تمہارا — اپنے باپ کے لئے تم سالار درانی جیسے عظیم شخص کو بھول گئی جس
نے تمہیں نام دیا تمہیں ناجائز سے جائز بنایا تو پھر میں کیا چیز تھا — تم مجھے ابہاج شاہ کے
— لیے بھول جاتی اس سے پہلے ہی میں تمہاری زندگی سے نکل گیا

پاکستان آتے ہی مجھے معلوم ہوا کہ تمہارے باپ نے میری آنی سے جان چھڑوانے کے لئے انہیں کوٹھے جیسی غلیظ جگہ پر بیچا۔ جہاں ان کے جسم کو دن رات نوچا گیا میں نے اس روز قسم کھالی تھی کہ میں اب تہاج شاہ کی بیٹی کو اس مقام پر لا کر چھوڑوں گا جہاں اس کے پاس کوئی راہ فرار نہیں ہوگی

ہر انسان کی ایک کمزوری ہوتی ہے اور اب تہاج شاہ کی کمزوری تم تھی عنود درانی سو میں نے اس کی کمزوری کو نشانہ بنایا

واللہ عنود تم اتنی خوبصورت ہو کہ تمہیں چاہنے کو دل چاہتا ہے تمہارے اس دلکش جسم کو خراج پیش کرنے کو دل چاہتا ہے مگر تمہاری رگوں میں اتنے غلیظ باپ کا خون ہے کہ تمہیں دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ دل چاہتا ہے تمہارے اس جسم کو آگ لگا دوں۔ تمہارے اس خوبصورت چہرے پر تیزاب پھینک دوں

یکدم زاوق شاہ آگے بڑھا اور عنود کو بازو سے پکڑے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر پھینکا

میجر زاوق عنود کو لے کر اپنے اپارٹمنٹ پہنچا عنود کو لگا وہ اسے ایک موقع دے گا مگر میجر
— زاوق عنود کو بیڈ پر پھینکتا روم لاک کر چکا تھا

میجر زاوق کے ہاتھ اپنی شرٹ کی بٹن کھولنے میں مصروف تھے۔ عنود حیرت کی تصویر بنی
پیچھے ہوتی جا رہی تھی یہاں تک کہ اس کی پشت بیڈ کے کراؤن سے لگی ایک ہلکی چخ عنود کی
— نکلی مگر وہاں سننے والا کون تھا

میجر زاوق شیطانی ہنسی ہنستا اس کی طرف بڑھا

— عنود درانی یو آر مائی مسٹریس — آئی ایم یو ر ماسٹر

میں تمہارے ساتھ بالکل ویسا ہی سلوک کروں گا جیسے ایک رکھیل کے ساتھ کیا جاتا — تم
عالمین کیانی کی بیٹی ہو تمہیں کوٹھے پر نہیں چھوڑ سکتا مگر تمہارے ساتھ اس فلیٹ میں بالکل
— ویسے ہی سلوک کروں گا جیسے ایک طوائف ایک رکھیل کے ساتھ کیا جاتا ہے

— میجر زاق کے ایک ایک لفظ نے عنود کو توڑ دیا

سائیں — پلیز ایسا مت کریں — مجھے بخش دیں سائیں — عنود نے ہمت باندھتے میجر
— زاق کی طرف بڑھتے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھے اسے اپنی طرف متوجہ کیا

مگر میجر زاق کو اس وقت صرف ابہاج شاہ سے بدلہ لینے کی دھن سوار تھی — وہ بھول
بیٹھا تھا کہ ابہاج شاہ کی ایک بیٹی کو وہ اپنی عزت بنا کر آیا ہے دوسری بیٹی کو رولنا چاہتا تھا
وہ — میجر زاق نے آگے بڑھتے ایک ڈرار سے رسی نکالی اور اس رسی سے عنود کے
— دونوں ہاتھ پکڑے پیچھے کی جانب لے جاتے باندھ دیئے

سائیں پلیز — پلیز سائیں مجھ پر رحم کھائیں — میری عزت نفس کو مجروح مت کریں —
عنود چیخ رہی تھی چلا رہی تھی مگر کوئی پرسان حال نہ تھا میجر زاق نے اسے ایک تھپڑ مارا اور
قیچی سے اس کے ڈریس کو کاٹ دیا یہاں تک کہ قیچی بار بار عنود کے جسم پر چبھ رہی تھی
— مگر وہ ظالم شخص سفاکیت کی انتہا پر تھا

میجر زاوق نے عنود کے جسم کو برہنہ کر کے اب اس کے جسم کو نوچنا شروع کر دیا۔۔۔ عنود
— چیخ رہی تھی چلا رہی تھی میجر زاوق سفاکیت کی انتہا پر تھا

ابھی وہ اس کے جسم کو نوچ رہا تھا جب ایک دھاڑ کی آواز سے دروازہ کھلا عنود درانی نے بند
ہوتی آنکھوں سے اپنے آپ کو چادر سے کور کرتے اس شخص کی طرف دیکھا وہ شخص جو
— اس کا مسیحا تھا اس کی عزت کا محافظ تھا۔۔۔ اس کا پاپا۔۔۔ ابہاج شاہ
اور سامنے کا منظر دیکھ ابہاج شاہ کے پاؤں سے زمین کھسک گئی وہ غصہ کے انداز میں
— آگے بڑھا اور میجر زاوق کو وہیں پیٹنا شروع کر دیا

یو باسٹرڈ۔۔۔ تمہاری جرأت کیسے ہوئی میری بیٹی کے ساتھ یہ حرکت کرنے کی؟؟ آئی ول
کل یو۔۔۔ ابہاج شاہ پھڑپھڑے شیر کی مانند اس پر جھپٹا اور میجر زاوق کو ابہاج شاہ کو یوں
— تڑپے دیکھ تسکین ملی تھی

سید اور عزائم جوا بھی ابھی وہاں آئے تھے ابہاج کا جنونی انداز اور بیڈ پر نیم بے ہوش عنود
کو دیکھ کر شاکڈ ہو گئے

چاچو، اس درندے کو بعد میں نبٹ لینا ابھی عنود کو ہاسپٹل لے کر چلیں۔ وہ مر جائے گی
 چاچو۔ عزائم شاہ نے چلاتے ہوئے ابہتاج کو متوجہ کیا اور ابہتاج شاہ زخمی میجر زاق کو
 وہیں پھینکتے اپنی بیٹی کی طرف بڑھا جسے عزائم شاہ نے چادر سے مکمل کور کر لیا

پیچھے ہٹو۔ ہاتھ مت لگانا میری گڑیا کو۔ ابہتاج شاہ نے عزائم کو ٹوکتے کہا جو عنود کو
 اٹھانے کے لئے آگے بڑھا

ابہتاج نے اسے بانہوں میں لیا اور میجر زاق کی طرف دیکھتے زہر خند لہجے میں بولا

You have to pay for this

سدید ابہتاج کی وارننگ پر کانپ اٹھا وہ اکیلا مردان جوان لڑکوں کو منہ کے بل گرا سکتا تھا
 سدید نے افسوس سے اپنے لالہ کی طرف دیکھا اس کا آنیڈیل اس کی نظروں میں گر کر پاش
 پاش ہو چکا تھا اس کا لالہ عزتوں کا لٹیرا بن چکا تھا وہ ایک دکھ بھری نظر ڈالتا وہاں سے چلا
 گیا۔

پچھے میجر زاوق تھا جس کے دل میں سکون اترتا تھا یہ سوچ کر کہ اس نے ابتہاج شاہ کی بیٹی کو
— پامال کر کے ابتہاج شاہ کو ہرا دیا

— اور قسمت پاس بیٹھی میجر زاوق کی بیوقوفی پر مسکرائی



ابتہاج شاہ عنود کو سنبھالتا اپنے بنگلو لے کر آیا جہاں اس نے پہلے سے ہی ایک لیڈی ڈاکٹر
کو بلوایا تھا

ڈاکٹر نے عنود کا چیک اپ کیا اور ابتہاج کی طرف بڑھتے بولی

شاہ سائیں — کسی نے آپ کی بیٹی کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے مگر
خوش قسمتی سے آپ کی بیٹی بچ گئی — مگر اس کے جسم پر تشدد کے نشان سے واضح ہوتا
— ہے کہ اس کی روح کو کسی نے بری طرح چھلنی کیا ہے

ڈاکٹر کے الفاظ سن کر ابھاج شاہ نے اپنی مٹھی بند کی اور لب بھیج لیے

شاہ سائیں۔۔۔ اب آپ کا امتحان ہے آپ اپنی بیٹی کو اس فیز سے کیسے نکالتے۔۔۔؟
ڈاکٹر نے ابھاج شاہ کو دیکھتے کہا

ابھاج شاہ اس لیڈی ڈاکٹر کا محسن تھا اس کا شوہر کا نسیبل تھا جس کی کسی حادثے میں موت
— ہوئی تو ابھاج شاہ نے اس عورت اور اس کی بیٹیوں کو سپورٹ کیا

وہ عورت جانتی تھی کہ عنود درانی ابھاج شاہ کی بیٹی ہے کیونکہ عنود درانی میں وہی غرور تھا جو
ابھاج شاہ کی شخصیت کا خاصہ تھا
— مگر آج وہ غرور کسی نے بڑی بے دردی سے پاش پاش کیا تھا



سالار درانی اور عالین کیانی ابھی کچھ دیر پہلے ہی گھر پہنچے تھے سالار درانی سیدھا عنود کے
— کمرے میں پہنچا مگر عنود کو نہ پا کر وہ پریشان ہو گیا

بابا آپنی کی کال آئی تھی وہ ارجنٹ لندن چلی گئیں۔ ان کی رات کی فلائٹ تھی
مریحہ نے کمرے میں آتے ہی رٹا رٹایا جملہ ادا کیا اسے کچھ دیر پہلے ہی عزائم نے سب کچھ
— بتایا تھا

مریحہ نے کچھ سوچتے ہوئے سالار درانی سے غلط بیانی کی وہ چاہتی تھی کہ عزائم شاہ اور
— اب تاج شاہ اس کی بہن کو زائق جیسے سفاک انسان سے بچالیں

عنود پہلے بھی اکڑ شوٹنگ کے سلسلے میں گھر سے باہر رہتی تھی مگر سالار کے لیے یہ بات
— حیرت انگیز تھی کہ عنود ہمیشہ اسے بتا کر جاتی تھی پہلی بار وہ اسے بتائے بغیر گئی تھی

سالار تھک چکا تھا اس لیے وہ اپنے کمرے میں گیا جہاں عالین گم صم بیٹھی تھی

— کیا ہوا مانی ہاٹ ڈارلنگ — سالار نے عالین کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے قریب کیا

ابتہاج شاہ اپنی بیٹی کی شادی کسی راسکل سے کرنے والا تھا اس لئے میں نے التفات کے لیے زاوی کو راضی کیا۔۔۔ زاوی التفات کو پسند کرتا تھا مگر وہ اس کو اپنانے کو تیار نہ تھا۔۔۔ کیونکہ وہ ابتہاج کی بیٹی ہے
عالین نے سالار کے کندھے پر سر ٹکاتے کہا

اور عنود کا کیا؟ سالار نے دل میں دبی بات کو الفاظ دیے۔۔۔ اس کی بات سن کر عالین کی آنکھوں سے آنسو نکلے

ہماری بیٹی اپنا اچھا برا جانتی ہے سب سے بڑی بات اسے دنیا کو فیز کرنا آتا ہے جبکہ التفات بہت معصوم ہے سالار۔۔۔ اس معصوم لڑکی کو میں غلط باتوں نہیں چڑھنے دے سکتی تھی

ویسے بھی مریمہ بتا رہی تھی کہ عنود شوٹنگ کے لئے چلی گئی۔۔۔ وہ سنبھال لے گی خود کو اسے تھوڑا سپیس چاہیے۔۔۔ عالین نے کانپتے ہوئے ایک ایک لفظ ادا کیا وہ اپنی بیٹی کے

دل کی دنیا تباہ ہونے پر افسردہ تھی مگر وہ زائق کی التفات کے لیے پسندیدگی سے بھی
— واقف تھی



عنود درانی کی حالت بالکل ویسی ہی ہو چکی تھی وہ پاگلوں کی طرح چیخنے لگ جاتی روتی
چلاتی — کبھی کبھی سوتے ہوئے ڈر جاتی اور ابہاج شاہ اس کو بالکل چھوٹے بچوں کی طرح
— سنبھالتا

وہ ابہاج شاہ سے خفا تھی اپنی حالت کا اسے ذمہ دار تصور کرتی تھی اس کے ساتھ بد تمیزی
کرتی مگر ابہاج شاہ چپ چاپ سب سنتا اگر عنود کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ اس کی ہستی مٹا
— دیتا مگر اپنی لاڈلی بیٹی کو تو وہ سوخون معاف کر چکا تھا

عزائم شاہ اور مریمہ درانی عنود کے پاس آتے اس کی ڈھال بنتے اس کو سہارا دیتے
ایک ماہ گزر چکا تھا اور ابہاج کی کوششوں اور ضبط سے عنود اس فیز سے کافی حد تک نکل
— چکی تھی

کہیں جا رہی ہیں آپ؟؟ عنود آج کافی دنوں بعد گھر سے تیار ہو کر نکلی جب ابہاج نے
_____ اسے روکتے سوال کیا

I'm not supposed to tell you anything____
عنود کے لہجے میں سرد مہری تھی ابہاج شاہ اس کے انداز پر مسکرایا

_____ عنود میں انتظار کروں گا آپ کا

_____ ابہاج شاہ نے فقط اتنا ہی کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا

عنود اس کی پشت کو دیکھتی بولی

درانی ہاؤس میں تو فقط انتقام اور نفرت کا راج ہے۔۔۔ زاق شاہ آپ سے نفرت میں
مجھے اذیت دیتا رہا اور یہ بھول گیا کہ وہ جس عورت کا بدلہ لینے کے لئے انسانیت کے مقام
سے گرا ہے میں اس عورت کی ہی بیٹی ہوں
اور میری ماں۔۔۔ مسز عالین درانی آپ کی نفرت میں اس حد تک پاگل ہو چکی ہیں کہ انہیں
۔۔۔ احساس ہی نہیں ہوا کہ وہ اپنی ہی بیٹی کو انتقام کی بھیجٹ چڑھا چکی

ایسے میں میرے پاس اس گھر کے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔۔۔ میں ایک مشہور ایکٹریس
محفوظ چار دیواری کے لئے آپ کی محتاج ہو چکی ہوں۔۔۔ آپ دنیا کے لئے دلال ہوں
گے مگر مجھے اطمینان ہے کہ آپ میرے محافظ ہیں۔۔۔ ایک بیٹی کو اس کے باپ سے بڑھ
۔۔۔ کر کوئی پروٹیکٹ نہیں کر سکتا

Despite of all this I hate you ibti haj Shah

عنودیہ کہتے ہی دروازے کی طرف بڑھی جب ابتہاج کی آواز نے اسے رکنے پر مجبور
کر دیا

میرے پاس خود کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے مگر جب حقیقت سے پردہ اُٹھے گا تو ابھاج شاہ کی سانسوں کی ڈور ٹوٹ چکی ہوگی

— وہ یہ کہتے ہی چلا گیا جبکہ عنود کا دل زور سے دھڑکا تھا

یہ منظر ایک بار نائٹ کلب کا ہے جہاں لڑکے لڑکیاں تیز میوزک کی دھن پر ناچ رہے تھے لڑکیوں کی ڈریسنگ بہت بولڈ تھی کچھ کپلزن نشے میں دھت ایک دوسرے کے ساتھ چمکے ہوئے تھے

وہ جیسے ہی اس بار میں قدم رکھتا ہے اسے وہاں کے ماحول سے سخت کوفت ہوئی اسے وہاں موجود لڑکیوں سے بے انتہا کراہیت محسوس ہو رہی تھی اس نے ارد گرد نظر دوڑائی پریشانی اس کے چہرے سے عیاں تھی

تبھی اسے وہ ایک بار کاؤنٹر کے قریب چیر پر بیٹھی نظر آئی وہ بھاگتا ہوا اس کی طرف بڑھا
— جب اس کے پاس شراب کے تین خالی گلاس دیکھ کر وہ شاکد ہو گیا

میم اب بس کریں آپ پہلے بھی کافی حد تک پی چکی ہیں — ویٹر کو بھی پتا نہیں کیوں مگر
اس لڑکی سے ہمدردی محسوس ہوئی جو یہاں شام سے آئی تھی اور ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی
رورہی تھی جب اس ویٹر نے خود اسے شراب کا گلاس تمھایا

اسے پی لو ہر غم بھول جاؤ گی — ویٹر نے اسے گلاس تمھایا

کیا میں ہر غم بھول جاؤں گی؟؟ عنود نے للچائی نظروں سے گلاس کی طرف دیکھتے کہا

— ہاں ہر غم — ہر دکھ — بیوفائی — نارسائی — تکلیف
سب بھول جاؤ گی — اس ویٹر کی بات مکمل ہوتے ہی عنود نے اس کے ہاتھ سے الکوحل
— لی اور ایک ہی گھونٹ میں ختم کر دی

— اس کے بعد عنود تین گلاس مزید پی چکی تھی اور اب چوتھا پینے کی ضد کر رہی تھی
— جب اس کی ضد پر وہ اس کے قریب پہنچا

عنود گھر چلیں — عنود نے اس پر کار پر سر اٹھا کر دیکھا تو عزائم شاہ کو دیکھتے ہی اس کے
— ہونٹوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ بکھری

مجھے — کہیں نہیں جانا — میرا کوئی — گھر نہیں ہے — عنود نے ایک ایک لفظ نشے
میں مدہوش ہوتے ادا کیا

عزائم شاہ نے اسے آگے بڑھتے اپنی بانہوں میں اٹھایا اور اسے اس بار سے لے کر گاڑی
کی طرف بڑھا۔ بار میں کسی نے ان سلیمبر یٹیز کی طرف غور نہیں کیا کیونکہ وہاں سب لوگ ہی
دنیا کو بھلائے گناہوں میں مصروف تھے بقول ان کے وہ اپنی لائف انجوائے کر رہے
تھے —

عزائم شاہ نے ایک دکھ بھری نظر وہاں موجود یوتھ پر ڈالی اور عنود کو گاڑی میں بٹھانے لگا۔

اسے تو کھو چکی ہیں کسی روز اپنی عزت سے ہاتھ دھو بیٹھیں گی آپ زندگی۔۔۔ عزائم شاہ نے اس کی طرف دکھ بھری نظر سے دیکھتے کہا وہ لڑکی کیا سے کیا بن گئی تھی زاوق شاہ کے۔۔۔ انتقام اور نفرت نے اس زندگی سے بھرپور لڑکی کو ختم کر دیا تھا

۔۔۔ وہ مجھ سے کہتا تھا کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔۔۔ عنود نے عزائم کو دیکھتے اپنا دکھ سنایا

جو محبت کرتے ہیں ناں زندگی۔۔۔ وہ کبھی چھوڑ کر نہیں جاتے۔۔۔ عزائم شاہ نے عنود کو یہ کہتے ہی سیٹ بیلٹ باندھا جب اس کی نظر عنود کے ڈیپ گلے سے نظر آتی کلیوٹیج پر پڑی۔۔۔

۔۔۔ عزائم شاہ نے اپنی نظر ہٹائی اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا

وہ مجھے کہتا ہے کہ میں اس کی مسٹریس ہوں۔ رکھیل ہوں۔ وہ مجھے اپنی کیپٹ بنا کر
— رکھے گا۔ عنود بول رہی تھی اس کی بات سن کر عزائم کا دل پھٹنے لگا

— میں اس کی رکھیل ہوں۔ ہا ہا ہا ہا ہا

شٹ اپ۔ شٹ اپ۔ ایک لفظ بھی مت بولنا اب۔ عزائم نے گاڑی یکدم روکی
— اور غصے میں بولا

— ارے۔ تم کیوں غصہ ہو رہے۔ اسٹرو آئی ایم ہنز مسٹریس اینڈ ہی از مائی ماسٹر

عنود بولتے بولتے اپنے بال نوچنے لگی جب عزائم نے بمشکل اسے قابو کیا اور اپنے لب
— اس کے لبوں پر رکھے اسکی زبان کو قفل لگایا

عزائم شاہ نے عنود کو بالوں سے پکڑے اس کے ہونٹوں کو چوسنا شروع کر دیا یہاں تک کہ
عنود کے لبوں سے خون نکلنے لگا عزائم کو جیسے ہی خون کا زائقہ محسوس ہوا وہ عنود سے الگ
ہوا اور ریش ڈرائیونگ کرتے ابھاج کے بنگلو تک پہنچا

عنود کو بانہوں میں لیے وہ جیسے ہی اندر پہنچا سامنے ہی ابھاج شاہ کو دیکھ کر اسے نظر انداز
کر تا عنود کے کمرے کی طرف بڑھا

عنود کو بیڈ پر لٹاتے کمفر ٹراوڑھتا کمرے سے نکلا اور ابھاج کے پاس جا کر بیٹھا وہ بغور اسے
دیکھنے لگا اسے اس شخص پر رحم آ رہا تھا جو اپنی بیٹی کی اس حالت پر سر ہاتھوں میں لیے
پریشان بیٹھا تھا



رات کے آخری پہر میں وہ لڑکا بازار حسن کی ان گلیوں سے ہوتا ہوا ایک کوٹھے پر پہنچا یہ کوٹھا اس بازار کا سب سے بڑا اور پر رونق کوٹھا تھا وہ جیسے ہی کوٹھے میں داخل ہوا اسے
 — سنسان دیکھ ایک زخمی مسکراہٹ اس کے لبوں پر بکھری

ہر کمر اندر سے لاک تھا وہ جانتا تھا کہ زمانے کے یہ نام نہاد شرفاء اندر بازار حسن کی عورتوں کے تلوے چاٹنے میں مصروف ہوں گے سب حوس کے پجاری ہیں وحشی
 — درندے

وہ شہوت کے اس کھیل سے بری طرح الرجک تھا کچھ عرصہ تک تو اسے اس بازار کی عورتوں کو خوف خدا یاد کراتے دیکھا گیا تھا مگر اب اس کے اندر بھی باقی سب کی طرح
 — حوس نے ڈیرہ جمایا تھا

وہ خرم تھا اس کوٹھے کی سب سے حسین عورت کا بیٹا — وہ سترہ سال تک اپنی ماں سے اپنے باپ کا نام پوچھتا رہا جب مرنے سے ایک روز قبل اس کی ماں نے اسے بتایا کہ وہ اس شہر کے معزز ترین خاندان کے نامی گرامی شخصیت کا بیٹا ہے جس نے اس کی ماں کے

ساتھ رنگ ریاں منائی تھیں اور یہ جانتے ہوئے کہ اس کی گود میں جو بچہ ہے وہ اس شخص کا ہے، وہ اسے اور اس کی ماں کو اپنانے سے انکار کر چکا تھا اسے فقط اپنی خاندانی ساکھ کو بچانا تھا

وہ شخص اور کوئی نہیں شاہ حویلی کا بڑا بیٹا حیدر شاہ تھا۔ جس کے دنیا کی نظر میں دو بیٹے تھے
مگر ایک بیٹا اس کا بازار حسن کی ان گلیوں میں رتنا پھر رہا تھا خرم

خرم نے اس دن سے عہد کر رکھا تھا کہ وہ اس عظیم خاندان کی لاڈلی بیٹی التفات شاہ کو کہیں
منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑے گا

اسے آج ہی التفات کی منگنی کی خبر مل چکی تھی اس نے التفات سے رابطہ کی کوشش کی
مگر اس نے اسے ہلاک کیا تھا آج اس نے کچھ سوچتے ہوئے التفات کو دوسرے نمبر سے
کال کی اور اسے وہ ساری ویڈیوز اور تصویریں دوبارہ سینڈ کی جن کو دیکھتے التفات شاہ کے
پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی

دیکھو خرم مجھے معاف کر دو۔۔۔ التفات نے اسے کال کرتے کہا

کردوں گا بس کل تم مجھ سے ملنے آؤ۔۔۔ التفات شاہ نے خرم کی بات سنتے کچھ سوچتے ہوئے اس سے ملنے کی حامی بھری۔۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ جس بربادی سے اسے عالین نے نکالا تھا وہ اب خود چل کر وہاں جا رہی ہے

لوگ کہتے ہیں کہ باپ کا کیا بیٹی کے سامنے آتا ہے مگر لوگ یہ نہیں جانتے کبھی کبھی ماں کا کیا بیٹی کے سامنے آتا ہے۔۔۔ قدرت کے انصاف کا وقت ہونے والا تھا یہاں سب عالین کو بدکار کہتے تھے جبکہ درحقیقت شاہ حویلی کے کئی مکین بدکاری میں اپنی مثال آپ تھے

نوٹ : مجھے بہت افسوس ہو رہا آپ ریڈرز کو 450 کا ٹارگٹ ہی دیا تھا ناں مگر آپ لوگ وہ پورا نہ کر سکے۔۔۔ یہ نہیں ہے کہ آپ لوگ ناول پڑھتے نہیں ناول 3000+ لوگ پڑھتے مگر لائن ریویو فقط چند لوگوں کا۔۔۔ مجھے باقی سب رائٹرز کا علم نہیں مگر میں لائنک

اور ریویوز کے لئے ہی لکھتی ہوں کچھ ممبرز انبکس میں آکر پوچھتے اپنی کیوں نہیں آئی واللہ
— میں نے ان کو کبھی پیج پر کمنٹ کرتے نہیں دیکھا

خیر میرے کچھ ریڈرز جو مجھے سپورٹ کرتے ہیں میں ان کی وجہ سے اپنی دے رہی ہوں —
ناؤ لیٹ سی 6000 ورڈز کی اپنی پر آپ لوگ کیا رسپانس دیتے

#بدکار

#ماہی_راجپوت

#لاسٹ_ای پیسڈ

#پارٹ_1

#boldromanticnovel

#Do_not_copy_paste_without_my_permission

نوٹ : آخری قسط چار حصوں پر مشتمل ہے۔ دوسرا حصہ تبھی آئے گا جب اس قسط پر رسپانس اچھا ہوا

التفات آج خرم سے ملنے اس کے فلیٹ پر آئی تھی اس کے دل میں خوف اور ڈر تھا مگر وہ خرم کی دھمکیوں سے ڈر گئی تھی وہ اب زائق کو اپنی طرف سے بدگمان نہیں ہونے دینا چاہتی تھی

التفات اب ایک صوفے پر بیٹھی اپنی غلطیوں پر پکھتا رہی تھی اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس نے اپنے باپ ابتہاج شاہ کی عزت داؤ پر لگائی ہے

ابتہاج شاہ بھلے ہی شاہ حویلی والوں سے بات نہیں کرتا تھا مگر پھر بھی وہ التفات کے لئے حویلی ضرور آتا کچھ سال پہلے ابتہاج کی التفات کے لئے محبت کم ہو گئی تھی مگر اس کے باوجود وہ التفات کی پرواہ کرتا تھا زامیہ نے التفات کو ہمیشہ غلط راستے پر چلایا اسے کبھی صحیح غلط جائز ناجائز کی پہچان نہیں کروائی التفات جیسے جیسے بڑی ہوتی جا رہی تھی اسے ایک بات کی سمجھ آ گئی تھی کہ اس کی ماں زامیہ شاہ اس کے باپ کی بد سکونی اور بے اعتنائی کی وجہ ہے

وہ نفس اور شہوت کے ہاتھوں اتنی مجبور ہو گئی تھی کہ وہ ابہاج شاہ اور اس کی عزت کو
— بے مول کرتی رہی تھی مگر اسے اس بات کا قطعاً احساس نہ ہوا

خرم جو کہ سامنے ہی صوفے پر بیٹھا سگریٹ سلگا رہا تھا وہ سگریٹ کو جوتے کے نیچے مسلتا
اس کی طرف بڑھا اور اس کے معصوم چہرے کی طرف دیکھتا دل ہی دل میں بولا

تم بہت خوبصورت ہو التفات اور بہت معصوم بھی — مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں اپنے
انتقام کے لئے استعمال کر رہا ہوں — مگر میں کیا کروں تمہارے تایا نے جو میرے
ساتھ کیا وہ میرے اندر ایک چنگاڑی کی طرح بھڑک رہا ہے
اس نے میری ماں سے کہا تھا کہ اس کا خاندان بہت عظیم ہے اس کے خاندان کی عورت
— سات پردوں میں چھپی، پاکیزہ نفس اور عزت دار ہوتی ہے

میں تمہارے تایا کے اس غرور کو مٹانا چاہتا ہوں اس کے گھمنڈ کو پاش پاش کرنا چاہتا
— ہوں

التفات جو کہ خرم کی نظروں سے کنفیوز ہو رہی تھی اسے خرم کی بولتی نظریں خاموش زبان
خوفزدہ کر رہی تھی اس نے کانپتے ہوئے کہا

خرم فارگا ڈسک — مجھے بخش دو پلیز — التفات اس کے سامنے ہاتھ جوڑے پیٹھی
— تھی

کیوں التفات — تم نے مجھے بلاک کیا مجھے اریسٹ کروایا تمہیں کیا لگا کہ میں تمہیں معاف
کروں گا۔ ہرگز نہیں — خرم کی بات سن کر التفات نے حیرت سے سر اٹھا کر اس کی
طرف دیکھا

اریسٹ — بلاک — میں نے کچھ نہیں کیا — التفات نے نفی میں سر ہلاتے کہا

ریٹلی — ہا ہا ہا ہا ہا مجھے بیوقوف مت بناؤ — زامیہ شاہ تمہاری ہی ماں ہے ناں اس نے
مجھے یونی سے ایکسپیل کروایا مجھے ہر اسمنٹ کے کیس میں اریسٹ کروایا پچھلے ایک ماہ سے

میں جیل میں تھا۔ خرم نے آگے بڑھتے التفات کی ٹھوڑی کو اپنے ہاتھوں میں دبوچا
 — یہاں تک کہ تکلیف کی شدت سے التفات کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے
 خرم کو اس کے آنسوؤں سے کوئی فرق نہ پڑا اس نے آگے جھکتے التفات کے ہونٹوں پر
 — اپنے ہونٹ رکھے اس کی زبان کو قفل لگا دیا

التفات نے خرم کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے روکنے کی کوشش کی جنہیں خرم نے اپنے
 — مضبوط ہاتھوں میں دبوچ لیا

التفات چپ چاپ مجھے میرا کام کرنے دو ورنہ میں تمہارے ساتھ زبردستی بھی کر سکتا
 ہوں، — تمہارے اس جسم کو کتوں کے آگے پھینک سکتا ہوں — خرم کی دھمکی پر
 التفات سسم گئی

اس کی ماں زامیہ نے اس کو کس مقام پر لپچھوڑا تھا اس کے لئے کوئی راہ فرار نہ تھی اسے
 شدت سے اپنے باپ اور عالین کیانی کی یاد آئی مگر وہ اس دلدل میں بھی تو خود گری تھی

خرم نے التفات کے کندھے سے قمیض سرکائی اور اپنے لب اس کے کندھے پر رکھے
— اس کی سٹریپس کو بھی سرکانے لگا

وہ اسے یونہی اپنی بانہوں میں اٹھائے کمرے کی طرف بڑھا اور اس کے جسم کو برہنہ کرنا
شروع کیا خود بھی شرٹ لیس ہوا اور کتنی ہی دیر التفات کے سر آپے کو دیکھتا رہا پھر اپنے
لب اس کی تھائی پر رکھے اس کی ٹانگوں کو کھولا اور اس کے وجود پر قابض ہوا

خرم کے ہر عمل میں التفات کو غصہ اور نفرت محسوس ہوئی وہ اس کی شدتوں پر سہم اُٹھی
— تھی

خرم کافی دیر بعد التفات سے الگ ہوا اور اپنی پینٹ پہنتا ڈریسنگ سے ویڈیو کیمرہ اٹھا کر
— التفات کی طرف ایک تیکھی مسکراہٹ پھینکتا کمرے سے چلا گیا

التفات جو کچھ پل پہلے ہی پر سکون ہوئی تھی جیسے ہی ہوش میں آئی تو خود کو تنہا دیکھ پھوٹ
پھوٹ کر رونے لگی ایک ہتک کا احساس اس کی روح کو چھلنی کر گیا

— خرم اس کا ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر کے اب اسے تنہا چھوڑ کر جا چکا تھا

— کون تھی میں؟؟؟ خرم کی مسٹریس؟؟ طوائف؟؟ ایک شریف گھرانے کی بدکار لڑکی

— التفات وہیں لیٹی اپنا احتساب کرنے لگی آنسو اس کی آنکھوں سے رواں تھے



عزائم شاہ نے اپنے لیے ایک اپارٹمنٹ خریدا تھا وہ زواق کے ساتھ بالکل بھی نہیں رہنا
— چاہتا تھا سدید اکثر عزائم شاہ سے ملنے آتا رہتا تھا

عزائم اپنے روم میں بیڈ پر لیٹا کل رات والے واقعے کے بارے میں سوچنے لگا اس کے
— وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ عنود کو شراب پیتے دیکھے گا

سب سے بڑی ناقابل یقین چیز جو پیش آئی تھی وہ اس کا عنود کو کس کرنا تھا۔ اسے اپنے آپ سے شرمندگی محسوس ہو رہی تھی

وہ بیڈ سے اٹھتا ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا خود کو بغور دیکھ رہا تھا۔ ایک غصہ اور جنون۔ اس کی آنکھوں میں جھلکا

شٹ۔ ایسا کیسے کر سکتے ہو تم عزائم؟ وہ لڑکی تمہاری محبت لیے تمہاری زندگی ہے تم ایسے کیسے اس کی بے ہوشی کا ناجائز فائدہ اٹھا سکتے ہو؟ تم میں اور زواق شاہ میں فرق ہی کیا ہے پھر؟

عزائم شاہ نے یہ کہتے ہی ڈریسنگ سے ساری چیزیں ہاتھ مار کر پھینک دی

ہاؤکڈ یوڈو دس یو راسکل۔؟ یو بلڈی۔؟ تم عزائم شاہ محبت کے دعوے دار جسم کے پجاری نکلے۔ اپنی خواہش اپنی طلب کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے تم نے۔ یہ کہتے ہی اس نے اپنا ہاتھ مرر پر مارا

مر رٹوٹ گیا تھا اس کا ہاتھ بھی زخمی ہوا جس سے خون بہہ رہا تھا سدید جو ابھی ابھی اس کے
— روم کی طرف آیا تھا سامنے کا یہ حال دیکھ کر شکوہ ہوا اور پھر عزائم کو سہارا دیتے بیٹھایا

لالہ — کیا کر رہے ہو آپ؟؟ یہ سب کیا ہے؟ اس نے نا سمجھی سے عزائم کی طرف دیکھا
جو کہ اپنے ہاتھوں کو گھور رہا تھا
سدید نے جلدی سے نیچے جا کر اپنی گاڑی سے میڈیکل باکس نکالا اور عزائم کی پٹی کرنے
— بیٹھ گیا

مجھے بہت مان تھا کہ میں اپنی عنود اپنی زندگی کے جسم سے نہیں اس کی روح سے محبت کرتا
— ہوں مگر کل رات اس آئینے کی طرح میرا یہ مان چھن کر کے ٹوٹ گیا

میں اس مان کی ٹوٹی کرچیاں سنبھال نہیں پا رہا مجھے یہ کرچیاں درد دے رہی ہیں میں کیسے اس
کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھا سکتا ہوں؟؟ کیسے اس کو چھو سکتا ہوں؟ وہ تو صاف شفاف تھی میں
اسے کیسے گندہ کر سکتا ہوں؟ جس محبت کو میں اب تک اپنے سینے میں دفنائے بیٹھا تھا کیسے
اس پر عیاں کر سکتا ہوں؟؟

_____کیسے؟ ہاؤ؟

عزائم شاہ نے اپنے سر پر ہاتھ مارنا شروع کر دیا۔ وہ رو رہا تھا ہاں عزائم شاہ رو رہا تھا اور
_____سید شاہ اس دیوانے کی اس دیوانگی پر حیران ہوا

کمال کا ضبط رکھتا تھا عزائم شاہ اپنی زندگی کو اپنے ہی بھائیوں جیسے کزن کے ساتھ دیکھ
برداشت کرتا تھا

کیسا صاف شفاف کردار تھا عزائم شاہ کا جو اپنی محبت کو فقط ہاتھ لگانے پر نادم تھا تو دوسری
جانب اس کا لالہ تھا اپنی ہی بچپن کی محبت اپنی ہی پہلی چاہت کو یوں دنیا کے سامنے
بے مول کر دیا۔ اس کی عزت لوٹنے کی کوشش کی فقط اپنے نام نہاد بدلے کے
لئے _____



ابتہاج شاہ کو جب عنود کی اس حرکت کا علم ہوا تو وہ اسے اپنے ساتھ ایبٹ آباد لے کر آگیا۔ ایک ماہ ہو چکا تھا عنود کو بہت مشکل سے ابتہاج نے سنبھالا تھا وہ اکثر اس سے چھپ کر اس کے کمرے سے شراب کی بوتل اٹھا کر لے جاتی تھی ابتہاج شاہ کو جیسے ہی علم ہوا اس نے اپنے بنگلو سے شراب کی بوتلیں پھینکوا دی

عنود غصے اور سٹریس میں اس پر چیختی تھی چلاتی تھی مگر وہ چپ چاپ سنتا رہتا تھا عنود کو کھانے پینے کا ہوش نہ تھا ابتہاج زبردستی اسے کھلاتا

شام کو وہ اسے اپنے ساتھ گھومنے لے جاتا تھا ایبٹ آباد کے پر فضا مقام پر عنود کا دل بھی بہلنے لگا تھا

عزائم شاہ جو شوٹنگ کے سلسلے میں اس طرف آیا تھا وہ بھی عنود کو تسلی دیتا اور اسے کہنی دیتا تھا

آج ابتہاج شاہ عنود کو لے کر واپس اپنے راویلنڈی والے بنگلو آیا عنود کو گھر چھوڑ کر جانے کے بعد اس کا ارادہ التفات کے پاس جانے کا تھا

عنود۔ ابہاج شاہ نے عنود کو پکارا جو کہ گم صم سی ڈاننگ چیر پر بیٹھی پلیٹ میں چمچ چلا رہی تھی

جی۔۔۔ عنود نے ابہاج شاہ کو دیکھا جو کہ مٹھی پر ٹھوڑی ٹکائے اسے ہی دیکھ رہا تھا

بیٹا میں آپ کی چھوٹی بہن کے پاس جا رہا ہوں میں میڈ کو یہیں چھوڑ کر جاؤں گا کوئی پریشانی ہوئی تو مجھے کال کر دینا۔۔۔ ابہاج کی بات سن کر عنود کے دل میں درد اٹھا اس کی چھوٹی بہن التفات شاہ۔۔۔ اُس کے زاوی سائیں کی محبت۔۔۔ عنود کو چاہنے کے باوجود اس لڑکی سے نفرت محسوس نہ ہوئی شاید ان دونوں کی رگوں میں ایک ہی باپ کا خون تھا جو اسے پہلی نظر۔۔۔ میں التفات پر کشش لگی تھی

۔۔۔ اوکے۔۔۔ عنود یہ کہتے ہی اپنے کمرے کی طرف بڑھی



ابہاج شاہ جیسے ہی شاہ حویلی پہنچا سامنے ہی زامیہ کو دیکھ کر غصے سے مٹھیاں بھیلچتا التفات
— کے کمرے کی طرف بڑھا

شاہ سائیں — زامیہ بھاگتی ہوئی اس کے قریب پہنچی

ڈونٹ یوڈیئر ٹوچ می بلڈی بچ — ابہاج شاہ نے زامیہ کی طرف غصیلی نظروں سے
دیکھتے

وارنگ دی

زامیہ نے اپنے قدم پیچھے کی طرف موڑ لیے میجر زاوق اور سدید یہ منظر دیکھ کر حیران ہوئے

ابہاج شاہ التفات کے کمرے کی طرف بڑھا — التفات جو کہ اس دن کے بعد خود کو کمرے
میں بند کیے بیٹھی تھی دروازہ کھلنے کی آواز سن کر چلا اٹھی

فارگاڈسیک مام— چلی جائیں یہاں سے بہت انٹرفیئر کر لیا آپ نے میری لائف
میں— التفات اس دن کے بعد سے زامیہ پر چیختی چلاتی تھی وہ اسے قریب بھی بھٹکنے نہ
— دیتی تھی ابھی بھی اسے لگا کہ زامیہ آتی ہے

— التفات

— ابہتاج کی پکار پر التفات نے سر اٹھایا اور ابہتاج کو دیکھتے ہی اس کی طرف لپکی

— بابا— بابا آپ کہاں چلے گئے تھے مجھے پلیز یہاں سے لے جائیں
التفات نے روتے ہوئے ابہتاج سے کہا

التفات میری پرنسز— میں آپ کو لینے ہی آیا ہوں— میں اب اس زاق حیدر شاہ کا گندا
— سایہ بھی اپنی سیٹیوں پر نہیں پڑنے دوں گا
التفات نے سر اٹھا کر ابہتاج کی طرف دیکھا اور بولی

— کیا مطلب بابا؟

مطلب یہ کہ میں آپ کی اس زاو کے ساتھ شادی نہیں ہونے دوں گا۔ بیٹا وہ بالکل بھی اچھا آدمی نہیں۔ التفات نے ابہاج کی بات سنتے نفی میں سر ہلایا اور اس سے دور ہوئی۔

التفات۔ میری بات سنو۔ ابہاج شاہ اپنی بیٹی کی آنکھوں میں محبت کے رنگ دیکھ چکا تھا وہ اسے سمجھانے کے لئے آگے بڑھا مگر التفات کے الفاظ نے اسے منہ کے بل گرایا۔

میں بہت بد نصیب ہوں جو زامیہ شاہ اور ابہاج شاہ کے گھر پیدا ہوئی۔ آپ دونوں نے میری زندگی برباد کی مجھے کبھی وقت نہیں دیا۔ بابا آپ۔ آپ کے پاس اپنی اس مسٹریس کے لئے وقت تھا جبے آپ پچھلے ایک ماہ سے اپنے ساتھ لے کر گھوم پھر رہے مگر میرے لیے آپ کے پاس وقت نہیں تھا جب مجھے آپ کی سب سے زیادہ ضرورت تھی

التفات کے الفاظ نے ابتهاج کو شکد کر دیا وہ غصے سے آگے بڑھا اور ایک تھپڑ التفات کے منہ پر مارا

تمہاری جرأت کیسے ہوئی مجھ سے اس طرح بات کرنے کی؟؟ باپ ہوں میں تمہارا۔۔۔ ابتهاج شاہ نے چیختے ہوئے کہا

باپ ہو آپ میرے؟؟ احساس ہو گیا کہ آپ باپ ہیں؟ بیٹی کی عمر کی لڑکی کے ساتھ معاشرۂ چلاتے آپ کو شرم نہیں آئی؟؟ کیا لگتا ہے آپ کو مجھے آپ کی عیاشیوں کا علم نہیں؟ سب جانتی ہوں آپ کا اس ملک کی مشہور ایکٹریس عنود درانی سے افیمر چل رہا۔۔۔ التفات نے بھی چیختے ہوئے کہا

سب لوگ ان کی آوازیں سن کر وہاں اکٹھے ہوئے تھے اس وقت اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو میں اسے یہیں قتل کر دیتا۔۔۔ دو منٹ میں شکل گم کرو اپنی۔۔۔ آئی سیڈ گیٹ لاسٹ فرام ہیئر

ابتہاج نے التفات کو وارنگ دیتے کہا۔ مگر التفات بھی اسی کی بیٹی تھی اس کی
آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولی

کیوں اتنی تکلیف کیوں؟ کیا کریں گے آپ؟ میرا قتل کریں گے؟ کر دیں بابا۔ بٹ اس
حقیقت سے آپ ابھی بھاگ نہیں سکتے کہ عنود رانی آپ کی مسٹریس ہے۔ وہ آپ کے
علاوہ جانے کتنے مردوں کا بستر گرم کرتی ہوگی۔ التفات کے یہ الفاظ میجر زاق کے دل
میں درد اٹھنے کا سبب بنے
اس نے زور سے آنکھیں میچ لیں
ابتہاج شاہ نے آگے بڑھتے اس کے منہ پر زوردار طمانچے مارے

سدید نے آگے بڑھتے اسے بمشکل قابو کیا

چھوڑو مجھے تم لوگ میں جان سے مار دوں گا اس لڑکی کو۔ اس نے میری عنود کے بارے
میں بکواس کی۔ تم جاننا چاہتی ہو میری عنود کون ہے میرے لیے؟ ابتہاج شاہ نے
اسے کندھے سے پکڑے جھنجھوڑا

میرے جینے کی وجہ ہے وہ — میری زندگی ہے وہ — مجھ پر میرے رب کی طرف سے
 بھیجی گئی رحمت ہے وہ جسے اس ظالم دنیا نے مجھ سے دور کر دیا — وہ عنود درانی نہیں عنود
 شاہ ہے ابہتاج شاہ کی بڑی بیٹی — تم نے باپ بیٹی کے رشتے کو پامال کیا ہے التفات
 — شاہ اور میں تمہیں اب اس کے لئے کبھی معاف نہیں کروں گا — بھاڑ میں جاؤ تم
 یہ کہتے ہی ابہتاج شاہ نے اسے دھکے دیا اور التفات کا سر دیوار سے جا لگا — شاہ حویلی کے
 سب لوگ ابہتاج کے اس انکشاف پر شاکہ ہو گئے — التفات
 — شاہ ڈبڈباتی نظروں سے ابہتاج کو خود سے دور جاتا دیکھ رہی تھی
 وہ سر پکڑ کر رونے لگی یہ اس نے کیا کر دیا تھا؟



سید اور مریمہ کی بات چیت بند تھی مریمہ آج شاپنگ کے لئے گئی جب راستے میں اس کی
 گاڑی خراب ہو گئی اس نے ابھی ابھی ڈرائیونگ سیکھی تھی

وہ سنسان راستے پر گاڑی خراب ہونے کے سبب پریشان ہو گئی اور اب لفٹ کا انتظار کرنے لگی اس کے فون کی بیٹری بھی ڈیڈ ہو چکی تھی ابھی وہ بیچ سڑک پر کھڑی آٹو کی تلاش میں تھی جب اسے تین ہیٹے کٹے لڑکے اپنی طرف آتے دکھائی دیے

وہ لڑکے شکل سے ہی اونچے گھروں کے لوفر اور آوارہ لگ رہے تھے مریحہ پر لکچی طاری ہوئی وہ کتنی ہی بولڈ سہی مگر اس کے ساتھ ایسی سچویشن پہلی بار ہوئی تھی اس نے تیز قدم اٹھاتے وہاں سے جانے کا ارادہ کیا جب ان لڑکوں نے اسے پکڑا

ارے ببل— کہاں جا رہی ہو؟

— کیا ہاٹ مال ہے

اسے تو پہلے میں ٹیسٹ کروں گا۔ وہ لوگ مریحہ کے سینے کو نوچنے لگے اسے ہر اس کر رہے تھے

مریخہ نے ایک لڑکے کے پیٹ میں مک مار مارے اور دوسرے کو اپنی کہنی مار مارے اور وہاں
 سے بھاگنے کی کوشش کی جب دو اور لڑکے اس کو سامنے نظر آئے
 اب مریخہ صحیح معنوں میں خوفزدہ ہوئی اس نے مدد کے لئے دل سے دعا کی

اللہ جی پلیز کیپ می سیو۔ میں آئندہ اکیلی گھر سے باہر نہیں نکلوں گی۔ میں اچھے اچھے
 کام کروں گی۔ مریخہ دل ہی دل میں بڑبڑا رہی تھی جب ایک لڑکے نے اس کا اپرا تارا اور
 مریخہ کی ایک زوردار چیک نکلی



ابتہاج شاہ غصے میں شاہ حویلی سے نکلا جب اسے راستے میں ایک لڑکی نظر آئی جو کہ کچھ
 لڑکوں میں بری طرح گھری چلا رہی تھی

ابتہاج شاہ غصے میں گاڑی سے نکلا اور وہ لڑکی جو زمین پر لیٹی مدد کے لیے چلا رہی تھی اس پر
 جھکے لڑکے کو پیچھے سے جا کر دبوچا اور ایک پیچ اس کے منہ پر مارا

دوسرا لڑکا آگے بڑھا تو ابھاج نے اسے ٹانگ ماری اور ایک کا منہ اپنی گاڑی کی بونٹ پر
— مارا

مریخہ نے آنکھیں کھول کر ان لڑکوں کی درگت بنتے دیکھا تو اٹھتی ہوئی اپنا پر پہنتی گاڑی کی
بونٹ پر بیٹھ کر انجوائے کرنے لگی

واقے اسے اور ماریں — زور سے ماریں — مریخہ پر جوش سی ابھاج کو گائیڈ کر رہی تھی جو
— کہ وحشیوں کی طرح ان پر حملہ آور تھا

— کون ہو تم؟؟ ایک لڑکے نے اس سے پوچھا

— اس کنگڈم کا اکلوتا بادشاہ ہوں میں ابھاج شاہ

ابھاج شاہ کی بات سن کر وہاں سب لڑکوں کے ہوش اُڑ گئے
اور مریخہ درانی کے منہ سے نکلا

"The Desiree"

وہ لڑکے خوف سے کانپ رہے تھے مریحہ کی ہنسی چھوٹ گئی وہ ابتہاج کو پکارتی بولی

— ہاٹ کیک — مجھے بھی ان لوگوں کو مارنا ہے — پلیز ٹیک می ان یور آرمز

— ابتہاج شاہ جو کہ ان لڑکوں کو مار رہا تھا یکدم وہ ساکت ہو گیا

ہاٹ کیک — جانے کتنی ہی یادیں اس کے ذہن میں گردش کرنے لگی جب وہ لڑکے ایک ساتھ اس پر حملہ آور ہوئے ایک لڑکے نے ابتہاج کو شراب کی بوتل ماری — جس کا کانچ ابتہاج کے بازو میں چبھا مگر وہ بڑے ضبط کے ساتھ ان سب کو ٹانگ مارتا خود سے الگ کرتا ایک ایک کا سر گاڑی کی بونٹ سے مارنے لگا

جب سب لوگ ہمت ہار کر اس کے پاؤں پڑ گئے

— سر ہمیں معاف کر دیں

— ابہاج شاہ کی ڈکشنری میں معافی کا لفظ نہیں ہے

اس نے کسی کو کال ملا تے کہا

— لوکیشن سینڈ کر رہا ہوں یہاں کچھ کتے ہیں ان کو جیل میں ڈال دو

ابہاج نے یہ کہتے ہی پیچھے مڑتے سکون سے بیٹھی ریا کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے اسے کمر

سے پکڑ کر اپنی بانہوں میں لیا

Kickthem—

ابہاج نے مریحہ سے کہا جس نے ان سب لڑکوں کو ٹانگیں ماریں اور ہنستے ہوئے ابہاج کی

گردن میں سر چھپا چکی تھی

پاگل لڑکی— ابہاج شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا

— داڈیزائر "مریخہ نے بھی آہستہ آواز میں کہا"

تم فلرٹ کر رہی ہو میرے ساتھ؟ ابہاج شاہ نے اسے بانہوں میں لیے سوال کیا

پیار آپ کرنے نہیں دیتے تو پھر فلرٹ ہی کر سکتی ہوں میں — مریخہ نے آنکھ دباتے کہا
تمہیں مجھ سے ڈر نہیں لگتا؟ ابہاج نے مریخہ سے پوچھا

— کیوں آپ ڈر یکولا ہیں؟ ریا نے بھی جواب دیا

— ڈر یکولا سے بھی زیادہ خطرناک

میں دلال ہوں — عزتوں کا لٹیرا — ابہاج نے سر دلجے میں کہا

آپ عاشق ہیں اور عشق کرنے والے دلالی نہیں کرتے — مریخہ نے اسے دیکھتے کہا

ابتناج نے اسے گاڑی میں بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی

ریا۔۔۔ گاڑی میں مکمل خاموشی کا راج تھا جب ابتناج نے مریحہ کو پرکارا

جی سن رہی ہوں۔۔۔ مریحہ نے ابتناج کی طرف دیکھے بغیر کہا

میں تمہارے باپ کا دوست رہ چکا ہوں تمہیں مجھ سے پیار کرنا فلرٹ کرنا زیب نہیں

دیتا۔۔۔ ابتناج نے اس کی طرف دیکھتے کہا

یہ لڑکی اسے پچھلے سات سال سے سٹالک کر رہی تھی عنود کے پل پل کی خبر بھی وہی دیتی

تھی۔۔۔

کاش آپ میرے ڈیڈ کے دوست نہ ہوتے۔۔۔ میرے ڈیڈ نے تو آپ سے دشمنوں سے

بھی بدتر سلوک کیا ہے۔۔۔

میں بس ماضی کے ان رازوں سے پردہ ہٹانا چاہتی ہوں جو آپ سے اور ماما سے پوشیدہ
— ہیں

— ریا نے یہ دل ہی دل میں سوچتے اپنا رخ گاڑی سے باہر مناظر کی طرف کر لیا

اسے اب تہاج شاہ پچھلے سات سال سے اچھا لگتا تھا وہ اپنی فیلنگز کو کبھی کوئی نام نہ دے سکی
اس کا عزائم کی طرف مائل ہونا سب وقتی تھا مگر اب تہاج کے لئے اس کی فیلنگز آج بھی ایسی
ہی تھی وجہ وہ خود نہیں جانتی تھی وہ اپنی ماں کے دامن سے بدکار کا ٹیگ ہٹانے کے ساتھ
ساتھ اب تہاج شاہ کی بے گناہی بھی ثابت کرنا چاہتی تھی



اب تہاج نے جیسے ہی گاڑی درانی ہاؤس کے سامنے روکی تو اسی وقت سالار اپنی گاڑی سے
نکلا۔۔۔ مریحہ سالار کی طرف بڑھی اور اسے سب کچھ بتایا سالار نے اب تہاج کا شکریہ ادا
کرنے کے لئے اس کی گاڑی کے مرر پر ناک کیا

ابتہاج نے شیشہ نیچے کرتے سالار کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا سالار نے خود پر قابو پاتے کہا

تھینکس ابتہاج تم نے میری بیٹی کی عزت اور جان بچائی۔ میں تمہارا یہ احسان۔۔۔ اس سے پہلے کہ سالار اپنا جملہ مکمل کرتا ابتہاج نے اسے ٹوکتے کہا

اٹس اوکے مسٹر درانی۔۔۔ تم نے بھی تو میری بیٹی کو اپنی بیٹی کی طرح رکھا میرا فرض بننا۔۔۔ ہے تمہاری بیٹی کی حفاظت کرنا اس نے مریحہ کی طرف دیکھتے کہا ابتہاج شاہ جیسے ہی گھر پہنچا سامنے ہی عنود پریشانی میں ٹہل رہی تھی اسے دیکھتے ہی غصے میں بولی

کہاں چلے گئے تھے آپ؟ اپنی لاڈلی التفات کے لئے آپ کے پاس اتنا ٹائم تھا مجھے بھول گئے۔۔۔ بھول گئے کہ ایک اور بھی بیٹی ہے آپ کی۔۔۔ عنود کی بولتے بولتے جیسے ہی اس کے بازو پر نظر پڑی تو شکا کڈ ہو گئی اس کے بازو سے خون بہہ رہا تھا

عنود نے ابہاج کی طرف دیکھتے کہا

یہاں بیٹھیں۔ کس کے ساتھ غنڈہ گردی کی آپ نے؟ میڈیکل باکس۔ عنود اسے صوفے پر بٹھاتی اب میڈیکل باکس ڈھونڈ رہی تھی

میڈیکل باکس نہیں ہے یہاں۔ ابہاج فقط اتنا بولا

سیریسلی۔؟ اتنے بڑے آئی جی ہیں آپ اور آپ کے گھر میڈیکل باکس نہیں ہے۔ عنود کمر میں ہاتھ ڈالے اس سے نفیشتی انداز میں بولی

جب ابہاج کا ملازم بھاگتا ہوا ڈیٹول اور کاٹرز بینڈیج رول لے کر پہنچا عنود ابہاج کے پاؤں میں بیٹھی اس کے زخم کو صاف کرتی بڑی مہارت سے شیشے نکال رہی تھی وہ بالکل پروفیشنل ڈاکٹر لگ رہی تھی ابہاج مسکرایا

عنود نے اسے گھورتے ہوئے بینڈیج کی اور پھر دودھ کا گلاس تھا کرا اپنے کمرے میں چلی گئی

ابتہاج شاہ کے زہن میں جھکڑ چل رہے تھے اس کی بیٹی التفات نے آج اسے منہ کے بل گرایا تھا

سالار درانی کو مریحہ کے زریعے زاویق کی اس حرکت کا علم ہوا تو اس نے عالین کیانی کو سب کچھ بتایا عالین شاکڈ ہو گئی

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ میرا زوی ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ ابتہاج جھوٹا ہے۔ عالین نفی میں سر ہلاتے بولی

جھوٹے وہ نہیں ہیں ماما۔ جھوٹے زاویق شاہ ہیں۔ انہوں نے آپنی کے ساتھ فلرٹ کیا ان سے محبت کا جھوٹا ڈرامہ کیا۔ اور پھر ان کی بہن کے ساتھ ریلیشن بنایا ماما انہوں نے آپنی کی عزت لوٹنے کی کوشش کی اگر اس روزا ابتہاج شاہ نہ ہوتے تو آپنی اپنی عزت سے ہاتھ دھو بیٹھتی

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ میرا زامی ایسا نہیں کر سکتا۔ عالین وہیں
— صوفے پر بیٹھی سر پر تھپڑ مارنے لگی

— اس سب کی ذمہ دار تم ہو عالی۔ زامق نہیں۔ سالار نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا

— عالین شاکڈ سی اسے دیکھنے لگی
تم نے ایک ماں ہونے کے ناطے عنود کو محبت کرنے سے نہیں روکا۔ یہ جانتے ہوئے
بھی کہ شاہ حویلی میں عنود کی کیا ریپوٹیشن ہے تم نے اسے زامق کے قریب جانے سے
— نہیں روکا

جاؤ بتاؤ اپنی بیٹی کو تم نے اسے نہیں روکا۔ تم نے التفات سے زامق کی منگنی کروائی یہ
سوچ کر کے جو تمہارے ساتھ ہوا وہ اس کے ساتھ نہیں ہوگا۔ تمہاری بیٹی دنیا کو فیز
— کر لے گی وہ زامق کو بھول جائے گی

جاؤ کہو اپنی بیٹی کو کہ کتنی غلط تھی تم — تمہاری اس غلطی کی وجہ سے ہماری بیٹی کی زندگی
— سپاٹل ہوئی ہے

جاؤ کہو اسے کہ زاق نے اس کے ساتھ وہی کیا جو تمہارے ساتھ عنود کے باپ نے کیا —
پیار تم سے کیا — شادی زامیہ سے کی
جاؤ کہو اسے — ہر قدم پر زاق تمہیں دھوکہ دیتا رہا تمہاری آنکھوں میں دھول جھونکا —
— تم نے شاہ حویلی کے کسی فرد پر اعتبار کیسے کر لیا عالین

سالار نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا

اسی وقت زاق وہاں آیا جب عالین نے اسے دیکھتے ہی استفسار کیا

کیا تم نے عنود کی عزت لوٹنے کی کوشش کی؟ اس کے ساتھ محبت کا ڈرامہ کیا؟
عالین نے زاق سے سوال کیا اس کی آنکھوں میں ایک حسرت تھی کہ زاق اسے انکار
کر دے گا وہ کسے گا کہ یہ سب الزام ہے — مگر زاق کی خاموشی نے عالین کو شک ڈ
— کر دیا

زاوی — کیوں کیا تم نے ایسا؟ ہاں بولو یو ڈیم اٹ — عالین نے اسے کالر سے پکڑتے
کہا

کیونکہ وہ ابہاج شاہ کی بیٹی ہے آپ کے مجرم کی —. زاوی نے پیچھے ہونے کہا

عالین نے ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا اور پھر دوسرا تھپڑ مارا

— عالین نے اب کی بار خود کو تھپڑ مارنا شروع کیے

وہ ابہاج کے ساتھ ساتھ میری بھی بیٹی تھی تمہاری آنی کی بیٹی تھی زاوی — تم نے مجھے
میری اولاد کی نظروں میں گرا دیا — تم نے مجھے خود کی نظروں میں گرا دیا زاوی — آج
کے بعد مر گئی تمہاری آنی تمہارے لیے — عالین کیانی ساتھ ساتھ خود کو مار رہی تھی

آنی پلیز ایسا مت بولو۔ آنی میں شرمندہ ہوں آنی میں وعدہ کرتا ہوں میں ہماری باربی کو واپس لے کر آؤں گا۔ زاق نے عالین کو قافو کرتے کہا

۔ عالین نے اسے خود سے دور کرتے اپنے گھر سے دھکے مار کر نکالا

میجر زاق نے دن رات عالین کو منانے کی کوشش کی مگر وہ خود کو کمرے میں بند کیے بیٹھی تھی اس کے لئے یہ تصور ہی مشکل تھا کہ اس کا زاق کسی لڑکی کے ساتھ ایسی حرکت کر سکتا ہے اور لڑکی بھی اس کی اپنی بیٹی

دن یونہی گزرتے رہے اور میجر زاق عالین سے معافی کا طلبگار بنا اس کے در پر آتا مگر اسے خالی ہاتھ لوٹنا پڑتا

دوسری جانب التفات کی طبیعت خراب رہنے لگی وہ ہر وقت کمرے میں بند رہتی زامیہ کو قریب بھی نہ بھٹکنے دیتی

زامیہ شاہ اپنی بیٹی کی اس حالت پر کڑھتی تھی اس کے انجام کا وقت قریب آنے والا

تھا۔



میجر زاوق کے دن رات کسی عذاب کی مانند گزرتے تھے اس پر ابھی انکشاف ہوا کہ وہ عنود
کی محبت میں بہت بری طرح گرفتار ہے



آج عزائم شاہ ابہتاج سے ملنے اس کے گھر پہنچا تو سامنے ہی عنود جھولے پر بیٹھی رو رہی تھی

—

اس کے ذہن میں اس رات پارٹی والے سب مناظر کسی فلم کی مانند چل رہے تھے
عزائم اس کے قریب گیا اور گلا کھنکھارتے اسے اپنی جانب متوجہ کیا

May I join you??

عزائم نے مسکراتے ہوئے سوال کیا

ارے آپ — بیٹھیں — عنود نے مروتا کہا

— لگتا ہے آپ کا غم ابھی کم نہیں ہوا
عزائم نے سوال کیا

میں آپ کے اب تک کے تعاون کے لئے آپ کو تحینکس کہہ چکی ہوں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کو میری زندگی کی ہر بات جاننے کا حق حاصل ہے۔ مجھے آپ کی مزید انٹرفیئرنگ نہیں چاہیے اپنی لائف میں — میں اس وقت اکیلی رہنا چاہتی ہوں پلیز ڈونٹ مانسٹ۔ عنود یہ کہتے ہی اپنے کمرے کی طرف جانے لگی جب عزائم نے اسے روکا

میں چلا جاتا ہوں یہاں سے مگر اس طرح مت رو عنود۔ رونا ہر مسئلے کا حل نہیں
— ہوتا

عزائم نے اس کے آنسو صاف کرتے کہا

مجھ پر جو گزر رہی ہے وہ آپ نہیں سمجھ سکتے
 بڑی بڑی باتیں کرنا بہت آسان ہوتا ہے اگر آپ میری جگہ ہوتے تو شاید آپ میرا درد
 سمجھ سکتے کہ آنسوؤں کو روک پانا کتنا مشکل ہوتا ہے وہ بھی تب جب آپ کا سب کچھ چھین
 چکا ہو

عنودیہ کہتے ہی عزائم کی طرف دیکھنے لگی

کاش — دکھ ہی سہی مگر ایک احساس تو ہوتا اور نہ میری زندگی میں کچھ بھی نہیں ہے نہ دکھ
 نہ خوشی، نہ یادیں نہ خواب، صرف ادھورا پن ہے میری زندگی میں — فقط لا حاصل سی
 خواہش

— وہ یہ کہتے ہی وہاں سے چلا گیا اور عنود اس کی پشت کو گھورتی رہی

#بدکار

#ماہی_راجپوت

#لاسٹ_ای پیسڈ

#پارٹ_ٹو

#boldromanticnovel

#Do_not_copy_paste_without_my_permission

میجر زاوق کے دن رات کسی عذاب کی مانند گزرتے تھے اس پر ابھی انکشاف ہوا کہ وہ عنود
— کی محبت میں بہت بری طرح گرفتار ہے



آج عزائم شاہ ابہتاج سے ملنے اس کے گھر پہنچا تو سامنے ہی عنود جھولے پر بیٹھی رو رہی تھی

اس کے زہن میں اس رات پارٹی والے سب مناظر کسی فلم کی مانند چل رہے تھے

عزائم اس کے قریب گیا اور گلا کھنکھارتے اسے اپنی جانب متوجہ کیا
May I join you??

عزائم نے مسکراتے ہوئے سوال کیا

ارے آپ — بیٹھیں — عنود نے مروتا کہا

— لگتا ہے آپ کا غم ابھی کم نہیں ہوا
عزائم نے سوال کیا

میں آپ کے اب تک کے تعاون کے لئے آپ کو تحینکس کہہ چکی ہوں مگر اس کا مطلب
یہ نہیں کہ آپ کو میری زندگی کی ہر بات جاننے کا حق حاصل ہے۔ مجھے آپ کی مزید
انٹرفیئرنگ نہیں چاہیے اپنی لائف میں — میں اس وقت اکیلی رہنا چاہتی ہوں پلیز ڈونٹ
مانڈ — عنود یہ کہتے ہی اپنے کمرے کی طرف جانے لگی جب عزائم نے اسے روکا

میں چلا جاتا ہوں یہاں سے مگر اس طرح مت رو عنود۔ رونا ہر مسئلے کا حل نہیں
— ہوتا

عزائم نے اس کے آنسو صاف کرتے کہا

مجھ پر جو گزر رہی ہے وہ آپ نہیں سمجھ سکتے
بڑی بڑی باتیں کرنا بہت آسان ہوتا ہے اگر آپ میری جگہ ہوتے تو شاید آپ میرا درد
سمجھ سکتے کہ آنسوؤں کو روک پانا کتنا مشکل ہوتا ہے وہ بھی تب جب آپ کا سب کچھ چھین
— چکا ہو

عنود یہ کہتے ہی عزائم کی طرف دیکھنے لگی

کاش۔۔۔ دکھ ہی سہی مگر ایک احساس تو ہوتا ورنہ میری زندگی میں کچھ بھی نہیں ہے نہ دکھ
نہ خوشی، نہ یادیں نہ خواب، صرف ادھورا پن ہے میری زندگی میں۔۔۔ فقط لا حاصل سی
— خواہش

— وہ یہ کہتے ہی وہاں سے چلا گیا اور عنود اس کی پشت کو گھورتی رہی

عنود جیسے ہی اندر ہال کی طرف بڑھی سامنے ہی میجر زاوق کو دیکھ اس کے چہرے کا رنگ
فق ہو گیا۔ وہ اسے اگنور کرتی اپنے کمرے کی جانب بڑھی جب زاوق نے اس کے بازو
سے پکڑتے اسے روکنے کی کوشش کی

دلبر سائیں میری بات سنو۔۔۔ میجر زاوق کی بات پر عنود نے اس کی طرف دیکھتے سرد
لہجے میں کہا

ہاتھ چھوڑیں میرا میجر زاوق حیدر شاہ۔۔۔ عنود نے ایک ایک لفظ چباتے کہا

میجر زاوق اس کے لب و لہجہ پر حیران ہوا پھر خود کو کمپوز کرتے بولا

دلبر سائیں۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ میں سب ٹھیک کر دوں گا۔۔۔ میجر زاوق کے لہجے
میں آس کا عنصر تھا جسے محسوس کرتی عنود نے اپنا ہاتھ چھڑواتے اس کے منہ پر تھپڑ
مارا۔۔۔

کس حق سے چھو آپ نے مجھے؟ ہاں۔۔۔ جواب دو کس حق سے میرے قریب آنے
تم؟ عنود نے میجر زاوق کے گریبان سے اسے پکڑا اور پھر غصے اور شدتی انداز میں بولی

مجھ پر اپنے سارے حق کھو چکے ہو تم۔۔۔ مجھے دلبر کہنے کا حق کھو چکے ہو تم۔۔۔ تم کیا سمجھتے
ہو تم میری ذات کی تضحیک کرو گے اور میں تمہاری ایک نظر عنایت پر دوڑتی ہوئی
۔۔۔ تمہارے پاس آؤں گی تو یہ بھول ہے تمہاری

میں اب تہاج شاہ کی بیٹی ہوں میجر زاوق حیدر شاہ۔۔۔ میں جتنی شدت سے محبت کرتی ہوں اتنی
۔۔۔ ہی شدت سے نفرت بھی کرتی ہوں

تم میرے باپ کو منہ کے بل گرا نا چاہتے تھے ناں۔۔۔ ارے گرے تو تم خود
ہو۔۔۔ انسانیت کے درجے سے۔۔۔ میری نظروں سے۔۔۔ ہارے تو تم خود ہو۔۔۔ دیکھو
اپنے چہرے کو غور سے تمہارے چہرے پر فقط ہار ہے
۔۔۔ کھودینے کی تکلیف۔۔۔ فقط خسارہ

عنود یہ کہتے ہی ہانپنے لگی جب زاوق نے اس کی طرف دیکھتے کہا

میں جانتا ہوں باربی میں نے بہت غلط کیا مگر میرا یقین کرو میں تم سے سچی محبت کرتا
ہوں۔۔۔ میجر زاوق نے ایک بار پھر اس کا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی جسے جھٹکتے عنود اس
کی طرف دیکھتے مسکرائی

محبت۔۔۔ محبت کی باتیں کرتے تم اچھے نہیں لگتے میجر زاوق حیدر شاہ۔۔۔ عنود نے اسے
۔۔۔ تمسخر اڑاتے کہا

میرا یقین کرو عنود۔۔۔ مجھے محبت ہے تم سے۔۔۔ میرے لیے ایک ایک پل کا ٹنا عذاب بن
چکا ہے

خدا را مجھ پر رحم کھاؤ۔۔۔ میجر زاوق کے لہجے کی تڑپ نے عنود کو حیران کر دیا۔۔۔ وہ۔۔۔
اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگی جہاں بلا کی سنجیدگی تھی اس کی آنکھیں کئی رتجگوں کی چغلی
۔۔۔ کھا رہی تھیں۔۔۔ عنود نے ایک گہرا سانس لیا اور بولی

تم سمجھتے تھے کہ محبت کے عذاب سے تم بچ جاؤ گے؟ تمہیں لگتا تھا کہ تم ہجر کی رات نہیں کاٹو گے؟ تو تم غلطی پر تھے میجر زاوق۔۔۔ جتنا میں تڑپی ہوں ناں اب اتنا ہی تم تڑپو گے۔۔۔ ہر پل۔۔۔ ہر لمحہ۔۔۔ ہر رات تمہاری کانٹوں پر گزرے گی۔ تم کبھی سکون حاصل نہیں کر پاؤ گے۔ تم سکون مانگو گے تمہیں نہیں ملے گا۔ مجھے محبت کی ان راہوں پر لا کر تنہا چھوڑنے، میری محبت میں کسی اور کو شریک کرنے، مجھ سے بے وفائی جیسا گناہ کرنے کا کفار ادا کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ تم میجر زاوق حیدر شاہ۔۔۔ عنود اس کی طرف تیکھی مسکراہٹ اچھالتی اونچی آواز میں بولی

گارڈ۔ میجر صاحب کو دھکے مار کر نکالو یہاں سے۔ یہ آئی۔ جی! بہتاج شاہ کی اجازت کے۔۔۔ بغیر ان کے گھر کی دہلیز میں داخل ہوئے ہیں

۔۔۔ عنود کی بات پر گارڈ سر ہلاتا میجر زاوق کو پکڑے لے گیا
میجر زاوق تو ایک ٹرانس کی کیفیت میں اسے دیکھ رہا تھا وہ واقعی بہتاج شاہ کی بیٹی تھی
۔۔۔ سفاک۔۔۔ مغرور۔۔۔ ظالم حسینہ



میجر زاوق کے جانے کے بعد عنود پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی جب اسے اپنے قریب کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ شخص اس کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھا اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیے بولا

میں جانتا ہوں تم ہمیشہ کی طرح آج بھی مجھے دھتکارو گی مگر میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خود کو کسی کے سامنے کمزور مت پڑنے دو۔ اپنے آپ کو مضبوط کرو اس کی بات پر عنود کے لب ہلے

آپ کبھی کچھ کھونے کی ازیت سے گزرے ہوتے تو میں آپ سے پوچھتی کہ کیسے آپ خود پر قابو پاتے ہیں۔؟؟

عنود کی بات پر اس نے لب بھینچ لیے عنود نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا کیا کچھ نہیں تھا! بہتاج شاہ کے چہرے پر — ازیت — درد — تکلیف — احساسات — جذبات جانے کون کونسا احساس تھا جو اس کے چہرے پر رقم ہوا

تم نے اسے پایا ہی کب تھا عنود — جو اس کے کھونے پر رو رہی ہو —! بہتاج شاہ کے جواب نے عنود کی زبان پر قفل لگا دیئے —! بہتاج مزید گویا ہوا

میری ازیتوں کا پوچھتی ہو تم؟ تم کیا جانو پا کر کھودینے کا احساس کیسا ہوتا ہے؟ میں نے — ایک بار نہیں دو بار پا کر کھویا ہے — اور یقیناً جانو دونوں بار کھودینے کی ازیت آج بھی! بہتاج شاہ کی ہستی ہلادیتی ہے

پھر عنود کی طرف دیکھتے مسکرایا

— نہیں سمجھی؟! بہتاج شاہ کے سوال پر عنود نے نفی میں سر ہلایا

— پہلی بار عالین کیانی کو پا کر کھویا تھا میں نے دوسری بار اپنی بیٹی عنود کو پا کر کھویا میں نے

میں کبھی کسی کے سامنے نہیں رویا میں کبھی کسی پر کھلا نہیں۔ لوگ سمجھتے مجھے درر نہیں
— ہوتا

لوگ ٹھیک ہی کہتے ہیں عنود۔ مجھے درد نہیں ہوتا عنود کیونکہ درد تو زندہ انسانوں کو ہوتا ہے
ناں میں تو اس روز ہی مر گیا جس روز مجھے میری ہی محبت شادی ہال میں تنہا چھوڑ کر سالار
— کے ساتھ بھاگ گئی

میں تو اس صبح ہی مر گیا عنود جب میری محبت نشے میں دھت شاہ حویلی مجھ سے طلاق لینے
— آئی

تم نے کبھی مردہ انسان کو زندہ ہوتے دیکھا ہے۔؟ اب تہاج نے عنود سے استفسار کیا
— عنود نے نفی میں سر ہلایا جانے کیوں وہ اب تہاج کو سننا چاہتی تھی

میں نے دیکھا یے خود کو۔ دوبارہ سے جیتے ہوئے۔۔۔ اب تہاج کسی غیر مرنی نقطے پر
نظریں ٹکائے عنود سے بولا

جب سالار درانی میرے پاس آیا مجھے بتایا کہ میری بیٹی اس کے پاس ہے میں جو مردہ وجود
تھا میرے احساسات مر چکے تھے میں یہ بات سنتے ہی ایک بار پھر سے جی اٹھا

عنود تم مجھے ہر رشتے سے بڑھ کر عزیز ہو گئی اس لئے نہیں کہ تم میری بیٹی تھی بلکہ اس لئے
— کہ تم میری یکطرفہ محبت کی نشانی تھی جو عالین کیانی کے پیٹ میں پلتی رہی

محبوب سے وابستہ ہر چیز ہر رشتے سے محبت ہوتی ہے اور اب تہاج شاہ کو اپنی محبت کی واحد
— نشانی عنود شاہ سے بے تحاشہ محبت ہے

— عنود جب آپ نے مجھ سے کہا ناں کہ میں چلا جاؤں اس روز میں پھر سے مر گیا

ابتہاج شاہ اپنے دامن کو عنود کے سامنے پھیلائے بولا

دیکھو میرے پاس کیا ہے؟؟ نہ محبت، نہ دوست، نہ مخلص بیوی، نہ اولاد۔۔۔ سب کچھ
—عالمین کیانی کے پاس ہے میرا سب کچھ اس کے پاس ہے

مجھے ان چیزوں نے کمزور نہیں بنایا عنود میں مضبوط ہو گیا ہوں۔۔۔ کیونکہ عالمین کو اور آپ کو
—اب التفات کو کھونے نے بعد میرے پاس اب کچھ کھونے کو نہیں بچا

۔۔۔ ابتہاج نے عنود کی آنکھوں کے آنسو صاف کیے

آنسو انسان کو کمزور بناتے ہیں عنود۔۔۔ اگر کوئی فیصلہ لیا ہے تو اس فیصلے پر قائم رہنا سیکھو
—یہ آنسو تمہیں تمہارے مقصد تک پہنچنے نہیں دیں گے

تم خود پر غور کرو تم کیا تھی عنود؟ تم کیا بن چکی ہو؟

ہم جس چیز کو کھونے سے ڈرتے ہیں ناں جب وہ چیز ہمارے ہاتھ سے نکل جاتی تو ہم بے خوف ہو جاتے ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ میری بیٹی عنود اب رشتوں کو کھونے کے خوف سے اپنے آپ کو قید نہ کرے اپنی خوشیوں کا گلہ نہ گھونٹے۔ آپ اڑنے کے لئے۔ بنی ہو عنود اونچی اڑان بھرنا سیکھا ہے تو سب کچھ کھو کر بھی خوش رہنے کا ہنر سیکھو۔

— یہ کہتے ہی ابتہاج شاہ وہاں سے چلا گیا اور عنود کے لئے سوچوں کے کئی درواہ کر دیئے



عالین کیانی آج کافی دنوں بعد گھر سے نکلی پنک قمیض اور وائٹ پلین پینٹ ٹراؤزر پہنے بالوں کو کھلا چھوڑے وہ ابتہاج شاہ کے بنگلو پہنچی

— وہ جیسے جیسے قدم بڑھا رہی تھی پرانی یادیں کسی ناگ کی طرح اسے ڈسنے لگیں

— کیا کام ہے بی بی؟ گارڈ نے اسے دیکھتے ہی سوال کیا عالین کافی بد مزہ ہوئی

وہ جانتی تھی ابہاج شاہ کی ریاست میں داخل ہونے کے لئے اسے اجازت نامہ درکار ہے
اس نے کچھ سوچتے ہوئے عنود کا نمبر ملایا۔ مگر کال کاٹ دی گئی
اس نے وائس میسج کیا

عنود میں گیٹ پر ہوں پلیز اس گارڈ کو بولو مجھے اندر آنے دے۔ عنود جو کہ ابہاج کے
پاس بیٹھی چیس کھیلنے میں مصروف تھی عالین کا میسج سن کر وہ زوردار قہقہہ لگانے لگی

ابہاج شاہ نے اتنے سالوں میں پہلی بار اپنی بیٹی کو ہنستے دیکھا اس کے دل سے اپنی بیٹی کی
— سداخوشیوں کی دعا نکلی

میں ماما کو لے کر آتی ہوں۔ اس نے ابہاج سے کہا
اور عالین کو لے کر اندر پہنچی عالین بہت غصے میں تھی

اللہ پوچھے شاہ سائیں سے اس عوام کی خدمت کے لئے اپوائنٹ ہوئے ہیں یا پھر اپنی
خدمت کروانے کے لئے۔ تم نے دیکھا کیسے اس کے گارڈز مجھے بغیر پریشن کے اندر

نہیں آنے دیتے۔ ایک کہتا تم پر ائم منسٹر بھی ہوتی تو شاہ سائیں کی اجازت کے بغیر نہیں جانے دوں گا

آج یہ کہتا کہ تم انجیلنا جولی سے بھی بڑی سلبر بیٹی بن جاؤ اپنے شاہ سائیں بغیر پر مٹ کے نہیں ملیں گے۔ لائیک سیر یسلی۔؟؟ شاہ سائیں نہ ہوئے رائل فیملی کے کنگ ہوئے۔ بلکہ اتنا غرور تو رائل فیملی میں نہیں ہے جتنا شاہ سائیں میں ہے۔ عالین بول رہی تھی غصے سے اس کے نتھنے پھول گئے عنود اس کی بات سن کر اپنی ہنسی دباتے ہوئے اسے دیکھنے لگی

لائیک سیر یسلی عالی؟؟ میرے گارڈز کو تم جو اتنا غرور سے کہتی ہو کہ اس ملک کی مشہور سیاستدان ہوں میں۔ وہ کس زمرے میں آتا ہے؟؟ اینڈیس ان کو یقین نہیں ہوتا کیونکہ تم چلتی پھرتی ماڈل ہو سیاستدان تو لگتی ہی نہیں

اسمبلی چارٹر میں بیٹھ کر دو تین سیاسی داؤ پیچ کھیل کر تمہیں لگتا تم بڑی توپ چیز بن گئی؟ جو خود کو کچھ سمجھتے ہیں ناں وہ در حقیقت کچھ نہیں ہوتے۔ قصور میرے ورکرز کا بھی نہیں

ڈوپٹہ تمہارے سر کیا گلے سے بھی غائب ہے تم کہیں سے بھی ملکی سیاستدان نہیں لگ
— رہی

ابتہاج شاہ نے ترکی باترکی جواب دیا اس کی بات سن کر عنود کا قہقہہ گونجا اور عالین کا حیرت
سے منہ کھل گیا

عالین نے وہیں پاس پڑے واز کو اٹھا کر ابتہاج کی طرف پھینکا جسے بروقت ابتہاج نے کچ
— کر لیا

بیڈ شاٹ — ابتہاج نے واز ہاتھ میں پکڑے منہ چڑاتے عالین کی طرف دیکھا

عالین نے اب کی بار کشن اٹھا کر اس کی طرف پھینکا
اچھا تو یہ بات ہے — ابھی بتاتا ہوں تمہیں — ابتہاج نے بھی کشن اٹھا کر اس پر حملہ کیا

ہو رہی تھی دونوں ماضی کو یکسر بھلائے ایک دوسرے کو pillow fight دونوں کی چڑانے لگے

عنود نے مسکراتی نظروں سے ان دونوں کی طرف دیکھا اور بولی

کاش آپ دونوں ساتھ ہوتے۔ کاش ہم ساتھ ہوتے ماما پاپا۔ مجھے اچھا لگا آپ دونوں نے ایک دوسرے کو اپنی تباہی کا زہ دار ٹھہرائے بغیر کچھ پل زندگی کے کشید کر مجھے سونپے۔ آئی لویو بوتھ ماما اینڈ پاپا۔ وہ یہ کہتے ہی چلے گئی

ان دونوں کے کشن پکڑے ہاتھ وہیں ہوا میں معلق ہو گئے عنود کی بات سن کر دونوں کے
— دل میں ایک ہی درد جاگا تھا دونوں ایک دوسرے سے نگاہیں چرا کلیے تھے



— ابتهاج شاہ کافی کا کپ لیے عالین کے یاس بیٹھا

عالمین جو صوفے پر بیٹھی گہری نیند سوئی عنود کو دیکھ رہی تھی اہتاج کے ہاتھ سے کافی کا کپ
—تھام لیا

کیا کہا ہے ڈاکٹر نے؟ یہ ٹھیک تو ہو جائے گی ناں۔؟ عالمین کے لب آہستہ سے ہلے

ڈاکٹر کہتا ہے کہ ڈپریشن اور سٹریس کم ہوگا تو یہ بھی ٹھیک ہو جائے گی ہمیں اسے اچھا ماحول
—دینا ہے۔۔۔ رہی بات الکوحل کی تو اکارڈنگ ٹوڈاکٹر یہ پہلے سے کوکین کی عادی تھی

—اہتاج نے بہت مشکل سے ایک ایک لفظ ادا کیا اور عالمین تو شکد ہو گئی

نو۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ عالمین وہیں سر پکڑے بیٹھ گئی

شاہ سائیں میرا یقین کریں میں نے آپ کی بیٹی کا خیال رکھنے کی پوری کوشش کی۔
 نہیں یہ سب میری غفلت کا نتیجہ ہے۔ میں کیسی ماں ہوں۔ ابہاج نے جانے کس
 — احساس کے تحت اپنے سینے میں بھیج دیا

ابہاج عالین کو بتانا چاہتا تھا کہ سالار نے عنود کو کوکین کا عادی بنایا تھا مگر وہ اس احساس
 — کے ساتھ اس بات کو سینے میں دفن کر چکا تھا کہ عالین اور سالار کا رشتہ خراب نہ ہو

سالار سے جب پندرہ سالہ عنود کا ڈپریشن کنٹرول نہ ہوا تو اس نے اسے کوکین دی جس کے
 بعد عنود کچھ عرصہ کے لئے ہر غم بھول گئی آہستہ آہستہ عنود کا جسم کوکین کا عادی ہو گیا اور
 — سالار کے سامنے رو دھو کر منگواتی تھی

اس حقیقت کا علم عزائم اور مریمہ کے سوا کسی کو نہ تھا ابہاج عنود کا علاج کروا رہا تھا وہ عنود
 ، — کی فرسٹریشن کو اس کے غصے چیخ و پکار کو بڑے ضبط سے برداشت کرتا تھا

عالمین اورا بہتاج ایک دوسرے کے گلے لگے رو رہے تھے اپنی بیٹی کے غم میں۔ ایک دوسرے سے شدت سے نفرت کرنے والے دو لوگ اپنی اولاد کی خاطر ہر چیز بھلا کر ایک جگہ بیٹھے تھے اس کی تکلیف اس کے درد نے دونوں کو یکجا کیا تھا

عنود کی آنکھ کھلی تو وہ دونوں سنبھل کر بیٹھے

یہ میں اپنے لیے لایا تھا بائے داوے۔۔۔ عالمین نے کافی کا سپ لیا تو بہتاج نے اسے احساس دلایا

تو بہ ہے شاہ سائیں۔۔۔ اتنے بڑے آدمی ہیں آپ اور مہمان نوازی تک کرنا نہیں آتی۔۔۔ آپ کو

Poor I. G Ibtihaj Shah

عالمین نے افسوس سے کہا تو بہتاج نے اس کے ہاتھ سے کپ لیا اور ایک سپ لیتے بولا

میری بیٹی کی ماں ہو تم اس حیثیت سے اس کنگڈم میں تم مہمان نہیں ہو جاؤ کچن میں اپنے لیے بھی کافی بناؤ اور ہمیں بھی کچھ کھانے کے لئے دو۔ واٹ یوسے پرنسز۔ ابہتاج نے صوفے سے اٹھتے ہوئے عنود کے پاس بیٹھتے کہا

بابا بابا بابا سیریسلی پاپا۔ ماما اینڈ کوکنگ کریں گی۔ نووے۔ آج تو آپ ماما کو شک پر شک دیئے جا رہے ہیں۔ عنود نے یہ کہتے ہی ابہتاج کی گردن میں سر چھپایا

کروں گی کوکنگ بھی۔ تم باپ بیٹی کا تولائف سٹائل چیک کرے بندہ۔ عالین یہ کہتے ہی منہ بناتی دل ہی دل میں بڑبڑاتی کچن میں گئی

کھانا بنا کر اس نے ملازم سے کہہ کر عنود کے روم میں ہی لے جا کر کھانا لگایا۔ عنود اور ابہتاج نے اپنی حیرت چھپاتے کھانا کھایا

عالین نے پہلی بار نظر دوڑا کر اس روم کو دیکھا جہاں عنود کی بچپن سے لے کر اب تک کی بہت سی تصویریں تھیں

اہتاج فون کال پر مصروف ہو گیا۔ عالین ایک خیال کے تحت کمرے سے نکلی اور اپنے قدم ایک کمرے کی جانب بڑھائے وہ بہت کوشش کے بعد اس کمرے کو کھولنے میں کامیاب ہوئی اور کمرے میں داخل ہوئے ہی اس کے قدم رک گئے۔

وہ حیرت سے دیکھنے لگی اس کمرے کی چاروں دیواریں عالین اور اہتاج کی تصویروں سے بھری ہوئی تھیں۔

۔۔۔ عالین کے لئے ایک ایک قدم اٹھانا مشکل تھا

عالین وہیں بیڈ کے قریب پہنچ کر حسرت سے ان تصویروں کو دیکھنے لگی۔ اس نے وہیں فرش پر کمرے کے وسط میں بیٹھ کر اس پورے کمرے کو حسرت سے دیکھا

یہ وہ کمر ہے جہاں میں نے تمہیں اپنا جسم سونپا تھا اہتاج۔۔۔ عالین نے کانپتے لہجے میں کہا اہتاج حیران ہوا تھا عالین کو اس کے قدموں کی چاپ سے ہی اس کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔۔۔

اہتاج بھی اس کی پشت سے پشت ٹکائے وہیں فرش پر بیٹھ گیا دونوں کی ایک دوسرے کی طرف پشت تھی۔۔۔

یہ وہ کمر ہے جہاں ہم نے اپنی نئی زندگی کی شروعات کی تھی۔۔۔ یہ وہ کمر ہے جہاں گزرے لمحات نے ہمیں عنود سوغات میں دی تھی۔۔۔

اہتاج نے عالین سے کہا تو وہ اس کے سر پر سر ٹکائے بولی

کیوں کیا ایسا شاہ سائیں۔۔۔؟ کیوں مجھے بے مول کیا؟ شاہ سائیں جس جسم کو تم نے پوچھا تھا اس جسم کو غیر مردوں کو پیش کرتے کانپے نہیں تھے تم۔۔۔ عالین نے اس کو ٹھٹھے پر گزرے دن رات یاد کرتے کہا۔

—عالی میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا
میرا یقین کرو عالی۔ اب تہاج نے اسے یقین دلاتے کہا

تو کیا سالار جھوٹ بول رہے تھے؟ تم ان کو جھوٹا بول رہے ہو اب تہاج۔ ساری دنیا
—عالین کیا فی سے جھوٹ بول سکتی ہے مگر سالار درانی نہیں

—عالین یہ کہتے ہی وہاں سے اٹھی اور جانے لگی

—عالی۔ سالار کو میرا ایک پیغام دے دینا
محبت اپنے گنہگاروں کو معاف نہیں کرتی۔ اب تم جا سکتی ہو۔ یہ کہتے ہی اب تہاج نے
—اسے جانے کا حکم سنایا
—عالین سر جھٹکتے کمرے سے چلی گئی



کیا ہوا ریا تم مجھ سے بات کیوں نہیں کرتی؟ آج سدید نے مریحہ کو ملنے کو بلایا جسے اس نے
— کافی حیلے بہانوں کے بعد ملنے کی حامی بھری

تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟ سدید کی طرف ریا نے دیکھتے کہا

— ماں کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ

— سدید نے جذب کی کیفیت میں کہا

— ثبوت دو— ریا نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے کہا

کیسا ثبوت—؟ سدید نے نا سمجھی سے کہا

ڈر گئے— جو ڈرتے ہیں ناں وہ محبت نہیں کر سکتے— مریحہ نے آج آریا پار کرنے کا فیصلہ
— کر لیا تھا

تم چاہتی کیا ہو؟ اگر تو چاچو کو پانا چاہتی ہو تو شرم کرو تمہاری ماں کی محبت ہیں وہ — سدید نے مریحہ کو شرم دلاتے کہا

مریحہ اس کے انکشاف پر چونکی نہیں کیونکہ وہ جانتی تھی سدید شاہ کوئی راہ چلتا جاہل گنوار نہیں تھا وہ اڑتی چڑیا کے پر گننے والی صلاحیت رکھتا تھا اس نے مریحہ کے بارے میں سب کچھ — معلوم کر کے ہی اس کی طرف پیش قدمی کی ہوگی

مجھے میری ماں کے دامن سے لگا بدکاری کا ٹیگ ہٹانا ہے سدید شاہ — مگر اس سے پہلے — میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی ہوں

مریحہ نے سدید کی طرف دیکھتے کہا

کیا؟ سدید نے بھی حیرانگی سے سوال کیا

تمہارا دوست خرم تمہارے بابا حیدر شاہ کا گناہ ہے جسے وہ بازارِ حُسن میں بدنامی کے خوف اور اپنے سو کا لڈ معزز خاندان کے اونچے رتبے کی وجہ سے چھوڑ چکے ہیں — مریحہ کے

انکشاف نے سدید کی ہستی ہلادی یہی حال میجر زاق کا تھا جوان دونوں کو پبلک پلیس پر
دیکھ کر ان کی طرف بڑھا تھا

جھوٹ بول رہی ہو تم بلڈی۔ سدید غصے سے ریا کی طرف بڑھا اس کے لئے یہ بات ناقابل
برداشت تھی اس نے ریا کے کندھے سے پکڑ کر غصے میں اسے پکڑا ریا کو لگا اس کے
— کندھے دھر سے الگ ہو جائیں گے

مریخہ درانی میں لعنت بھیجتا ہوں اس وقت پر جب مجھے تم سے محبت ہوئی — تم نے آج
— میرے باپ کے کردار پر انگلی اٹھا کر ثابت کر دیا تم ایک بدکار ماں کی بیٹی ہو

— میجر زاق نے آگے بڑھتے سدید کے منہ پر مکا مارا

— تمہاری جرأت کیسے ہوئی میری آنی کے بارے میں بکواس کرنے کی

سدید اور زاق وہاں خوب تماشہ لگا چکے تھے مریحہ سدید کو شٹ اپ کال دیتی وہاں سے چلی
— گئی

خرم اور سدید کی دوستی کی وجہ سے اس کی اور خرم کی بھی دوستی ہو گئی تھی خرم نے اسے
ایک روز اپنے اور سدید کے اصل رشتے کے بارے میں بتایا
مریحہ جو کہ ماضی کے حقائق جاننا چاہتی تھی اس نے حیدر شاہ کے بارے میں معلومات اکٹھی
— کی اور یہ بھیانک انکشافات اس کے ہوش اڑانے کو کافی تھے



عالین جو کہ روٹین چیک اپ کے لئے ہاسپٹل آئی تھی اس نے التفات کو دیکھتے اس کی
طرف قدم بڑھائے مگر التفات جا چکی تھی اس نے ڈاکٹر سے پوچھ گچھ کی تو اس پر انکشاف
..— ہوا کہ التفات پر یکنٹ ہے

عالین منہ پر ہاتھ رکھتے دکھ کی کیفیت میں گھری گھر پہنچی

اس نے کچھ سوچتے ہوئے زاوق کو کال ملائی جو کہ پہلی بیل پر اٹھالی گئی

آنی۔۔۔ آنی پلیز مجھ سے بات کریں۔۔۔ آنی۔۔۔ زاوی کی ٹرپ نے عالین کے دل کو چیر دیا۔

زاوی سائیں۔۔۔ زندگی کے کسی امتحان میں اگر آپ اکیلے پڑ گئے تو اپنی آنی کے گلے لگ کر۔۔۔ رولینا۔۔۔ آپ کی آنی ہمیشہ آپ کے ساتھ ہے

۔۔۔ عالین نے یہ کہتے ہی فون بند کیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

میجر زاوق کی تمام کوششیں ناکام ہوئیں۔۔۔ وہ عنود کو منانہ سکا تو دادی سائیں نے اسے التفات سے شادی کا حکم نامہ سنایا

۔۔۔ زاوق شاہ انکار نہ کر سکا

— ماما مجھے یہ شادی نہیں کرنی

— التفات نے شادی سے انکار کیا جب زامیہ نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا

— التفات اگر تم نے اپنی پریگنسی کا کسی کو بتایا تو میں چھت سے کود کر جان دے دوں گی

زامیہ کی بات پر وہ چونکی

فارگا ڈسک ماما— کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ یہ دھوکہ ہے۔ فریب ہے ماما— التفات نے
— زامیہ کی طرف دیکھتے کہا

— التفات بیٹا ابھی صرف نکاح کر لو— بعد میں ہم سچ بتا دیں گے
— زامیہ نے ایموشنلی بلیک میلنگ سے التفات کو قابو کیا



وہ گم صم سا کھڑا آئینے میں خود کو دیکھ رہا تھا جب سدید نے اس کی طرف دیکھتے کہا

— آپ نے عربی کہاوت سنی ہے

"محبت میں کامیابی فقط بہادر مرد اور جنونی عورت کو حاصل ہوتی ہے"

— کاش آپ تھوڑے سے بہادر بن جاتے لالہ — مجھے آپ سے ہمدردی پور ہی ہے

— سدید یہ کہتے ہی وہاں سے چلا گیا اور میجر زاوق نے ایک سرد آہ بھری



بابا — آج میرا نکاح ہے زاوی سائیں سے — پلیز آجائیں بابا — التفات نے التجا کرتے کہا

ابتہاج شاہ اپنی بیٹی کا سجا سنورا روپ دیکھتا سف سے سر جھٹکا بولا

—جہاں اتنا کچھ میرے بغیر ہو گیا وہاں نکاح بھی ہو جائے گا خوش رہو

—ابتہاج نے یہ کہتے ہی فون بند کیا

جب عالین اس کے پاس آئی اور کندھے پر ہاتھ رکھتے بولی

تمہیں جانا چاہیئے— وہ بیٹی ہے تمہاری— عالین کو کل رات ہی زواق نے نکاح کا
بتایا تھا عالین نے اسے روکنے کی کوشش کی مگر پھر خاموش ہو گئی

اسے ابھی بھی یہی لگتا تھا کہ زواق التفات سے محبت کرتا ہے اور اس کی یہی غلط فہمی زواق
—کی زندگی تباہ کرنے کا سبب بننے والی تھی

ابتہاج نے عالین کی طرف دیکھتے کہا

میری ایک بیٹی کے ارمانوں کا خون کر کے دوسری بیٹی کو زندگی میں شامل کر رہا ہے تمہارا
لاڈلہ۔ میں اتنا بے غیرت نہیں ہوں جو اپنی بیٹی کی عزت پامال کرنے کی کوشش
کرنے والے مرد کی خوشیوں میں شامل ہوں

— وہ یہ کہتے ہی ان ماں بیٹی کو شکہڑ کر تا چلا گیا

التفات اور زواق کا نکاح ہو چکا تھا زواق نے کانپتے ہاتھوں سے سائن کیے

زامیہ شاہ وہیں فرش پر بے ہوش ہونے کی ایکٹنگ کرتے گری۔ سدید بڑی دلچسپی سے
اسے ایکٹنگ کرتے دیکھ رہا تھا

سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور زامیہ کی ایک دوست ڈاکٹر نے انہیں بتایا کہ زامیہ
ہارٹ پشمنٹ ہے

زامیہ نے کافی دیر بعد ہوش میں آکر اماں سائیں سے التفات کی رخصتی کی بات کی

اماں سائیں نکاح ہو چکا ہے میں اب رخصتی کروانا چاہتی ہوں اپنی بیٹی کی خوشیاں دیکھنا
— چاہتی ہوں

— یہ سنتے ہی حیدر شاہ نے زاق کو حکم دیا کہ وہ التفات کو اپنے پورشن میں لے کر جائے

— التفات حیرت سے اپنی ماں کو دیکھنے لگی



آج کا دن اُس کی زندگی کا سب سے یادگار دن تھا۔ خوشی اُس کے انگ انگ سے چھلک
رہی تھی۔ وہ سرشار و مسرور سا اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھا رہا تھا جہاں کچھ دیر پہلے
— ہی اُس کی متاعِ حیات کو اُس کی دلہن بنا کر لے جا کر بٹھایا گیا تھا

وہ چھ فٹ سے نکلتا دراز قد، سرخ و سفید رنگت، براؤن بال جن کو بڑی نفاست سے اُس
نے سیٹ کیا تھا۔ گرے آنکھیں جو اُس کی زبردست پرسنالٹی کو چار چاند لگاتی

تھیں۔ ہلکی داڑھی اور مونچھ اُس کے چہرے پر سنجیدگی بڑھاتی تھی۔ مضبوط کسرتی جسم کا مالک، بانیں ہاتھ میں برانڈڈ گھڑی اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں مختلف قیمتی پتھروں سے جڑی انگوٹھیاں پہنے وہ شخص مردانہ وجاہت کا شاہکار تھا۔

اُس کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ نے اُس کی خوبصورتی کو آج بڑھا دیا تھا۔

وہ جیسے ہی کمرے میں قدم رکھتا ہے سامنے ہی وہ دوشیزہ ریڈ برانڈل ڈریس میں ہیوی میک اپ اور جیولری پہنے اپنی تمام تر حشر سامانیوں سمیت اُسے چاروں شانے چت کرنے کو تیار بیٹھی تھی۔ اُس نے آہستہ آہستہ قدم اُس کی طرف بڑھائے۔

اُس نے التفات کو اپنی بانہوں میں لیا۔ اور اس کے جسم کا پور پور چومنے لگا۔

زاوی سائیں۔۔۔ عمدہ ایک دم چپختی ہوئی اس بھیانک خواب سے بیدار ہوئی۔

عالمین دوڑتی ہوئی اس کے پاس گئی وہ سالار کی اجازت سے عنود کے پاس رکنے کا ارادہ
— کیے آئی تھی

ماما— وہ آج التفات کا ہونے جا رہا ہے ماما مجھے تکلیف ہو رہی ہے— ماما وہ بہت خوش تھا
— وہ التفات نے ریڈ ڈریس پہنا تھا— ماما آپ کی بیٹی ہار گئی— آپ کی عنود ہار گئی ماما

— یہ کہتے ہی عنود پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

دوسری جانب زاقو گم صم سا جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا سامنے بیڈ پر التفات کو دیکھ
اس کے دل میں درد جاگا— وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اُس کے پاس بیڈ پر بیٹھا وہ سمٹی
ہوئی پیچھے ہوئی— آنے والے وقت کا سوچ کر ہی وہ کانپ اُٹھی تھی— گھنی مری پلکوں پر
گلابی عارض اُسے اور حسین بنا رہے تھے اُس نے اپنی نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں
اُسے لگا کہ اس کا شوہر اپنے تمام جملہ حقوق لینے کو بے تاب ہے جبکہ وہ تو بے چینی اور دل
— میں اُٹھتے درد سے گھبرا رہا تھا— اسے بار بار عنود کا خیال ستا رہا تھا
— وہ ہمت مجتمع کرتی ایک فیصلہ پر پہنچی

زاوی۔ اس سے پہلے کہ آپ میرے قریب آئیں آپ کو مجھ سے ایک وعدہ کرنا ہوگا۔
 اُس کے ہچکچا کر بولنے پر ایک زاویق حیدر کے چہرے پر ایک مسکان اپنی چھب دکھاتی
 — غائب ہوئی۔ وہ کتنی ہی دیر مسمرانز ہوئے اُسے دیکھتی رہی

سامنے بیٹھا شخص اُس کا محرم تھا یہ سوچ ہی اُس کے لئے قابلِ غرور تھی۔ مگر اُس
 — سے آگے کی سوچ ہی نہیں سکتی تھی

— دلبر سائیں آپ مانگ کر تو دیکھیں زاویق حیدر کی جان بھی حاضر ہے

زاویق کے لہجے کے یقین نے ایک پل کے لئے التفات کو خاموش کر دیا مگر یہ صرف ایک
 — پل کا کھیل تھا وہ خود کو کمپوز کرتی بولی

زاویق آپ کو اپنی جاب چھوڑ کر حیدر پاہا کے ساتھ ان کا بزنس سنبھالنا ہوگا۔ وہ اپنی بات
 — کہہ کر زاویق کی طرف دیکھنے لگی

زاق جوا بھی ہوش میں آیا سامنے عنود کی جگہ التفات کو دیکھ اسے شدید غصہ آیا اوپر سے
— التفات کی ڈیمانڈ نے اسے مزید طیش دلایا

— یہ کیا بکواس ہے ؟؟ تم جانتی بھی ہو میری یہ جاب میرا پیشہ ہے
— زاق حیدر غصہ سے بولا

سوچ لیں ایک طرف آپ کی بچپن کی محبت — دوسری طرف اس ملک کی محبت —
— اُس لڑکی کے لہجے میں ایک وارننگ تھی

میجر زاق حیدر اپنے اس ملک پر اپنے فرض پر تم جیسی ہزاروں محبتیں قربان کر سکتا
— ہے — یہ کہتے ہی زاق حیدر کمرے سے نکل کر ملحقہ بالکنی میں چلا گیا



نیکسٹ ایپی آپ کے رسپانس پر ہی ائے گی

#بدکار

#ماہی_راجپوت

#لاسٹ_ای پیسڈ

#پارٹ_3

#boldromanticnovel

#Do_not_copy_paste_without_my_permission

وہ ایزی چیمپر پر بیٹھا کسی گہری سوچ میں مبتلا تھا ہال میں مکمل تاریکی کا راج تھا جب کسی نے
— موبائل کی روشنی سے سوچ بورڈ تلاش کرتے لائٹ آن کی

لائٹ آف رہنے دو عالی — سالار کی بات پر مریمہ نے اس کی طرف دیکھتے کہا

کیوں —؟ سالار نے نظر اٹھا کر دیکھا

مجھے لگا عالی ہے۔۔۔ آؤ بیٹھو بیٹا۔۔۔ سالار نے خود کو کمپوز کرتے کہا

۔۔۔ کیا ملا آپ کو اتنے گناہ کر کے۔۔۔؟ مریحہ اس کے سامنے سراپا سوال بنی تھی

کیسے گناہ؟؟ سالار نے انجان بننے کی اداکاری کی

۔۔۔ آپ واقعی اچھے اداکار ہیں بابا۔۔۔ چلیں میں آپ کو بتاتی ہوں کون سے گناہ

ماما اور اپنی نامناسب پچھڑا بہتاج شاہ کو بھیجنے کا گناہ۔۔۔ ان دونوں میں شک کا بیج بونے کا
گناہ۔۔۔

۔۔۔ زامیہ آنٹی کی سچائی جانتے ہوئے بھی چھپانے کا گناہ
ہوئے اس کا زمرہ دار جان بوجھ کر بہتاج شاہ کو ٹھہرانے کا Mishap ماما کے ساتھ جو بھی
گناہ

—آپی سے ان کے پاپا کو چھیننے اور پھر ان کو ڈرگز ایڈکٹ کرنے کا غلیظ گناہ

مریحہ درانی نے چنیتے ہوئے سالار کو کٹہرے میں کھڑا کیا اور اس ہال کی طرف بڑھتے عالین کے قدم وہیں تھم گئے
عالین کے پیچھے پیچھے ابھی ابھی زاوق شاہ بھی آیا تھا اسے کل واپس جانا تھا ان سب سے
بھاگنا چاہتا تھا وہ جانے سے پہلے اپنی آنی سے ملنے آیا تھا مگر ان انکشافات نے اس کو
—جھنجھوڑ دیا

تو احتساب کا وقت آپہنچا — سالار نے سوچتے ہوئے ایک گہرا سانس لیا اور پھر چمیر سے
اُٹھتے بولا

ہاں میں نے عالی اور ابھاج کو دور کرنے کی کوشش کی میں نے زامیہ کے ساتھ مل کر
ابھاج کو عالی کی نظروں میں گرانا چاہا

بار بار زامیہ نے ابہاج کو بہکانے کی کوشش کی اس کے بستر تک پہنچنے کی کوشش کی
— مگر ہر بار ابہاج نے اسے منہ کے بل گرایا

اس نے زامیہ کو دھتکارا— زامیہ نے ہر ممکن کوشش کی اس کو قابو کرنے کی مگر وہ عالی
کے ساتھ ریلیشن میں تھا اس نے زامیہ کی طرف قدم نہیں بڑھائے

میں نے ابہاج کو اپنی اور عالی کی تصویریں بھیج کر ایک آخری کوشش کی میں جانتا تھا
ابہاج شاہ کردار کا چاہے جتنا پختہ کیوں نہ ہو مگر وہ جذباتی اور جنونی مرد تھا— وہ کبھی بھی
— عالی کو اپنے علاوہ کسی کی بانہوں میں نہیں دیکھ سکے گا

مگر افسوس مجھے منہ کی کھانی پڑی— میں بھول گیا تھا کہ اس رشتے کو رب نے جوڑا تھا
ابہاج شاہ جتنا بھی جنونی اور جذباتی ہو نکاح جیسے مضبوط رشتے میں بندھا تھا اس نے عالی پر
— اعتبار کر کے ان تصویروں کو جلا کر مجھے میرے قدم پیچھے موڑنے پر مجبور کر دیا

عالی کے ساتھ جو ہوا اس کے بعد ابہاج اور اس کی طلاق نے مجھے شاکہ کر دیا۔ شازیہ آپنی
— نے مجھے بتایا تھا کہ اماں سائیں اور زامیہ نے عالی اور ابہاج کو ملنے نہیں دیا

اماں سائیں جانتی تھی کہ اگر یہ دونوں آمنے سامنے بات کرتے تو یہ ایک دوسرے کو موقع
— دیتے انہوں نے ان کی ملاقات ہی نہیں ہونے دی

میں نے عنود کو اپنی سگی بیٹی سے بڑھ کر پیار دیا اس کی بیماری کے بعد وہ ابہاج کے قریب
— ہوئی تو مجھے یہ بات چبھی

تب زاوی سائیں نے جب بتایا کہ ابہاج نے عالی کو کوٹھے پر بھیجا ہے میں نے زاوی
سائیں کے شک پر یقین کی مہر لگائی یہ جانتے ہوئے کہ ابہاج شاہ کا کوئی قصور نہیں
— ہے

میں جب عنود کے دل و دماغ سے ابہاج کو نہ نکال سکا تو میں نے تھک ہار کر اسے نشہ دیا
مگر وہ اس نشے کی عادی ہو جائے گی یہ میرے وہم و گمان میں نہیں تھا۔ ہاں میں عنود کا
— مجرم ہوں

ہاں میں نے ایک بے گناہ انسان پر بدکاری کی تہمت لگائی فقط اپنی محبت پانے کے
لئے۔

مگر دیکھو ناں میرو۔ میرے ہاتھ تو خالی ہیں۔ میں جیت کر بھی ہار گیا۔ عالین کے دل
میں آج بھی وہ بڑی شان سے بستا ہے۔ وہ جو نفرت نفرت کا اعلان کرتی ہے وہ یہ
نہیں جانتی کہ وہ خود سے جھوٹ بولتی ہے

اسے کبھی ابھاج شاہ سے نفرت نہیں ہو سکتی۔ بھلا جن سے محبت کی جائے ان سے
نفرت ممکن ہے ؟؟

میرو میں واقعی ہار گیا ہوں۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ میری زندگی میں سکون
نہیں ہے۔ سالار درانی وہیں قریبی صوفے پر بیٹھا رونے لگا

میرا مان ٹوٹ گیا۔ میرا غرور خاک میں مل گیا۔ میں جو چند روز پہلے بڑے غرور سے
اسے کہہ کر آئی تھی کہ

— ساری دنیا عالین کیانی کو دھوکہ دے سکتی ہے مگر سالار درانی نہیں

— آج میرا وہ یقین چھن سے ٹوٹ گیا میرا مان میرا غرور سب بکھر گیا
سالار درانی کے قدموں کے نیچے سے گویا زمین کھسک گئی تھی اس نے پیچھے مڑتے عالین کی
جانب دیکھا

عالی وہ — اس سے پہلے کہ وہ عالی کے قریب جاتا عالین نے اس کی جانب ہاتھ کرتے
اسے روکا — عالین نے نظریں اٹھا کر سالار کی جانب دیکھا اور بولی

— میں تمہیں چاہنے لگی تھی تم سے محبت ہو گئی تھی مجھے سالار درانی

محبت کر بیٹھی تھی میں تم سے مگر میں بھول گئی عالین کیانی اور محبت کا کوئی جوڑ نہیں
ہے —

عالین کیانی کو تو فقط دھوکہ ملا، ہر رشتے سے، ہر انسان سے

میں جو سمجھتی تھی کہ مجھے ابہاج نے دھوکہ دیا مجھے استعمال کیا۔ میں کتنی غلط تھی۔ کتنی
 غلط تھی میں

مجھے تو ہر قدم پر اس انسان نے دھوکہ دیا جس کے بارے میں میرا خیال تھا کہ وہ مجھے کبھی
 دھوکہ نہیں دے سکتا

عالین کیانی وہیں دروازے سے لگی بیٹھی رونے لگی اس کے الفاظ سالار درانی کے دل کی
 دنیا تباہ کر چکے تھے

مریحہ کو لگا کہ اس کی ماں ابھی گھر نہیں آئے گی وہ اپنے باپ سے سچ جانا چاہتی تھی مگر اس
 کے وہم و گمان میں نہ تھا کہ یہ سچ اس کی ماں عالین کیانی کی ہستی ہلا کر رکھ دے گا

عالمین رورہی تھی اپنے مان کے ٹوٹنے پر یا ابھناج شاہ سے بے بنیاد نفرت کرنے پر۔
اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا اور ہر بار کی طرح اس ٹوٹی بکھری عالمین کو سمیٹنے کے لئے میجر
— زاق آگے بڑھا

لوگ کہتے ہیں کہ زندگی کے اس سفر میں ہم کسی نہ کسی کی کہانی میں ولن کا کردار ادا کرتے ہیں
جبکہ میجر زاق وہ کردار تھا جو سب کی کہانی میں براتھا بے حس تھا مگر ایک عورت کی زندگی کی
کہانی میں وہ ہیرو تھا
سب سے زیادہ محبت کرنے والا، اس عورت کو قدم قدم پر سہارا دینے والا۔ اور وہ
— عورت عالمین کیانی تھی

زاوی سائیں مجھے یہاں سے لے جائیں۔ مجھے گھٹن ہو رہی ہے۔ مجھے سانس نہیں آ رہا
زاوی سائیں۔ عالمین نے زاق کے سینے پر سر رکھے روتے ہوئے کہا

وہ اور کہاں جاتی اس کے پاس نہ کوئی ٹھکانہ تھا نہ ہی کوئی سہارا تھا۔ اس کے ماں باپ نے اپنے گھر کے دروازے اس پر بند کر رکھے تھے ایسے میں عالین کے پاس ایک ہی واحد رشتہ تھا بے لوث محبت کرنے والا اس کا زامی سائیں

— سالار نے اسے روکنے کی کوشش کی مگر وہ نہیں رکی

میں آج تک ایک گھٹ میں زندگی گزارتی رہی کہ میں نے تمہیں چھوڑ کر ابھاج سے ریلیشن کیوں بنایا۔ تمہیں فریب کیوں دیا؟
مگر آج میرے دل سے یہ بوجھ بھی ہٹ گیا۔ میں نے ابھاج شاہ کو اپنا کر کوئی غلط فیصلہ نہیں لیا تھا

وہ مجھ پر اعتبار نہیں کرتا تھا مگر مجھ سے اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا

— میں آج تک اسے اپنا مجرم سمجھتی رہی۔ میرا اصل مجرم تو میرا اپنا شوہر نکلا

عالی پلیز میری بات سن لو۔ سالار نے عالین کو روکنے کی کوشش کی

نہیں سالار۔ زامیہ کے ساتھ ساتھ تم بھی میرے یقین کے قاتل ہو۔ آج سے تمہارا
— میرا ہر تعلق ختم

— عالین یہ کہتے ہی سالار کو تنہا چھوڑ کر درانی ہاؤس سے چلی گئی



مریحہ نے عنود کو سب کچھ بتایا۔ اسے سالار اور عالی کے درمیان ہوئی اس بحث کا
— بتایا۔ عنود اپنی ماں اور اپنے باپ کی بد قسمتی پر آنسو بہانے لگی

میرو۔ پلیز بابا کا خیال رکھنا۔ ان سے کہنا کہ ہو سکے تو مجھے معاف کر دیں میں ان کی اچھی
بیٹی نہیں بن سکی۔ عنود کی بات سن کر مریحہ نے اسے ٹوکتے کہا

آپی۔ بابا نے اتنا کچھ آپ کے ساتھ غلط کیا۔ آپ ابھی بھی ان کے لئے مخلص
ہیں۔

میرو۔ بابا نے اپنی اچھی زندگی کے لئے اپنے فائدے کے لئے کچھ غلطیاں کی ہیں مگر
ان کی غلطیوں کی وجہ سے میں ان کی اچھائیاں نہیں بھول سکتی

عنود کی بات سن کر مریمہ کو حیرت ہوئی اس نے سب کچھ سالار کے گوش گزار کیا۔ سالار
کے لبوں پر ایک دھیمی مسکراہٹ بکھری
وہ واقعی ابہاج شاہ کی بیٹی تھی سب سے منفرد

دوسری جانب عنود ابہاج شاہ کے پاس گئی اور اس سے اپنے رویے کی معافی مانگی۔
ابہاج نے اپنی بیٹی کو اپنے سینے میں بھیچ لیا



آج صبح سے ابہاج کی طبیعت خراب تھی جس وجہ سے عنود اسے عزائم کے ساتھ لے کر
— ہاسپٹل آئی

— ڈاکٹر نے عنود کی طرف دیکھا اور پھر کسی کو کال کر کے اندر آنے کو کہا

کچھ دن پہلے ہی ابہاج شاہ نے میڈیا میں عنود کو اپنی لیگی بیٹی ڈکلیئر کیا تھا

— سب لوگ یہ بات جانتے تھے کہ عالین اور ابہاج ایک دوسرے سے نکاح میں تھے

— عنود بیٹا — میں شاہ سائیں کی ڈاکٹر ہوں

— کچھ دیر پہلے ہی ایک لیڈی ڈاکٹر وہاں آئی

— ڈاکٹر پاٹھیک تو ہیں ناں؟ عنود نے اس سے سوال کیا

— عنود بیٹا شاہ سائیں کے کچھ ٹیسٹ ہوں گے مجھے وہ ٹھیک نہیں لگ رہے
آپ پلیز ان کو سٹریس سے دور رکھو۔ ڈاکٹر نے عنود کو الگ لے جاتے کہا

عنود شاہ سائیں پچھلے دو سال سے کینسر سے لڑ رہے ہیں اور یہ بات میرے اور شاہ سائیں
— کے ڈاکٹر کے سوا کسی کو نہیں پتا

مگر آپ کو بتانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ شاہ سائیں کا خیال رکھ سکو۔ ان کو سٹریس سے
— دور رکھو

وہ آپ کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں عنود۔ آپ کو آپ کے لائف پارٹنر کے ساتھ دیکھنا
چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر نے عزائم کی طرف دیکھتے کہا

— ڈاکٹر کی بات سن کر عنود شاکڈ ہو گئی۔ درد سے اس کا سینہ چھلنی ہونے لگا

میں جانتا ہوں تم ہمیشہ کی طرح آج بھی مجھے دھتکارو گی مگر میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ "
— "خود کو کسی کے سامنے کمزور مت پڑنے دو۔ اپنے آپ کو مضبوط کرو

مجھے درد نہیں ہوتا عنود کیونکہ درد تو زندہ انسانوں کو ہوتا ہے ناں میں تو اس روز ہی مر گیا۔
 — "جس روز مجھے میری ہی محبت شادی ہال میں تنہا چھوڑ کر سالار کے ساتھ بھاگ گئی

محبوب سے وابستہ ہر چیز ہر رشتے سے محبت ہوتی ہے اور اب تاج شاہ کو اپنی محبت کی واحد۔
 — "نشانی عنود شاہ سے بے تحاشہ محبت ہے

آنسو انسان کو کمزور بناتے ہیں عنود۔ اگر کوئی فیصلہ لیا ہے تو اس فیصلے پر قائم رہنا سیکھو۔
 — "یہ آنسو تمہیں تمہارے مقصد تک پہنچنے نہیں دیں گے

تم خود پر غور کرو تم کیا تھی عنود؟"

ہم جس چیز کو کھونے سے ڈرتے ہیں ناں جب وہ چیز ہمارے ہاتھ سے نکل جاتی تو ہم
 بے خوف ہو جاتے ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ میری بیٹی عنود اب رشتوں کو کھونے کے

خوف سے اپنے آپ کو قید نہ کرے اپنی خوشیوں کا گلہ نہ گھونٹے۔ آپ اڑنے کے لئے
 — "بہن ہو عنود اونچی اڑان بھرنا سیکھا ہے تو سب کچھ کھو کر بھی خوش رہنے کا ہنر سیکھو

ایسی بہت سی اہتاج کی کی کئی باتیں اس کے دماغ میں گردش کرنے لگیں وہ خود پر قابو پاتی
 — آنسو صاف کرتی اس کمرے کی جانب بڑھی جہاں اہتاج شاہ کو ٹرینکولارز کیا گیا تھا

پاپا نے اپنی بیماری کا کسی کو کیوں نہیں بتایا ڈاکٹر؟ عنود نے اہتاج کی جانب دیکھتے ڈاکٹر
 سے سوال کیا

شاہ سائیں اپنی ریٹائرمنٹ نہیں چاہتے تھے وہ پچھلے چھ سال سے ایک مشن میں لگے
 — ہوئے ہیں جب وہاں سے کامیاب ہوں گے تو خود ہی ریزائن کر دیں گے

— ڈاکٹر نے عنود کی طرف دیکھتے کہا

— عنود — چاچو کو کچھ دیر تک ہوش آ جائے گا

ڈاکٹر نے میڈیسن دی ہے چاچو جلد ٹھیک ہو جائیں گے عنود۔ بس ان کو سٹریس نہیں
 دینا خوش رکھنا ہے
 عزائم نے عنود کو تسلی دیتے کہا

— عزائم تھینکیو سوچ — اگر تم نہیں ہوتے تو پتا نہیں کیا ہو جاتا
 — عنود اس سے آگے کچھ سوچ نہ سکی
 ریلیکس عنود — تم ہمیشہ مجھے اپنے ساتھ پاؤگی چاہے جیسے بھی حالات ہوں — عزائم نے
 اٹل لہجے میں کہا

عنود اس دن ہاسپٹل ابھاج کے ساتھ رہی اسے جب ہوش آیا تو عنود کو اپنے سینے پر سر
 رکھے سوتے دیکھ مسکرایا

شام کے قریب عزائم ان دونوں کو چھوڑنے آیا۔۔۔ وہ کافی دنوں سے شوٹنگ کے سلسلے میں لاہور گیا تھا عنود کی کال پر وہ کل رات ہی آیا تھا اس نے اسے بتایا کہ اسے انجانا۔۔۔ سا خوف لاحق ہے

۔۔۔ ذائم سائیں۔۔۔ عنود نے عزائم کو پکارا جو کہ واپسی کے لیے پر تول رہا تھا

جی زندگی۔۔۔ عزائم کے لہجے میں محبت اور عزت تھی جسے عنود نے محسوس کیا تو وہ عزائم کی طرف دیکھتے بولی

۔۔۔ عزائم تھینکس فار ایوری تھنگ۔۔۔ عنود نے عزائم کا ہاتھ تھامے کہا

۔۔۔ عزائم نے نامحسوس طریقے سے عنود سے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور وہاں سے چلا گیا

MrArrogant۔۔۔

عنود کے لب آہستہ سے ہلے اور وہ اندر کی جانب بڑھی

— رات عنود کی کچھ سوچتے ہوئے گزری



ہاں بولو سالار— کوئی کام تھا؟ ابہتاج ابھی ابھی آفس پہنچا تھا جہاں حسب معمول اس کے
— ملازم نے سالار کو روکا ہوا تھا

— مجھے معاف کر دو ابہتاج— سالار کی بات نے اس کے چہرے پر سنجیدگی طاری کر دی

TitforTat یہ دنیا

کے اصول پر چلتی ہے سالار— جو میں نے کیا وہی تم نے بھی کیا— بھول جاؤ
سب— ہم دونوں نے ایک عورت کو پانے کے لئے دوست بن کر ایک دوسرے کو
چیٹ کیا— ابہتاج نے کہا مگر سالار نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

نہیں ابہتاج چٹ تم نے نہیں میں نے کیا۔ تم نے میری منگیتر مجھ سے چھینی میں نے
 — تمہاری منکوحہ — منگیتر اور منکوحہ میں فرق ہوتا
 سالار نے شرمندگی سے کہا

سالار مجھے افسوس اس بات کا نہیں تم نے مجھ سے عالی کو چھینا دکھ تو اس بات کا ہے کہ تم
 — نے مجھے اس کی نظروں میں گرانے کے لئے مجھ پر بدکاری کی تہمت لگائی

وہ عورت جسے ساری دنیا بدکار بولتی ہے سوائے ابہتاج شاہ کے وہی عورت ابہتاج شاہ
 — کو دلال بولتی ہے فقط تمہارے جھوٹ کے سبب
 ابہتاج نے سالار کو شرمندہ کرتے کہا

اور ہاں ایک اور بات — ابہتاج شاہ کا معیار اتنا گرا ہوا نہیں کہ وہ کسی میریڈ عورت سے
 ایکسٹرا مارشل ایفیر چلائے تمہیں یہی لگانا کہ کہیں عنود کی وجہ سے میں اور عالی ایک نہ
 ہو جائیں — بہت افسوس ہوتا مجھے تم پر — خیر جاؤ یہاں سے معاف کیا میں نے
 — تمہیں

ابہاج نے سالار سے یہ کہتے اپنی پشت اس کی جانب کرتے دیوار کو گھورنا شروع
— کر دیا

دوسری جانب عالین جو ابھی ابھی وہاں آئی تھی دیوار سے لگی ان دونوں کی باتیں سن رہی
— تھی

ابہاج تم ٹھیک کہتے ہو میں نے غلط کیا — عالین کو کھونے کے خوف سے میں نے وہ
سب کیا میں کرتا بھی کیا شاہ — میں نے قربت کے لمحوں میں بھی عالین کے منہ سے
تمہارا نام سنا ہے — میرے ضبط کی اس سے بڑھ کر اور کیا حد ہوگی کہ میں اپنی بیوی کے
— بستر پر تو تھا مگر اس کے خیالوں میں تم تھے

— سالار کی بات نے ابہاج کو ساکت کر دیا
— یاد تو وہ بھی عالین کو کرتا تھا اپنی بیوی کے ساتھ سوتے ہوئے

زامیہ کے پاس جا کر بھی اسے اس لمس کی اس سکون کی تلاش ہوتی تھی جو اسے عالین کے
— پاس ملا تھا

سالار جو بھی ہے تمہیں اپنی بیڈروم لائف یوں پبلک کرنے کی تہک نہیں بنتی — رہی بات
— معافی کی میں نے تمہیں معاف کر دیا

میں اپنی غلطی کی معافی نہیں مانگوں گا کیونکہ اب تہاج شاہ غلطیاں سدھارنا پسند کرتا ہے نہ کہ
— مظلوم بن کر معافیاں مانگتا دوسروں کے سامنے جھکے
— اب تم جا سکتے ہو،

— سالار اس کی بات پر پیچھے مڑا اور سامنے ہی عالین کو دیکھ ساکت ہوا

مرد بھی کتنا کم ظرف ہوتا ہے خود سو عورتوں کے ساتھ سو کر بھی پاکیزہ نفس رہتا ہے اور
عورت کی انجانے میں کی گئی ایک غلطی کو اس کی آخری سانسوں تک یاد کرواتا ہے — مجھے
لگا تم باقی مردوں کی طرح نہیں ہو سالار — تم بدل گئے یا شروع سے ہی ایسے

تھے۔ مجھے انسانوں کی پہچان نہیں ہے۔ تم نے آج اس مرد کے سامنے میرا راز
عیاں کیا جس کے بستر پر میں سو چکی ہوں۔ جو میری بیٹی کا باپ ہے۔ تم نے مجھے برہنہ
کر دیا سالار

وہ یہ کہتے ہی وہاں سے چلی گئی اور وہ دونوں مرد ایک دوسرے سے نظریں چرانے
لگے۔



عنود عزائم کے ساتھ پیٹھی باتیں کرنے میں مصروف تھی جب عزائم کی کسی بات پر وہ
کھلکھلا کر ہنسی

عزائم شاہ اس کی ہنسی کی گونج پر مسکرایا

زندگی آپ جانتی ہو آپ بہت بہادر لڑکی ہیں۔ عزائم شاہ نے گہری نظروں سے عنود کی
طرف دیکھتے کہا

— عنود کے اسٹیکس کی طرف بڑھتے ہاتھ تھم گئے

— میں بالکل بھی بہادر نہیں ہوں عزائم سائیں
عنود نے نفی میں سر ہلاتے کہا جب عزائم نے اس کی طرف دیکھتے کہا

آپ نے وہ عربی کہاوت سنی ہوگی

وہ ہنستی ہیں حالانکہ ان کے دل میں ارمانوں کا جوازہ پڑا ہوتا ہے یہی مضبوط ترین اور حسین
"ترین عورت کی نشانی ہوتی ہے"

عزائم کے الفاظ نے عنود کو ساکت کر دیا۔ کیا وہ بہادر بن گئی تھی؟ کیا اس کے پاپا کے
— ساتھ گزرے وقت نے اسے مضبوط بنا دیا تھا؟ شاید ہاں

آپ بہت پیاری باتیں کرتے ہیں عزائم سائیں۔۔۔ عنود نے عزائم کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا

۔۔۔ مائی اونز۔۔۔ عزائم نے اپنے سینے پر مودب انداز میں ہاتھ رکھا

عنود پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی

WillyouMarryme??

اب کی بار چونکنے کی باری عزائم شاہ کی تھی وہ حیران ہوا اور بولا

یہ آپ کیا کہہ رہی ہو زندگی۔۔۔؟ عزائم شاہ نے عنود کی طرف دیکھتے کہا

میں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں۔۔۔ کیا آپ مجھ سے شادی کریں گے؟ عنود نے التجائیہ انداز

۔۔۔ میں عزائم کو دیکھا

مگر آپ مجھ سے شادی کیوں کر ناچاہتی ہیں؟ عزائم نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھتے

۔۔۔ کہا

میں جھوٹ نہیں بولوں گی میں یہ شادی اپنے لیے نہیں بلکہ اپنے پاپا کے لئے کرنا چاہتی ہوں۔

میں اپنے پاپا کو ہر خوشی دینا چاہتی ہوں عزائم سائیں۔ میں ان سے بہت پیار کرتی ہوں وہ مجھے ہر رشتہ سے بڑھ کر عزیز ہیں۔ میں ان کی خواہش پوری کرنا چاہتی ہوں۔ میرے پاس آپ کے علاوہ کوئی بیسٹ چوائس نہیں ہے۔ کچھ ٹائم کے لئے مجھ سے نکاح کر لیں۔ بعد میں آپ جب چاہیں مجھ سے نکاح ختم کر کے اپنی راہیں جدا کر سکتے ہیں۔ میں آپ کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنوں گی۔ عنود نے عزائم سے کہا

عزائم شاہ نے کچھ سوچتے ہوئے عنود سے کہا

عنود۔ کیا آپ کا فیصلہ ٹھیک ہے؟ ایک بار پھر سے غور کریں اپنے فیصلے پر۔ کیونکہ مجھے نہیں لگتا آپ اس مجبوری کے رشتے میں بندھ کر خوش رہ سکیں گی۔ مجھے آپ کی خوشی۔ عزیز ہے عنود

عزائم صوفے سے اُٹھتے ہوئے گویا ہوا

میں نے سوچ کر ہی فیصلہ لیا ہے عزائم سائیں۔ مجھے کچھ ٹائم کے لئے اپنا ساتھ سونپ دیں۔ میں جیسے ہی پاپا کو آپریشن کے لئے راضی کروں گی وہ بالکل ٹھیک ہوں گے میں آپ سے اپنی راہ الگ کر لوں گی سائیں۔ میرے لیے میرے پاپا کی خوشی اہم ہے ان کو زندگی سے کبھی سکھ نہیں ملا۔ میں اب ان کو خوشی دینا چاہتی ہوں۔ عنود نے عزائم۔ شاہ کے سامنے ہاتھ جوڑتے کہا جسے عزائم شاہ نے آگے بڑھتے تھام لیا

میں بہت جلد آپ کے گھر بارات لے کر آؤں گا زندگی۔ تب تک کے لئے خود کو میری امانت سمجھ کر اپنا خیال رکھیے گا

عزائم شاہ یہ کہتے ہی وہاں سے چلا گیا۔ اس نے صائمہ کو سب کچھ بتایا۔ وہ اب تہاج کی بیماری اور عنود کی مجبوری کو اسکپ کرتا صائمہ کے گوش گزار سب کر چکا تھا

صائمہ شاہ نے اسی روزا بہتاج کو کال کر کے عنود کا رشتہ مانگا بہتاج نے عالین اور سالار
— سے مشورہ لیا

اس نے آخری فیصلہ عنود پر چھوڑ رکھا تھا عنود کی طرف سے رضامندی نے اسے مطمئن
— کر دیا

سالار جو کہ بہتاج کو فیز کرنے سے گھبراہٹا تھا عنود کی زندگی کے اتنے بڑے فیصلے میں اس
— کی رائے لینے پر حیران ہوا

عالین نے سالار کی موجودگی میں وہاں آنے سے انکار کیا تو سالار نے بڑی سہولت سے خود
— ہی نہ آنے کا فیصلہ لیا

دوسری جانب عالین کیانی آج عنود کے سامنے بیٹھی اسے ایک بار پھر غور و فکر کرنے کا
— مشورہ دے رہی تھی

عنود میری جان ایک بار پھر سے سوچ لو سوال تمہاری زندگی کا ہے تمہاری خوشیوں کا
— ہے — عالین نے روتے ہوئے عنود سے کہا

— ماما — میں فیصلہ لے چکی ہوں — مجھے عزائم شاہ کے ساتھ ہی شادی کرنی ہے

عنود نے اٹل فیصلہ لیتے کہا

جو فیصلے دل سے نہ کیے جائیں وہ ہمیشہ غلط ثابت ہوتے ہیں عنود — عالین نے اس کی
طرف دیکھتے کہا

فیصلے دل سے نہیں دماغ سے کیے جاتے ہیں کیونکہ ماما دل تو کبھی بھی کہیں بھی ٹوٹ جاتے
ہیں — عنود نے کسی غیر مرنی نقطے پر نظریں ٹکاتے کہا

ٹوٹے دل سے بڑھ کر خوفناک اور دردناک کچھ نہیں ہے عنود — عالین نے بھی دیوار کی
جانب دیکھتے کہا اس کی نظروں کے حصار میں اب تاج شاہ کی تصویر تھی

— ہوتا ہے ماما — دوسروں کے دل کو دکھانا — یقین توڑنا — یہ زیادہ خوفناک ہے

— نہیں عنود — وقت کے ساتھ دلوں کا دکھ تو کم ہو جاتا ہے مگر ٹوٹا دل کبھی جڑ نہیں سکتا

خیر — اگر عزائم شاہ کو اپنانے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو پھر اپنے اس فیصلے پر قائم رہنا
— عنود —

— عالین نے آگے بڑھتے اسے گلے لگایا

— ماما — عزائم شاہ کو میں نے نہیں بلکہ اس نے مجھے اپنایا ہے

عنود کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے — مریحہ درانی دیوار سے ٹیک لگائے ان دونوں کو
— دیکھ رہی تھی



مریچہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ابھاج کے کمرے کی طرف بڑھی۔ ابھاج جو کہ بلیو شلوار قمیض پر بلیو ہی ویسٹ کوٹ پہنے چہرے پر رعب و دبدبہ کے ساتھ نہایت خوب رو لگ رہا تھا وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے صوفے پر بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا اور ساتھ ہی موبائل میں کچھ تصویریں دیکھ رہا تھا مریچہ اسے دیکھتے ہی مسمرانہ ہو گئی پھر خود کو سنبھالتی اس کی طرف بڑھی

— ابھاج شاہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر موبائل کی طرف نظر دوڑائی

— ریڈونٹ الگین۔ ابھاج نے وارننگ دیتے انداز میں مریچہ کو کہا

میرا یقین کریں میں نے وہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا۔ بابا کی سچائی ایک نہ ایک دن سامنے آنی ہی تھی ماما نے سب سن لیا اس میں میرا کیا قصور؟ مریچہ نے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے کہا

مریچہ تم جانتی ہو تمہاری اس ایک بچگانہ حرکت سے میرا کتنا نقصان ہوا ہے؟

میں پچھلے چھ سالوں سے عالین کے اصلی مجرم کو ڈھونڈ رہا ہوں اور تم سالار کا پنڈورا بکس کھول کر بیٹھ گئی ہو یو ایڈیٹ۔۔۔ اب تہاج نے غصیلے لہجے میں کہا

مریخہ نے تھوک منگلتے کہا

۔۔۔ اصلی مجرم کا نام جانتے تو ہیں آپ۔۔۔ زامیہ آنٹی اینڈان کے فادر

۔۔۔ مریخہ کی بات سن کر اب تہاج نے اپنے جبرے بھینچ لیے

واؤ ناس ڈسکوری۔۔۔ مجھے تو بالکل بھی پتا نہیں تھا ان سب کے بارے میں۔۔۔ سی ایس ایس کے امتحان تو میں نے بغیر تیاری کے پاس کیا۔۔۔ پچھلے بیس سال سے پولیس ڈیپارٹمنٹ میں چنے بیچتا رہا ہوں میں۔۔۔ تم نے میری انفارمیشن میں اضافہ کر کے بہت عظیم کام کیا ہے۔۔۔ آخر کار ایک زہین فطین سیاستدان ماں کی بیٹی ہو

۔۔۔ مریخہ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے

— اب روکیوں رہی ہو تم؟ ابہاج نے مریحہ سے سوال کیا

آپ کو پتا ہے سب لوگ مجھے بدکار عورت کی بیٹی کہتے پہلی بار اپنی ماں کے لئے اتنے معزز الفاظ سنے ہیں — مریحہ کی بات سن کر ابہاج نے غصے میں مٹھیاں بند کیں

دیکھو ریا اس سارے معاملے میں زامیہ اور اس کا باپ اکیلے نہیں ہیں یہ ساری گیم کسی تیسرے کی کھیلی گئی ہے — میں اصل مجرم تک پہنچنا چاہتا ہوں ورنہ زامیہ اور اس کے باپ کو کڑی سے کڑی سزا دینا میرے لیے مشکل نہیں تھا — میں پچھلے چھ سال سے — حقائق جاننے کی کوشش میں ہوں بس میری منزل قریب ہی ہے

— ابہاج شاہ نے یہ کہتے ہی مریحہ کی طرف پشت کر لی

مریحہ نے ایک سال پہلے ہی ابہاج کے لئے کام کرنا شروع کیا تھا وہ ہیکنگ جانتی تھی — ابہاج اس سے اکاؤنٹ ہیکنگ کا کام لیتا تھا

ابہاج شاہ نے چھ سال پہلے عالین کے لگائے گئے الزامات کے بارے میں تحقیق شروع کی اور اسے زامیہ اور اس کے باپ کے کرتوتوں کا علم ہوا مگر اصلی مجرم کوئی تیسرا — تھا جسے ابہاج شاہ منظر عام پر لانا چاہتا تھا مگر اب اس نے اپنا لائحہ عمل بدل دیا تھا



زامیہ تم نے خرم کو ایکسپل کیوں کروایا اسٹوڈنٹ عورت — زامیہ شاہ ابھی ابھی شاہ حویلی کے — پچھلے حصے میں آئی تھی جب وہ شخص اس پر گر جا

میرے بابا پچھلے ایک سال سے غائب ہیں اور تمہیں خرم کی پڑی ہے۔ بھولومت میں — کسی بھی وقت تمہارا راز فاش کر سکتی ہوں — زامیہ نے چلاتے ہوئے کہا

— اس شخص نے آگے بڑھتے اسے طمانچہ مارا

اگر تم نے ایسا کچھ بھی کیا تو تمہاری بیٹی کے ساتھ بھی وہی ہوگا جو عاملین کیانی کے ساتھ
— ہوا۔ وہ شخص خباثت سے ہنستا زامیہ کو وارن کرتا چلا گیا

— زامیہ تو کانپ اُٹھی



— یہ منظر ایک تاریک کوٹھری کا ہے جہاں گھپ اندھیرے کا راج تھا

دیکھو مجھے چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دو۔ زامیہ شاہ چیخ رہی تھی اسے دو لوگ اس کوٹھری میں
پھینک کر گئے تھے

تم لوگ جانتے نہیں ہو اب تاج شاہ کی بیوی ہوں میں۔ وہ اکڑو غرور سے بول رہی تھی
جب ایک لڑکی نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا۔ زامیہ فرش پر پڑی بوریوں پر جاگری

آئی بڑی شاہ سائیں کی بیوی بننے کا دعویٰ کرنے والی۔ اس لڑکی نے زامیہ کے کھٹنے پر
— اپنی اونچی ہیل والا شوز رکھا اور زامیہ کی ٹھوڑی سے اسے زور سے پکڑا

— گندی بدکار عورت۔ اس لڑکی کے الفاظ نے زامیہ کو جھنجھوڑ دیا
— دو دن زامیہ بھوکی پیاسی اس کو ٹھہری میں چیختی رہی اور ان سب کو غلیظ گالیاں بکتی رہی

وہ آج پھر اس لڑکی کے آنے پر طیش میں آئی ایک بار مجھے یہاں سے نکلنے دو تمہیں بازار
— حسن کی زینت نہ بنایا تو زامیہ شاہ نام نہیں میرا

— اس لڑکی نے غصے میں آگے بڑھتے پاس پڑی لکڑی کا ڈنڈا اٹھا کر زامیہ کو مارا

— جب دوسری لڑکی نے اسے آگے بڑھتے روکا

— ابرش۔ چھوڑ دو اسے وہ خود آکر دیکھ لیں گے

ابرش ملک زامیہ شاہ پر تھوکتی وہاں سے چلی گئی۔ ابرش ملک اس ملک کی مشہور ایکٹریس تھی اور اب تہاج شاہ کے ملازم کی بیٹی جسے زامیہ شاہ نے قتل کروایا تھا کیونکہ وہ اس کا راز جان گیا تھا۔

ابرش ملک کے دو مقاصد تھے زامیہ شاہ کو کتے کی موت مارنا۔ اور میجر زاوق حیدر سے شادی کرنا۔ وہ میجر زاوق حیدر کے عشق میں بری طرح مبتلا تھی

اس نے باہر آتے اپنے خوبصورت ہونٹوں سے سگریٹ سلگائی۔ کل کی نیوز پیپر میں میرا اور میجر صاحب کا ایفیر چھپوا دو۔ اپنے پیچھے کھڑے شخص کو بنا دیکھے وہ مخاطب ہوئی۔

وہ شخص حیرت سے اسے دیکھنے لگا جو خود اپنی بی بدنامی کروانے پر تلی ہوئی تھی

ابرش یہ سب کر کے کیا ملے گا تمہیں۔؟ اس نے پوچھا

— میجر زاوق حیدر شاہ ملے گا



زاوی سائیں — مبارک ہو آپ باپ بننے والے ہیں — عالین اس دن کے بعد سے
زاوق کے اپارٹمنٹ میں رہ رہی تھی وہ دونوں ڈنر کرنے میں مصروف تھے جب اس کو فون
— پر شازیہ بیگم نے التفات کی پر یگنسی کی خبر دی

یہ سنتے ہی میجر زاوق کے گلے میں نوالہ پھنسا اس کو عالین نے پانی کا گلاس منہ سے لگایا
میجر زاوق نے کال کاٹ دی — اس کے چہرے پر کمال کا ضبط تھا عالین نے بغور اس
— کے چہرے کی جانب دیکھا

میجر زاوق نے غصے سے مٹھیاں بھیجنے لیں — وہ طیش کے عالم میں اٹھا جب عالین نے
— اس کا ہاتھ تھام کر اسے روکا

آنی مت روکیں میرا ہاتھ — اس نے عالین سے کہا

زاوی سائیں اس سے پیار سے پوچھو۔ تم محبت کرتے ہو اس سے تو اسے اپنے ساتھ کا
یقین دلاؤ۔ عالین نے میجر زاوی کو کہا اس کی بات پر زاوی طنزیہ مسکرایا

محبت تو مجھے عنود سے ہوئی ہے آنی۔ میرے اس بدلے کی آگ نے مجھ سے میرا سب
کچھ چھین لیا۔ میں نے اس روز بڑے غرور سے کہا تھا کہ التفات پاکدامن ہے اپنے
آپ کو سات پردوں میں چھپا کر رکھنے والی
مگر دیکھیں ناں آنی وہی التفات کتنی بدکار نکلی۔ آنی میں اس بدکار لڑکی کے ساتھ ایک
منٹ بھی نہیں رہوں گا

میجر زاوی یہ کہتے ہی عالین سے ہاتھ جھڑاتا وہاں سے چلا گیا

عالین کیانی کو بہت کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا وہ دل ہی دل میں خیریت کی دعائیں کرنے
لگی۔

وہ اس کے پیچھے پیچھے شاہ حویلی پہنچی تھی



— اہتاج شاہ ابھی ابھی شاہ حویلی آیا تھا اسے دیکھتے ہی اماں سائیں مخاطب ہوئیں

— آگئی یاد گھر کی — کچھ معلوم بھی ہے تمہاری بیوی کتنے دن سے غائب ہے
اماں سائیں کی بات سن کر اہتاج نے بنا چونکے کہا

گئی ہوگی لوگوں کو نیکی کی تلقین کرنے — آخر کار پردہ دار اور نیک خاتون جو ہے —
— اہتاج نے طنز کرتے کہا اماں سائیں اس کی بات پر نظریں چرا گئیں

التفات شاہ — التفات شاہ — میجر زاوق غصے سے چلا رہا تھا اہتاج شاہ جو ابھی ابھی عنود
کے نکاح کا کارڈ دینے آیا تھا زاوق کے غصے پر پریشان ہوا

کہاں یے وہ۔۔۔ باہر نکلو گھٹیا لڑکی۔۔۔ التفات جو کمرے سے باہر نکلی زاوق کی طرف بڑھی
 — مگر زاوق نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا
 — التفات اس سے پہلے گرتی ابہتاج نے اسے آگے بڑھ کر تھام لیا

تمہاری جرات کیسے ہوئی میری بیٹی پر ہاتھ اٹھانے کی۔۔۔؟ ابہتاج نے آگے بڑھتے ایک
 — مکا اس کے منہ پر مارا

چاچو آپ آگے سے ہٹ جائیں۔۔۔ یہ میرا اور اس گھٹیا لڑکی کا معاملہ یے۔۔۔ زاوق غصے
 — سے چلایا

میں تمہارا منہ توڑ دوں گا اب اگر تم نے میری بیٹی کے بارے میں بکواس کی۔۔۔ ابہتاج
 نے زاوق کا گلہ دباتے کہا

— عالین نے آگے بڑھتے زاوق کو چھڑوایا

عالی اس اپنے لاڈلے کو لے کر جاویں سے ورنہ میں ہر لحاظ بھول جاؤں گا۔ ابہاج
نے عالین کو کہا

— یہ کیا تماشا لگایا ہوا تم لوگوں نے۔ حیدر شاہ چلائے جب زاقو سیخ پا ہوا

تماشا میں نے نہیں اس دو ٹکے کی لڑکی نے لگایا ہے ہو چھیں اس سے کس کا گناہ میرے
سر تھونپ رہی ہے؟ میں نے آج تک ہاتھ تک نہیں لگایا اسے تو یہ کس کا غلیظ خون
— میرے متھے لگا رہی ہے

— زاقو کی بات سن کر سب کو سانپ سونگھ گیا

— ابہاج نے اپنی بیٹی کے جھکے سر کی جانب دیکھا

تم کب سے پریگنٹ ہو؟ شازیہ بیگم نے یہ سوال التفات سے کیا

شادی سے پہلے کی۔۔۔ التفات نے سر جھکائے جواب دیا اماں سائیں کو لگا کہ وقت نے
— ان کے منہ پر زوردار طمانچہ مارا ہو

— عالین کیانی کی جائز اولاد کو انہوں نے بدکار بولا تھا آج ان کی اپنی لاڈلی پوتی بدکار نکلی

— میجر زاوق حیدر نے تالیاں بجانا شروع کی

واو امیزنگ۔۔۔ مطلب میں میجر زاوق حیدر شاہ پچھلے ایک ماہ سے تمہارے ساتھ ناجائز رشتے

— سے رہ رہا ہوں۔۔۔ میرا اور اس کا رشتہ حلال ہے ہی نہیں

— یہ کیا بکواس لیے زاوق۔۔۔؟ حیدر شاہ نے زاوق کو ٹوکا

یہ بکواس نہیں حقیقت ہے پریگنٹ عورت سے نکاح جائز نہیں ہے۔۔۔ اس کا اس

لڑکے کے ساتھ نکاح کریں جس کے ساتھ یہ زنا کرتی رہی ہے۔۔۔ کیونکہ میجر زاوق حیدر نہ تو

— اس ناجائز رشتے میں رہے گا نہ ہی اس زنا کی پیداوار کو اپنا نام دے گا

۔ اس نے شاہ حویلی والوں کی جانب دیکھا اور سر دلہے میں بولا

کانگریجو لیشنز ایوری ون۔ کانگریجو لیشنز۔ اصل بدکار دنیا کے سامنے آگئے اور ایک
 دوسرے کو فیز کرنے کی ہمت نہیں ان میں۔ میجر زاوق یہ کہتے ہی وہاں سے چلا گیا
 عالین اپنے قدم گھسیٹتے دروازے کی جانب مڑی جب اماں سائیں نے التفات کو تھپڑ
 مارتے اسے گھر سے نکالنے کا حکم دیا

#بدکار

#ماہی۔ راجپوت

#لاسٹ۔ امی پیوڈ

#لاسٹ۔ پارٹ

#boldromanticnovel

#Do_not_copy_paste_without_my_permission

— اہتاج شاہ ابھی ابھی شاہ حویلی آیا تھا اسے دیکھتے ہی اماں سائیں مخاطب ہوئیں

— آگئی یاد گھر کی — کچھ معلوم بھی ہے تمہاری بیوی کتنے دن سے غائب ہے
اماں سائیں کی بات سن کر اہتاج نے بنا چوٹے کہا

گئی ہوگی لوگوں کو نیکی کی تلقین کرنے — آخر کار پردہ دار اور نیک خاتون جو ہے —
— اہتاج نے طنز کرتے کہا اماں سائیں اس کی بات پر نظریں چراگئیں

التفات شاہ — التفات شاہ — میجر زاوق غصے سے چلا رہا تھا اہتاج شاہ جو ابھی ابھی عنود
کے نکاح کا کارڈ دینے آیا تھا زاوق کے غصے پر پریشان ہوا

کہاں یے وہ — باہر منگو گھٹیا لڑکی — التفات جو کمرے سے باہر منگلی زاوق کی طرف بڑھی
— مگر زاوق نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا
— التفات اس سے پہلے گرتی اہتاج نے اسے آگے بڑھ کر تھام لیا

تمہاری جرات کیسے ہوئی میری بیٹی پر ہاتھ اٹھانے کی۔؟ ابہاج نے آگے بڑھتے ایک
—مکا اس کے منہ پر مارا

چاچو آپ آگے سے ہٹ جائیں۔۔ یہ میرا اور اس گھٹیا لڑکی کا معاملہ ہے۔۔ زاق غصے
—سے چلایا

میں تمہارا منہ توڑ دوں گا اب اگر تم نے میری بیٹی کے بارے میں بکواس کی۔۔ ابہاج
نے زاق کا گلہ دباتے کہا

—عالین نے آگے بڑھتے زاق کو چھڑوایا

عالی اس اپنے لاڈلے کو لے کر جاویں سے ورنہ میں ہر لحاظ بھول جاؤں گا۔۔ ابہاج
نے عالین کو کہا

—یہ کیا تماشا لگایا ہوا تم لوگوں نے۔۔ حیدر شاہ چلائے جب زاق سیخ پا ہوا

تماشا میں نے نہیں اس دو ٹکے کی لڑکی نے لگایا ہے ہو چھیں اس سے کس کا گناہ میرے
سر تھونپ رہی ہے؟ میں نے آج تک ہاتھ تک نہیں لگایا اسے تو یہ کس کا غلیظ خون
— میرے متھے لگا رہی ہے

— زائق کی بات سن کر سب کو سانپ سونگھ گیا

— اہتاج نے اپنی بیٹی کے جھکے سر کی جانب دیکھا

تم کب سے پرگنٹ ہو؟ شازیہ بیگم نے یہ سوال التفات سے کیا

شادی سے پہلے کی — التفات نے سر جھکائے جواب دیا اماں سائیں کو لگا کہ وقت نے

— ان کے منہ پر زوردار طمانچہ مارا ہو

— عالین کیانی کی جائز اولاد کو انہوں نے بدکار بولا تھا آج ان کی اپنی لاڈلی پوتی بدکار نکلی

— میجر زاوق حیدر نے تالیاں بجانا شروع کی

واو! میزنگ۔ مطلب میں میجر زاوق حیدر شاہ پچھلے ایک ماہ سے تمہارے ساتھ ناجائز رشتے سے رہ رہا ہوں۔ میرا اور اس کا رشتہ حلال ہے ہی نہیں

— یہ کیا بکواس ہے زاوق؟ حیدر شاہ نے زاوق کو ٹوکا

یہ بکواس نہیں حقیقت ہے پریگنٹ عورت سے نکاح جائز نہیں ہے۔ اس کا اس لڑکے کے ساتھ نکاح کریں جس کے ساتھ یہ زنا کرتی رہی ہے۔ کیونکہ میجر زاوق حیدر نہ تو — اس ناجائز رشتے میں رہے گا نہ ہی اس زنا کی پیداوار کو اپنا نام دے گا

— اس نے شاہ حویلی والوں کی جانب دیکھا اور سر دلجے میں بولا

کانگریجو لیشنز ایوری ون۔ کانگریجو لیشنز۔ اصل بدکار دنیا کے سامنے آگئے اور ایک — دوسرے کو فیز کرنے کی ہمت نہیں ان میں۔ میجر زاوق یہ کہتے ہی وہاں سے چلا گیا

عالمین اپنے قدم کھسیٹتے دروازے کی جانب مڑی جب اماں سائیں نے التفات کو تھپڑ
— مارتے اسے گھر سے نکالنے کا حکم دیا

— عالمین کے سامنے وہ منظر گھومنے لگا جب اس کے بابا نے اسے گھر سے نکالا

— اسے التفات کی قسمت پر رونا آیا

التفات — اپنا بیگ لے کر آؤ۔ تم اپنے باپ کے گھر رہو گی۔ اب تہاج شاہ کی آواز نے
اس کے قدم روک دیئے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا التفات حیرت سے اب تہاج کو دیکھ رہی
— تھی

تم میری بیٹی ہو التفات — اولاد چاہے کتنی ہی غلط کیوں نہ ہو ماں باپ اپنی اولاد کو اس
ظالم دنیا کے حوالے نہیں کر سکتے۔ اب تہاج کے ان الفاظ پر عالمین نے فخر سے اس کی
— طرف دیکھا

ابتہاج شاہ التفات کو لے کر گھر پہنچا غم و غصہ کی کیفیت اس کے چہرے سے عیاں تھی
اس نے کچھ سوچتے ہوئے عالین کا نمبر ملایا

عالین جو کہ گھر جا رہی تھی ان ناؤں نمبر سے کال آنے پر حیران ہوئی پھر اس نے کال ریسو
— کرتے کان سے فون لگایا

عالی — ابتہاج شاہ ہیئر — ابتہاج کی گھمبیر آواز سپیکر سے گونجی عالین کا دل بڑی
— تیز رفتاری سے دھڑکنے لگا

کتنے سال ہو چکے تھے اس نے اسے عالی کہہ کر مخاطب نہیں کیا — آج اس پکار میں وہی
— بے پناہ محبت تھی جو عالین کے لئے ہوا کرتی تھی

شاہ — عالین نے فقط اتنا کہا جب وہ بولا

گھر آ سکتی ہو۔۔۔؟ عالین جو کہ سیٹ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی اس انوکھی فرمائش پر گھبرائی
— پھر کچھ سوچتے ہوئے آنے کی حامی بھری

آدھے گھنٹے بعد عالین اس کے سامنے بیٹھی تھی
— وہ بغور ابتہاج کا چہرہ دیکھنے لگی جہاں کمال کا ضبط تھا

عالی کیا تم التفات سے سچ معلوم کر سکتی ہو؟ یہ سب کس نے کیا؟ کیوں کیا؟ میں جانتا ہوں یہ
فرض زامیہ کا ہے اپنی بیٹی کو مینٹلی اینڈ ایوشنل سپورٹ کرنا بٹ بد قسمتی سے التفات کو
اس حال تک پہنچانے والی ہی اس کی ماں ہے۔۔۔ ابتہاج بولتے بولتے سر تھامے وہیں
صوفے پر بیٹھ گیا درد کی ایک شدید لہر اسکے پورے جسم میں سرایت کر رہی تھی عالین اسے
ایک ٹرانس کی کیفیت میں دیکھ رہی تھی ابتہاج کی بدلتی حالت اس کے چہرے سے عیاں
تھی

عالین بے اختیاری میں اس کے گلے لگی تو
ابتہاج شاہ جو کہ شدید درد میں مبتلا تھا ایک سکون کی لہر اس کے اندر جاگی

— وہ عالین کے کندھے پر سر رکھے رونے لگا۔ اس کے رونے میں ایک شدت تھی

شاہ سائیں — سنبھالیں خود کو — عالین نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی

عالی میں اچھا شوہر نہیں بن سکا۔ میں نے تمہارے ساتھ زیادتی کی عالی — میں نے تمہیں تنہا چھوڑ دیا۔ میں اچھا باپ بھی نہیں بن سکا۔ میں میری دونوں بیٹیوں کے دل کی دنیا — تباہ ہونے کا ذمہ دار ہوں

یکدم وہ عالی کے ہاتھ تھام کر اپنے چہرے پر زور زور سے تھپڑ مارنے لگا۔ عالی اس سے اپنے ہاتھ چھڑوانے لگی

عالی میں تمہاری معافی کے قابل نہیں ہوں تم مجھے جو چاہو سزا دو تاکہ میں سکون سے مر سکوں میں تمہارا مجرم ہوں عالی — پلیز مجھے سزا دو — محبت کا مجرم اپنی سزا کے لئے — خود کو پیش کر رہا ہے عالی — میرے گناہوں کی سزا میری بیٹیوں کو مل رہی ہے وہ یونہی تھپڑ مار رہا تھا عالی بھی رو رہی تھی اس نے بمشکل اپنا ہاتھ چھڑوایا اورا بہتاج کے — گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

شاہ سائیں۔ بس کر دیں اس سب میں آپ کا کوئی قصور نہیں۔ ہماری بیٹیوں کا نصیب ایسا ہی بنا تھا میرا یقین کریں میں نے التفات کو اس تباہی کی طرف جانے سے روکنے کی کوشش کی۔ شاہ سائیں آپ کی دونوں بیٹیاں میرے لیے عزیز تر تھیں۔ ہم ہار گئے شاہ سائیں ہم اپنی بیٹیوں کے نصیب سے ہار گئے۔

وہ دونوں رورہے تھے اس کنگڈم کا اکوتا بادشاہ اپنے دل کی ملکہ کے سامنے رورہا تھا وہ جائز ناجائز رشتے سے یکسر بالاتر ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ اپنا درد بانٹ رہے تھے۔ عنود اور التفات اب تہاج شاہ کو اس طرح روتے دیکھ دنگ رہ گئیں۔

ایک مرد چاہے جتنا ہی چٹانوں سا مضبوط حوصلہ رکھتا ہو چاہے جتنا ہی طاقتور ہو وہ اپنی اولاد۔۔۔ بالخصوص اپنی بیٹیوں کے سامنے ہار جاتا ہے۔ اور اب تہاج شاہ اپنی بیٹیوں کے نصیب سے ہار گیا تھا۔۔۔ اسے اس کی بیٹیوں کے غلط فیصلوں نے منہ کے بل گرایا تھا۔



اگلی صبح شاہ حویلی کے لئے ایک اور قیامت لے کر آئی۔ یہ لوگوں کو نیکی بدی کے ترازو میں تولنے والے دوسروں کو حقیر سمجھنے والے اونچے طبقے والے آج منہ کے بل گرے تھے ان کی حقیقتیں کھل کر سامنے آرہی تھیں وہ خود ایک دوسرے سے نظریں چرارہے تھے

حیدر شاہ کے پرانے سکینڈل منظر عام پر آچکے تھے۔ سب سے بڑھ کر میجر زاوق حیدر شاہ کا ابرش ملک سے ریلیشن اخباروں کی زینت بن چکا تھا
حیدر شاہ کے ہیرامنڈی جانے آنے کی ویڈیوز نیوز چینلز پر چلائی جا رہی تھیں۔ اماں
سائیں کا غرور خاک میں مل چکا تھا

ابتہاج شاہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے صوفے پر بیٹھا حیدر شاہ کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھنے
میں مصروف تھا

شاہ سائیں۔ کچھ کرو ان نیوز چینلز کو بند کرواؤ۔ حیدر شاہ نے ابتہاج سے منت بھرے
لہجے میں کہا

کیوں کرواؤں؟ ابہاج نے ان کی طرف دیکھتے سوال کیا

کیونکہ تم اس شہر کے بادشاہ ہو یہاں پر فقط تمہارا راج ہے۔ تمہارے ایک اشارے پر یہ سارے صحافی تلوے چاٹنے کو پہنچیں گے۔ حیدر شاہ کی بجائے اماں سائیں نے جواب دیا۔ ان کے لہجے کے غرور و تکبر نے ابہاج کو غصہ دلایا

یہی چیز۔۔۔ بس یہی چیز اماں سائیں جو آپ لوگوں کو آگے بڑھنے نہیں دیتی۔ آپ کا یہ تکبر آپ کو کہیں کا نہیں چھوڑے گا۔ ابھی تو آغاز ہوا ہے اماں سائیں ابھی آگے۔۔۔ آگے دیکھنا شاہ حویلی والوں کی بنیادیں کیسے ہلتی ہیں

آپ کو عالین اس لئے پسند نہیں تھی کیونکہ وہ آپ کے خاندان کی نہیں تھی آپ کو لگا آپ کی روایات کو توڑے گی۔ اماں سائیں قدرت کا انصاف دیکھو آپ کی حویلی کی بنیادیں آپ کی حویلی کے وارثوں نے ہی ہلائی ہیں

اس حویلی کا ہر فرد بشمول ابہتاج شاہ کے بدکار ہے اماں سائیں۔۔۔ یہ دنیا دیکھے گی آپ کی
 حویلی اور اس کے مکینوں کے کرتوت۔۔۔ چلتا ہوں۔۔۔ خدا آپ کو اپنے قہر سے بچائے
 رکھے۔۔۔

ابہتاج شاہ یہ کہتے ہی بڑے کروفر سے وہاں سے باہر نکلا اماں سائیں حیرت کی تصویر بنی
 ۔۔۔ اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔ ان کا بیٹا انہیں آئینہ دکھا کر گیا تھا

دروازے کے قریب پہنچتے ابہتاج شاہ نے مڑ کر دیکھا اور بولا

اگلے ہفتے میری بیٹی عنود شاہ کا نکاح ہے واسق شاہ کے بیٹے عزائم واسق شاہ

۔۔۔ سے۔۔۔ آپ سب ضرور آئیے گا

۔۔۔ وہ یہ کہتے ہی وہاں سے چلا گیا پیچھے اماں سائیں نے حیدر شاہ کو خوب زلیل کیا



اس حرکت کی وضاحت پیش کریں گے آپ زاوی سائیں؟ زاوق شاہ جو کہ صوفے پر لیٹا ہوا تھا عالین نے اس کے سامنے ٹیبل پر نیوز پیپر پھینکے جسے اس نے اٹھا کر پڑھا سامنے ہی — حیدر شاہ کے ساتھ ساتھ زاوق حیدر شاہ کے اسکیئرڈل کو ہیڈ لائنٹ کیا گیا تھا

— زاوق نے عالین کی طرف دیکھا جو غصے سے اسے گھور رہی تھی

یہ سچ یے آئی۔ میرا برش ملک سے ایئر چل رہا ہے۔ بٹ ٹرسٹ می آئی میں اپنی — لمٹس اچھے سے جانتا ہوں — شی واز جسٹ ٹائم پاس اینڈ نٹنگ ایلز — ٹرسٹ می

میجر زاوق کی بات سن کر عالین کے دل کو دھچکہ لگا اس نے زاوی کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیا اور بولی

لڑکیوں کو ٹائم پاس سمجھنے والے مرد منہ کے بل گرتے ہیں زاوی سائیں — یہ حرکتیں آپ کی پرسنالٹی آپ کی پوسٹ آپ کے پروفیشن پر سوٹ نہیں کرتی ہیں — آپ اس لڑکی کو اپنے نکاح میں لیں گے اسے اپنی عزت بنائیں گے — از دیٹ کلیر؟

عالین نے اپنی بات پر زور دیتے کہا

—نو—زاوی نے یک لفظی جواب دیا

عالین نے اس کی طرف دیکھا اور اس کا انکار سن کر وہاں سے جانے لگی—زاوق کے الفاظ نے اس کے قدم روک لئے

اگر ابرش ملک سے شادی کر کے مجھے میری آنی سے معافی مل سکتی ہیں تو میرے لیے یہ
—گھائے کا سودا نہیں ہوگا

عالین کیانی نے زاوی کی طرف دیکھتے کہا

تمہاری آنی نے تمہیں معاف کیا زاوی—عالین نے زاوق کی طرف ہاتھ بڑھائے وہ
—بالکل بچوں کی طرح بھاگتا اس سے پلٹا

مائی لئل بوائے۔۔۔ مائی پاور۔۔۔ عالی محبت سے بولی

یو آر مائی ورلڈ آئی۔۔۔ زاق نے اس کی پیشانی پر عقیدت سے بوسہ دیا

دنیا میں مرد و عورت کی محبت کو ایک ہی نظر سے دیکھا جاتا ہے جبکہ کچھ رشتے ایسے بھی
ہوتے ہیں جن کا کوئی نام نہیں ہوتا مگر وہ مضبوط ترین اور پاک رشتے ہوتے ہیں

میجر زاق اور عالین کے رشتے میں بھی پاکیزگی تھی وہ سکے ماں بیٹا نہیں تھے مگر ان کا رشتہ
سکوں سے بھی بڑھ کر اور مضبوط تھا



عالین زاق کے ساتھ ابرش ملک کے اپارٹمنٹ گئی تھی ابرش ملک نے ان کو خوب
پروٹوکول دیا۔۔۔ اس کا کوئی سگا رشتہ نہیں تھا اب تاج شاہ ہی اس کا گارجین تھا

شاہ سائیں تو کسی صورت اس رشتے کو نہیں مانیں گے زاوی۔ عالین نے زاوی کی طرف پریشانی سے دیکھتے کہا

— اور میں شاہ سائیں کی اجازت کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں لے سکتی

— ابرش نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا

میرے نصیب میں شاہ سائیں کا داماد بننا ہی لکھا تھا۔ زاوی نے کان کھجاتے کہا پھر مزید گویا ہوا

بہت بری قسمت پائی یہ زاوی سائیں۔ اس کی منمنناہٹ عالی نے سن لی تھی عالی کا قہقہہ گونجا اس نے زاوی کے کان پکڑتے کہا

ہاہاہاہاہا سیریلی زاوی سائیں۔ اب اس قسمت کو قبول تو کرنا پڑے گا آپ کو۔ عالین نے کہا

ماننا پڑے گا شاہ سائیں کو اس عمر میں بھی اگلے بندے کے چھکے چھڑانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ابرش کی بات سن دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے ابرش کے لہجے میں ابہتاج کے لئے عزت اور فخر تھا دوسری جانب زواق کے لئے چیلنج تھا کہ بن کر دکھاؤ شاہ
 — سائیں جیسا

کیوں نہ ہم نکاح کر لیتے بعد میں جب حالات ٹھیک ہوں گے تو اس نکاح کو ہم پبلک کر دیں گے۔ زواق نے مشورہ دیا

عالین کو زواق کا مشورہ پسند آیا اور اس نے بعد میں ابہتاج کو منانے کا سوچتے ان دونوں کا
 — نکاح پڑھوایا

نکاح کے لئے ولی کی اجازت درکار ہوتی ہے مگر کیونکہ ابرش خود بالغ تھی اور عقلمند بھی اس کی اجازت سے اس کا نکاح ہو گیا

نکاح کے بعد میجر زاوق اس سے ملے بغیر چلا گیا ناں کوئی محبت کا دعویٰ نہ ہی عمر بھر ساتھ
— نبھانے کی قسم — کہا تو بس اتنا کہ یہ شادی اپنی آنی کے لئے کر رہا ہوں

ابرش ملک کو تو اس گھمنڈی شاہ سے محبت تھی اسے اس کا یہ انداز ہی اتنا بھایا کہ وہ اس کے
— عشق میں کسی شمع کی مانند جلنے کو تیار تھی

نکاح کر لیا ہے آپ کو تسخیر بھی کر لوں گی میجر صاحب — ابرش کی بات نے میجر زاوق
کے قدم روکے ایک مسکراہٹ میجر زاوق کے لبوں پر بکھری

دیکھ لیتے ہیں کتنا دم ہے آپ کی محبت میں ابرش ملک — میجر زاوق نے آگے بڑھتے
اس کے لبوں پر انگوٹھا پھیرتے کہا

— ششش — مسز ابرش زاوق شاہ نام ہے ہمارا
جو محبت کو آزماتے ہیں ناں میجر صاحب محبت انہیں منہ کے بل گراتی ہے — سوڈونٹ
— چیلنج می اینڈ نیور انڈر ایسٹیمیٹ مائی فیلنگز

— ابرش نے زاوق کے گال پر لب رکھے کہا

میجر زاوق تو ایک ٹرانس کی کیفیت میں اسے دیکھنے لگا اس کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا—

— بالآخر میجر زاوق حیدر شاہ ابرش کو دھکے دیتے وہاں سے چلا گیا



— زامیہ شاہ کے دن رات چنچتے گزرتے وہ مدد کے لیے چلاتی

اففف یہ عورت اتنا چلاتی کیوں ہے دل چاہتا ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دوں—
شاہ سائیں نے اسے زندہ رکھ کر کیا کرنا یے— ابرش ملک اکتاتے لہجے میں بولی

ویل — تمہارا مسٹر ٹھکر کی اسسٹنٹ کمشنر بن گیا ہے۔ ڈیو کنواٹ؟ ابرش نے ریا سے پوچھا

میری زندگی میں ان لوگوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں جو میری ماں کے کردار پر انگلی اٹھائیں۔ مریحہ نے سر دلجے میں کہا

تم اسے ایز آ لائف پارٹنر چوز کر چکی تھی ریا۔ ابرش نے اسے باور کراتے کہا

میں اسے ریجیکٹ کر چکی ہوں ابرش۔ شادی صرف دو لوگوں کو نہیں بلکہ دو خاندانوں کو جوڑتی ہے میں شاہ حویلی اور درانی ہاؤس کے مکینوں کو جوڑنا چاہتی تھی اپنی پھپھو کے لئے ان کے میکے کے دروازے کھولنا چاہتی تھی مگر اس کی قیمت اگر مجھے میری ماں کو بے عزت کر کے ان کے کردار کو بے مول کر کے چکانی پڑتی ہے تو پھر لعنت ہے ان رشتوں پر۔ اس محبت پر

مریحہ یہ کہتے ہی وہاں سے چلی گئی



زامیہ شاہ کو ایک لڑکی کھانا دینے آئی اس نے کھانے کی پلیٹ پکڑے ندیوں کی طرح کھانا شروع کیا اس لڑکی نے اسے تاسف سے دیکھا

زامیہ کی اکڑا بھی بھی ویسی ہی تھی اسے یقین تھا کہ ابہاج اسے ڈھونڈ لے گا

وہ پلیٹ پر جھکی کھانا کھا رہی تھی جب کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس کرتے اس نے سر اٹھایا

— سامنے ہی ابہاج شاہ کو دیکھ وہ خوش ہو گئی

ہاؤ آریوڈیئر وائف — ابہاج شاہ نے ایک چیر پر بیٹھتے زامیہ کی ٹھوڑی سے اسے پکڑے
— سوال کیا

شاہ سائیں۔۔ اس سے پہلے کہ زامیہ اس کے گلے لگتی ابتہاج نے ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا

۔۔ بہت زہر لگتی ہو تم مجھے جب میرے ساتھ چپکنے کی کوشش کرتی ہو
ابرش اس عورت کی ہر روز خوب خاطر داری کرنا اسے اتنا مارنا کہ یہ بے حال ہو جائے یہ
موت کی دعائیں کرے اس کو پل پل ٹرپتا سستا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں میں۔۔ ابتہاج نے
زہر خند لہجے میں کہا

شاہ سائیں۔۔ یہ سب کیوں کہہ رہے۔۔ زامیہ نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا

ابرش۔۔ ابتہاج نے ابرش کو اشارہ کیا جسے سمجھتے وہ وہاں سے چلی گئی

ابتہاج نے اپنے لبوں سے سگریٹ سلگایا اور وہ جلتی ہوئی سگریٹ زامیہ کے چہرے اور
۔۔ گردن پر داغنا شروع کی درد کے مارے زامیہ کی چیخیں نکلنے لگی

زامیہ تم نے میری بیٹی کا اسکینڈل بنوایا تم نے میری عنود کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ میری التفات کو برباد کیا۔ جانتی ہو التفات کا ریپ ہوا وہ کسی کے ناجائز بچے کی ماں بننے والی اس کا زواق سے رشتہ ہی حرام تھا اور ان سب کی ذمہ دار تم ہو۔

خدا کی قسم زامیہ میں تمہارے ہر جرم کی اتنی بھیانک سزا دوں گا تمہیں عبرت کا نشان بناؤں گا کہ یہ دنیا یاد رکھے گی۔

ابتہاج نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا۔ زامیہ شاہ میں کچھ کہنے کی ہمت نہ تھی وہ التفات کے لئے تڑپ رہی تھی جب ابتہاج نے اس کے بال اپنی مٹھی میں جکڑے

زامیہ عالی کے ساتھ کیے تمہارے ہر جرم کی سزا دوں گا تمہیں۔ تم کتے کی موت مرو گی۔
بدکار گھٹیا عورت

یہ کہتے ہی ابتہاج شاہ وہاں سے چلا گیا
😊😊😊

عالین آج صبح سے التفات کے پاس تھی وہ اسے مینٹلی اینڈ ایموشنل سپورٹ کر رہی تھی۔ التفات نے اسے سب کچھ سچ بتا دیا خرم کے بارے میں بھی جو کچھ وہ جانتی تھی عالین التفات کو سلانے کے بعد ابھاج کے کمرے کی طرف بڑھی

سامنے ہی وہ ڈریسنگ کے سامنے شرٹ لیس کھڑا تھا عالین ایک ٹرانس کی کیفیت میں اسے دیکھنے لگی

ہاٹ کیک۔ عالین کے لب ہلے۔ ابھاج اسے ڈریسنگ مرر سے دیکھ چکا تھا وہ شرٹ اٹھانے کے ادارے سے جیسے ہی بیڈ کی طرف بڑھا عالین کی چیخ نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا

واٹ ہسپنڈ عالی؟ ابھاج پریشانی سے اس کی طرف بڑھا اور کہا شاہ۔ یہ زخم۔ یہ چوٹیں کیسے لگیں۔ یہ خون بہہ رہا ہے۔ عالین کی نظر ابھاج کی پشت پر تھی جہاں جگہ جگہ نشان بنے تھے گویا کسی نے اسے زنجیر سے مارا ہو

اوہ۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ پرانے زخم ہیں بھر جائیں گے۔۔۔ تم بتاؤ کچھ کام تھا؟ ابہاج نے نظر چراتے شرٹ پہننے کی کوشش کی عالین نے آگے بڑھتے اس کے ہاتھ تھامے شرٹ پہننے سے روکا۔۔۔

شاہ۔۔۔ مجھ سے جھوٹ مت بولو سچ سچ بتاؤ یہ چوٹ کیسے لگی۔۔۔ عالین کے ضدی انداز پر۔۔۔ ابہاج نے گہرا سانس لیا۔

عالی یہ زخم میں خود کو خود ہی دیتا ہوں۔۔۔ پچھلے چھ سال سے خود کو سزا دیتا ہوں زنجیر مار کر۔۔۔ جب یہ زخم بھرتے ہیں تو پھر سے یہی سزا دیتا یوں خود کو

۔۔۔ کس جرم کی سزا؟ عالین نے کانپتے لہجے میں پوچھا

تمہارا یقین نہ کرنے کی سزا۔۔۔ تم پر شک کرنے کی سزا۔۔۔ ابہاج نے نظریں چراتے کہا

شاہ سائیں۔۔۔ یہاں بیٹھیں

عالی نے اسے بیڈ پر بٹھاتے میڈیکل باکس ڈھونڈا اور اس کے زخم کاٹن سے صاف کرنے لگی۔۔۔ ابھاج کو پاپو ڈین جیسے ہی زخم پر لگی اس نے بہت مشکل سے درد برداشت کیا

شاہ میں ایسے ہی تمہیں درد سے ٹپتا دیکھنا چاہتی تھی مگر تمہارے درد سے مجھے کیوں تکلیف ہو رہی ہے کیوں میں تمہارا درد محسوس کر رہی ہوں۔۔۔ عالین نے دل ہی دل میں کہا

ان آنکھوں میں میرے لیے بہنے والے آنسو جھومیں ہیں ہو سکتے۔۔۔ کیوں میں نے تم پر شک کیا کیوں خود سے دور کیا جن آنکھوں میں فقط میرے لیے محبت تھی

ابھاج نے روتی ہوئی عالین کو ڈریسنگ مرر سے دیکھا اور سوچا عالین نے اس کے زخم کو ہونٹوں سے چھوا

کیوں کیا میرے لیے ایسا؟ نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔ عالین نے ابھاج سے شکوہ کرتے کہا

عالی یہ زخم تو کچھ نہیں ہے اگر زندگی نے موقع دیا تو تمہارے مجرم کو تمہارے قدموں میں
لاؤں گا عالی۔ یہی ابہاج شاہ کی زندگی کا مقصد ہے

ابہاج نے ٹھوس لہجے میں کہا

شاہ مجھے تم نے کیوں نہیں بتایا تھا سچ؟ کیوں خود کو میرا گنہگار مانتے رہے اور مجھے اپنا مجرم بنا
— دیا؟ کیوں شاہ — عالی نے اس کے کندھے پر سر رکھے پوچھا

اگر میرے کہنے سے تم مان جاتی عالی تو میری محبت جیت جاتی مگر سالار کی بیوی ہار
جاتی — عالین نے سر اٹھایا

— عالین — سالار کی آواز پر دونوں چونکے

اوہ تو یہ بات ہے یہاں رنگ ریاں منائی جا رہی ہیں۔۔۔ سالار نے غصے میں کہا اس کے
— پیچھے ہی عنود اور التفات بھی وہاں آئی تھیں

— سالار لیٹ می کلیئر۔۔۔ جیسا تم سمجھ رہے ایسا کچھ نہیں
اہتاج نے جسٹفائی کرنے کی کوشش کی جب سالار نے اس کی طرف انگلی سے اشارہ
کرتے کہا

یہ میرا اور میری بیوی کا معاملہ ہے اسے اوے۔۔۔ سالار نے وارننگ دیتے کہا

میں نے کہا تھا ناں کہ اب کی بار اہتاج شاہ ہمارے بیچ آیا تو میں بہت برا پیش آؤں گا تم پھر
لے آئی اس کو بلکہ نہیں یہ تو ہمیشہ سے ہمارے بیچ رہا ہے۔۔۔ عالی میں نے تم سے پوچھا تھا
ناں کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟ اس کا جواب تمہاری آنکھوں نے دیا ہے

جن آنکھوں نے ابتہاج شاہ کو دیکھنے کی تمنا کی ہو وہاں کسی اور کی تصویر بن ہی نہیں سکتی۔
 جس دل نے ابتہاج شاہ کے سنگ زندگی گزارنے کی ضد کی ہو وہاں کوئی اور آہی نہیں
 سکتا۔

عالی آج ابتہاج کے درد نے تمہیں بے سکون کیا ہے تم فقط اسی سے محبت کرتی ہو اور یہی
 حقیقت ہے۔ عالین میں تمہیں مزید کمپر و مائر نہیں کرنے دے سکتا میں اپنی دلی
 رضامندی سے تمہیں آزاد کردوں گا میں تمہیں اور ابتہاج کو ایک ساتھ دیکھ کر اپنے گناہوں
 کا کفار ادا کرنا چاہتا ہوں

عالین نے سالار کی بات سن کر سر جھکا لیا وہ واقعی اس سے کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں تھی
 اس کے دل کی بات کو وہ ہمیشہ بھانپ لیتا تھا

سالار بھی اب ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھنا چاہتا تھا اس نے عالی سے محبت کا حق ادا
 کرنے کا ارادہ کر لیا تھا



اہتاج شاہ کی کنگڈم کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ تمام ملازم بھاگ دوڑ کر کام کر رہے تھے لان کے چاروں طرف لائٹنگ کی گئی تھی اس شہر کے مشہور ایونٹ آرگنائزر نے اس لان کو خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا تھا

شاہ سائیں جلدی کریں۔ مہمان آنے والے ہیں۔ عالین آف وائٹ ہیومی کام والی ساڑھی میں ہلکے میک اپ اور بالوں کو کرل کیے بہت خوبصورت لگ رہی تھی وہ جیسے ہی اہتاج کو بلانے اس کے کمرے میں آئی سامنے ہی وہ آف وائٹ شلوار قمیض پروائٹ ہی چادر کندھوں پر ٹکائے اپنی دلفریب مسکراہٹ کے ساتھ وجیہ اور خوب رو لگ رہا تھا۔

عالین نے آگے بڑھتے اس کی شرٹ کے بٹن بند کیے۔ اس کی بنیان سے جھانکتے سینے کے بال عالین کو ہمیشہ سے پسند تھے وہاں بھی ایک زخم کا نشان تھا جسے چھوتے عالین نے پوچھا

درد ہو رہا ہے؟ عالین کی بات پر ابھاج مسکرایا اور بولا

اس زخم کے بدلے میں میں نے تمہیں پھر سے پایا ہے عالین۔ تم میری زندگی ہو اور اگر میری زندگی کی قیمت یہ چند زخم ہیں تو بہت کم ہیں۔ عنود نے اس کے بالوں کو اپنی مٹھی میں جکڑا

آپ کو سزا دینے کا، تکلیف دینے کا حق صرف عالین کے پاس ہے مسٹر ہاٹ
کیک۔ عالین نے آنکھ دباتے کہا

اور تمہیں پیار کرنے کا حق صرف ابھاج شاہ کے پاس ہے۔ ابھاج نے اسے کمر سے پکڑے اپنے نزدیک کیا

شٹ۔ بے شرم۔ جوان بیٹیوں کے باپ ہیں آپ بڑھے ہو گئے ہیں۔ عالین نے
نثرارت سے کہا

ایک بار میرے نکاح میں آجاؤ پھر بتاتا تمہیں کتنا جوش ہے مجھ میں۔ تمہیں بے حال نہ کر دیا تو نام بدل کر رکھ دینا۔ اب تہاج نے بے باکی سے کہا

دھمکی؟ عالین نے بھی اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس کی گردن میں بازو ڈالے کہا

شدت۔۔۔ محبت کی شدت۔۔۔ انتظار کی شدت۔۔۔ پچھڑنے کے بعد پھر سے ملنے کی شدت۔۔۔ ہر چیز کی شدت۔۔۔ اب تہاج نے عالین پر جھکتے کہا

شاہ۔۔۔ ابھی سالار نے پیپر نہیں بھیجے پھر عدت۔۔۔ پانچ ماہ تک قابو کریں خود کو۔۔۔ آج کے بعد میں آپ کے سامنے نہیں آنے والی۔۔۔ عالین کی پلاننگ سنتے وہ خوب بدمزہ ہوا

۔۔۔ چلو میں عنود سے مل کر آتا ہوں
اب تہاج نے عالی کی کمر سے ہاتھ ہٹاتے کہا



وہ جیسے ہی عنود کے کمرے میں پہنچا التفات کسی سے فون پر بات کرنے میں مصروف تھی اسے دیکھتے ہی کال کاٹ دی
 — تم فمکشن میں نہیں گئی؟ اب تہاج نے التفات سے پوچھا
 جی بابا بس جانے لگی ہوں۔ التفات نے تھوک نکلے کہا

اپنی حرکتیں ٹھیک کرو التفات — میں اب کی بار کوئی غلطی معاف نہیں کروں گا۔ اب تہاج نے اسے وارننگ دیتے کہا

عنود ابھی ابھی واشروم سے نکلی تھی وہ اب تہاج اور التفات کی بات سن چکی تھی عالین بھی کمرے میں آئی تھی

پاپا۔ یولنگ ہینڈسم — عزائم سائیں تو آپ کو دیکھتے ہی جیلز ہو جائیں گے بیکاز آپ ان سے بھی زیادہ ہاٹ لگ رہے۔ جسٹ لک ایٹ ماما ابھی سے شانی کر رہی ہیں — عنود نے شرماتی گھبراتی عالین کو دیکھتے کہا

ابہتاج نے اس کی بات پر قہقہہ لگایا عالین نے آگے بڑھتے التفات کو گلے لگایا اور ابہتاج
شاہ نے عنود کی طرف قدم بڑھائے

بیٹا اپنے پاپا کی ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا حقیقی خوشی اس کے ساتھ ہی محسوس کی جاسکتی ہے
جو آپ کے درد کو سمجھ سکتا ہو

Azaym Saiyn is one of them.

میرادل کہتا ہے کہ آپ دونوں ایک دوسرے کے لئے بنے ہو بس اپنے اور اس کے بیچ
کبھی غلط فہمیاں اور نفرت مت آنے دینا

He will always keep you happy
And I'm so happy with decision of yours.

عنود ابہتاج کے سینے سے لگی رونے لگی جب التفات نے آگے بڑھتے اسے الگ کیا اور کہا

آپی نیچے چلیں آپ کو پار لرجانا یے۔۔۔ عنود سر ہلاتے وہاں سے چلی گئی۔۔۔ عالین نے
اہتاج کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے تسلی دی

زامیہ شاہ کی آنکھ کھلی تو دروازہ کھلا دیکھ کر وہ وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔
اس نے ارد گرد دیکھا کوئی بھی نہ تھا وہ وہاں سے بھاگنے میں کامیاب ہوئی جب بیچ سڑک پر
ایک وانٹ پراڈو نے اس کے قدم روک دیئے پراڈو سے ایک شخص نکلا اور زامیہ کی روح
فنا ہو گئی

حیدر لالہ میری بات سنیں۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ بولتی حیدر شاہ نے اسے تھپڑ مارا
گھٹیا رزیل عورت۔۔۔ تم نے وہ ویڈیوز میڈیا کو دے کر میری عزت خراب کی اب میں
۔۔۔ تمہارا اور تمہاری بیٹی کا وہ حال کروں گا کہ تم ساری زندگی یاد رکھو گی

۔۔۔ حیدر شاہ نے اپنے آدمی کو اشارہ کیا جس نے زامیہ کو بے ہوش کر کے گاڑی میں پھینکا

التفات شاہ کو اغواء کر کے کوٹھے پر بھیج دو میڈیا میں یہ بات پھیلا دو کہ اسے میجر زاوق نے
— بھیجا ہے — حیدر شاہ ایک مکروہ ہنسی ہنسا



اہتاج عالین اور سالار اینٹرنس پر کھڑے مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے عزائم شاہ
وائٹ شیروانی میں اپنی مردانہ سحر انگیز شخصیت اور وجاہت سے بھرپور سراپے کے ساتھ
مرکز نگاہ بنا ہوا تھا آج اس کے چہرے پر ایک سکون ایک خوشی تھی اس نے میجر زاوق کو
دیکھا جوا بھی ابھی وہاں آیا تو آگے بڑھتے اسے گلے لگایا

مجھے یقین نہیں ہو رہا کہ تم یہاں میری خوشی میں شریک ہوئے۔ عزائم زاوق کا گہرا دوست
تھا وہ اس سے زیادہ دیر ناراض نہیں ہو سکتا تھا

عزائم سائیں عنود کو تم سے بیسٹ پارٹنر نہیں مل سکتا۔ زاوق نے دل سے اسے گلے
لگایا

ابتہاج کا زوق کو دیکھتے ہی موڈ خراب ہو چکا تھا مگر وہ عالین اور عزائم کی وجہ سے خاموش ہو گیا

جب ایک بلیک لیموزین ابتہاج شاہ کے کنڈم میں داخل ہوئی اور ابتہاج نے آگے بڑھتے ڈور اوپن کیا

عنود درانی ایک شان بے نیازی سے ابتہاج کا ہاتھ تھامے گاڑی سے نکلی

ٹشو کے چمکتے ہلکے سلور کلر کے گھیر دار فراک نیچے گھیرا سادہ ٹشو کا اور جاذب نظر تھا جسکے نیچے چمکتے گرے سلک کی فرل تھی اور اوپر پیٹی ٹشو اور سلور کرٹھانی سے مزین تھی ٹشو کی مکمل آستینوں سے اسکے دودھیا بازو اپنی ہلکی ہلکی چھب دکھا رہے تھے۔ وہ جس جگہ کھڑی تھی اس کے فراک کا گھیر دس قدم پیچھے تک پھیلا اسکی قدم بوسی کر رہا تھا گھیر میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر گولڈن کلر کی ایمبرائیڈری نے اسکے لباس کو چار چاند لگا دیئے تھے، بالوں کو سمیٹنے کے لئے آج اس نے کچر یا کلپ کے بجائے اپنے ریشمی بالوں کا ہی استعمال کیا تھا چہرے پر کوئی آوارہ لٹ نہیں تھی یعنی آج حسن کے راستے میں کسی کو دیوانہ بنانے میں کوئی راہ حائل نہیں تھی آڑھی مانگ نکال کر آگے سے دونوں طرف کے تھوڑے تھوڑے شریر ریشمی بالوں کو بل دیتے ہوئے پیچھے لے جایا گیا اور ایک نیٹ کے

ڈوپٹے کے ساتھ سیٹ کیا گیا کانوں میں لمبے سلور گولڈ کے انیر رنگز جسکے نیچے اصل موتی لٹکے ہوئے تھے اسکی ہلکی سی جنبش سے جب صراحی دار گردن سے ٹکراتے تو عزائم شاہ کی سانسیں تھم گئیں۔ ہاتھوں میں آج صرف بائیں ہاتھ کی انگلی میں ہلکی سی ڈائمنڈ رنگ چمک رہی تھی لبوں پر پنک سی لپ اسٹک اور سبز آنکھیں۔ وہ مکمل لگ رہی تھی نازک اور اعلیٰ

انٹریس سے بیس قدم پہلے سے مہمانوں کی آمد کے لئے راہ میں وائٹ کارپٹ بچھایا گیا تھا۔ جسکے دونوں اطراف لش گرین گھاس کو تراش کر باڑ بنائی گئی تھی۔ سافٹ وائلٹ اور سلور گرے کمر کے محراب نما انٹریس جس میں لگے شفاف گلاس ڈور سے اس کنگڈم کا اہتمام مبہوت کر دینے لائق تھا۔ محراب کے ستونوں کے بعد گھاس کی باڑ بڑے بڑے گلاس واز میں بدل رہی تھی جس میں مختلف قسم کے پھول تھے لیکن ہر پھول وائٹ کمر میں ہی تھا پام کے درختوں کے درمیان وسیع میدان میں گول میزیں جس پر پرپل ہارٹ کے تنے سے آرائش اور اس پر لگائے ہیون روز، ہر میز پر ایک چھوٹے سے درخت کا منظر پیش کر رہے تھے۔ سافٹ وائلٹ رنگ کی نازک کرسیاں بچھائی گئی تھیں جسکی پشت پر نیٹ کاربن لگا ہوا تھا ایک

درخت سے دوسرے سے دوسرے سے تیسرے ہر درخت کے مابین سلور نیٹ کو باندھ کر
چھت بنائی گئی تھی جن کے درمیان سے درختوں کی شاخوں پر بڑی بڑی سلور ایل ای ڈی
— کینڈلز لٹکائی گئی تھیں

وائٹ کارپٹ کی راہ اور سلور واز کے درمیان چلتے ہوئے انٹریس سے چالیس قدم دور بڑا
سائج بنایا گیا تھا۔ تین چار سٹیپ کے بعد پرل ہارٹ کے بنے صوفے اور اسکے پیچھے
مکمل طور پر ہیون روز کی دیوار جس میں کہیں کہیں گولڈن ٹیولپ لگے ہوئے تھے بالکل
اسکے ڈریس کی طرح

سائج کے دائیں جانب پیچھے کو میوزک انسٹرمنٹس سیٹ کیے گئے تھے
اگر دیکھا جائے تو سلور نیٹ اور اسکے ساتھ لگی کینڈلز سے آسمان سلور گرے اور زمین ہیون
وائٹ اور لش گرین تھی

وہ اب تاج شاہ کی بیٹی کی شادی تھی مکمل اور یادگار۔ وہ کڑوروں دلوں کی دھڑکن ایک
— فیمس سیلیبرٹی عزائم شاہ کی شادی تھی جسے کوریج کرنے کے لئے میڈیا موجود تھا

عنود کا ڈریس اس سے دس قدم کے فاصلے تک زمین پر لگ رہا تھا اس نے بڑی ادا سے
اپنے ڈریس کو سنبھالتے قدم اٹھائے

— میجر زاق تو اسے دیکھتے ہی ایک ٹرانس کی کیفیت میں چلا گیا

عنود اس کے پاس سے گزری تو اس کے دل نے خواہش کی کہ وہ اس کا ہاتھ تھامے اسے
سینے سے لگائے مگر وہ اس سے کوسوں دور تھی

عزائم شاہ نے عنود کا ہاتھ تھامے اسٹج کی طرف قدم بڑھائے وہ دونوں ایک پرفیکٹ کیل
لگ رہے تھے سب لوگ انہیں سراہے بنا نہ رہ سکے



کچھ ہی دیر بعد عزائم عنود کا نکاح پڑھایا گیا۔ نکاح نامے پر دستخط کرتے عنود نے ایک بار
نظر اٹھا کر میجر زاق کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں درد کے احساس نے عنود کو روکنے
کی کوشش کی وہ اس کی التجا کو سمجھ چکی تھی یکدم اس نے ابتہاج کی جانب دیکھا تو اس نے
بھگی آنکھوں سے نکاح نامے پر دستخط کیے

کچھ نکاح نامے ایسے ہوتے ہیں جن پر دستخط کرتے ہم کسی کی محبت کو طلاق دیتے ہیں کسی کے لئے اپنے دل کے دروازے بند کرتے ہیں اور عنود کا حال بھی یہی تھا

دوسری جانب میجر زاوق نے اُسے قدم پیچھے کی طرف موڑے ایک امید ایک آس ٹوٹ چکی تھی اسے ابرش کی کسی بات یاد آئی تھی کہ محبت اپنے منکر کو منہ کے بل گراتی ہے۔
— آج اس کے دل کی دنیا تباہ ہوئی تھی وہ اپنے لئے جاہ پناہ ڈھونڈنے لگا



وہ ابھی ابھی اس فمکشن سے واپس لوٹی تھی اس کا دل بری طرح اچاٹ تھا جب اس نے اپنے کمرے میں میجر زاوق کو صوفے پر لیٹے دیکھا وہ حیران سی اس کی طرف بڑھی آنسو میجر — زاوق کی آنکھوں سے رواں تھے

اس نے آگے بڑھتے زاوق کے قریب بیٹھتے اسے تسلی دینے کی کوشش کی مگر اس کے پاس الفاظ نہ تھے

میرادل بند ہو رہا ہے ابرش۔ مجھے سانس لینے میں دشواری ہو رہی ہے۔ میری آنکھوں کے سامنے وہ عزائم کی ہو گئی۔ میں کچھ کر ہی نہ سکا وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے ابرش۔ میجر زاوق آج صبح معنوں میں ٹوٹ چکا تھا ابرش نے آگے بڑھتے اسے سہارا دیا وہ کافی دیر اس کے کندھے پر سر رکھے روتا رہا یکدم وہ ابرش سے الگ ہوا۔ اور جانے کے لئے باہر کی جانب قدم بڑھائے جب ابرش نے اس کا ہاتھ تھامے اسے روکنے کی کوشش کی

سائیں میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔ سائیں مجھے چھوڑ کر مت جائیں۔ میں

—مرجاؤں گی آپ کے بغیر

وہ آج اُس کو روکنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔ اگر آج وہ اُسے نہ روکتی تو وہ کبھی

—بھی واپس نہ آتا

Fore more visit: <https://exponovels.com/> <mailto:exponovels@gmail.com>

سائیں میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔ سائیں مجھے چھوڑ کر مت جائیں۔ میں
—مرجاؤں گی آپ کے بغیر

وہ آج اُس کو روکنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔ اگر آج وہ اُسے نہ روکتی تو وہ بھی
— بھی واپس نہ آتا

تم سمجھتی کیوں نہیں ہو میں شادی شدہ ہوں۔۔۔ میجر زاوق نے ایک نظر اُس لڑکی کی طرف دیکھا جو بلیک بیک لیس ساڑھی اور ہلکے میک اپ میں بھی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

اور اُسے ماننے میں کوئی عار نہ تھی کہ اگر عنود درانی جیسا مکمل حوش ربا حُسن میجر زاوق نے آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا تو اس لڑکی میں بھی کوئی عجیب کشش تھی جو اسے اپنی جانب کھینچ رہی تھی وہ سمجھ نہ سکا کہ یہ کشش نکاح کی تھی جو اسے اس لڑکی کے ساتھ جوڑے ہوئے ہے۔ وہ التفات کے ساتھ نکاح کو ماننا نہیں تھا مگر وہ ابرش کو دور رکھنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا

میجر زاوق اُس لڑکی کی دیوانگی کو بھی تسلیم کرتا تھا۔ وہ آج اُسے روکنا چاہتا تھا کہ وہ اپنی زندگی سپاٹل مت کرے مگر وہ خود اُس کے حُسن کو دیکھ بہک رہا تھا۔ پھر بھی اُس نے اپنی سی ایک کوشش کی تھی۔ مگر ابرش کے جواب نے اُسے بھی مدہوش کر دیا تھا

مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ آپ ایک کیا تین تین شادیاں کر لیں مگر پلیز مجھے اپنی زندگی
— میں تھوڑی سی جگہ دے دیں

— میں ساری زندگی آپ کی داسی بن کر رہنا چاہتی ہوں
میجر زاق نے آگے بڑھتے اُس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ ثبت کر دیئے۔ اور وہ اپنی
— سانسوں کا تبادلہ کرنے لگے

— ابرش نے خود کو مکمل طور پر میجر زاق کے رحم و کرم پر چھوڑنے کا فیصلہ کیا

میجر زاق اس پر جھکا ہوا تھا وہ کافی دیر اس کے لبوں کا جام پینے کے بعد اب اس کی دودھیا
— شفاف گردن پر جھکا

اتنا سکون کیوں ہے تمہاری بانہوں میں عنود۔ کیا تعلق ہے تمہارا ہم سے۔ اتنا سکون
— تو التفات کی قربت میں نہیں ملا جتنا تمہارے ساتھ چند پلوں میں ملتا ہے
میجر زاق بہکتے ہوئے بول رہا تھا جب ابرش نے اسے خود سے الگ کیا

میجر صاحب میں عنود نہیں ابرش ہوں۔ ابرش نفی میں سر ہلاتے واشر و م کی جانب قدم بڑھانے لگی جب میجر زاق نے آگے بڑھتے اس کے بالوں کو ہاتھوں میں جکڑے ابرش کے کھلتے لبوں کو قید کر لیا۔

آج میجر زاق ابرش کے حسن کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ اُسے ابرش کے جسم کی کشش کھینچ رہی تھی یا عنود کی محبت۔ وہ اندازہ نہیں لگا پا رہا تھا مگر یہ کھیل بہت دلچسپ تھا۔ جو وہ ابرش کی قربت میں مدہوش ہو رہا تھا یہ سوچے بغیر کہ حویلی میں کچھ دیر پہلے ہی وہ اپنی محبت کو کھونے کا غم منا رہا تھا

وہ یونہی ابرش کے ہونٹ بڑی شدت سے چوم رہا تھا اس کے عمل میں شدت تھی وہ آج اپنے دکھوں کا مداوی ابرش کی قربت میں کچھ پل گزار کر کرنے والا تھا

یونہی ابرش کے لبوں کو چومتے وہ اسے بیڈ پر پھینک چکا تھا اور خود کو نثرٹ لیس کیا اس کے وجود پر جھکا



یہ منظر ہے پولیس کے ایک ہیڈ آفس کا جس کی سربراہی کر سی پر وہ بیٹھا تھا اس کے ارد گرد فالز کا ڈھیر لگا تھا۔ اُس کے ہاتھ بڑی تیزی سے لیپ ٹاپ پر ٹائپنگ کر رہے تھے۔
"ٹیل پر اُس کے نام کی نیم پلیٹ رکھی تھی" اسسٹنٹ کمشنر سدید حیدر

وہ کچھ دن پہلے ہی تعینات ہوا تھا ٹریننگ کے سلسلے میں وہ شہر سے باہر دو روزہ دورے پر گیا تھا جس وجہ سے عزائم کے نکاح میں شریک نہ ہو سکا

سامنے ہی چیمبر پر مریحہ لڑکی ایک ادا سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھی تھی۔ وہ کچھ دیر پہلے ہی اس کے آفس آئی تھی سدید کی خوشی کی انتہا نہ تھی اسے لگا اس کی ریا یہاں اس سے ملنے آئی ہے مگر اس کی غلط فہمی اس وقت ختم ہوئی جب مریحہ نے اس کے سامنے نیوز پیپر پھینکے تھے وہ حیرت زدہ سا وہ سب دیکھ رہا تھا اسے کچھ روز پہلے ہی اپنے بابا کے اسکیمنڈل کا علم ہوا مگر وہ حقیقت سے نظر چرا رہا تھا۔ ریا کی نظریں اُس مرد پر ٹکی ہوئی تھیں اور لب — تیزی سے حرکت کر رہے تھے

سننے میں آیا ہے کہ میجر زاوق کی بیوی کو کل رات ایک طوائف کے کوٹھے سے آزاد کروایا گیا۔ اُس لڑکی کے الفاظ اے۔ سی سدید حیدر پر بجلی کی طرح گرے۔ وہ بے یقینی سے سامنے بیٹھی اُس سے دھان پان سی لڑکی کو دیکھنے لگا

ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ فریب ہے۔ سدید حیدر کے لہجے میں بے یقینی تھی

سننے میں تو یہ بھی آیا ہے کہ میجر زاوق حیدر نے خود اپنی بیوی کو کوٹھے تک پہنچایا اپنے خاندان کی ساکھ خراب کی

یہ سب بکواس ہے۔ سدید حیدر چیل کی تیزی سے اپنی چمیر سے اٹھا۔ اور اُس لڑکی کا گلا دبانے لگا۔ غصہ نفرت کیا نہیں تھا سدید حیدر کے اس عمل میں وہ زاوق حیدر پر اتنا بڑا الزام برداشت نہیں کر پا رہا تھا

— جب اس کے دوست نے روم میں اینٹر ہوتے ہی مریحہ کو سدید سے چھڑوایا

وہ لڑکی گردن پر ہاتھ رکھے بُری طرح کھانس رہی تھی — وہ یہاں سدید حیدر کا دل جلانے
— آئی تھی اور کامیاب پوئی تھی

سننے میں تو یہ بھی آیا ہے کہ میجر زاق کا تعلق اس ملک کی مشہور اداکارہ وماڈل سے
— ہے

یہ کہتے ہی وہ ایک جلی کٹی مسکراہٹ اچھالتی وہاں سے چلی گئی — یہ جانے بغیر کہ اُس کے
جانے کے بعد سدید حیدر نے اپنے آفس کی ہر چیز تھس نہس کر دی تھی — سدید کو اپنے
عہدے کی بھی پرواہ نہ تھی کیونکہ اب بات اس کے خاندان کی عزت پر اُس کے لالہ کے
— کردار پر آئی تھی

دوسری جانب میجر زاق حیدر اس شہر کے پوش ایریا کے ایک اپارٹمنٹ میں اپنی تمام
شدتیں اور چاہتیں اُس لڑکی پر لٹا رہا تھا — وہ لڑکی ابھی کچھ دن پہلے ہی میجر زاق کے نکاح

میں آئی تھی اب اُس کی قربت میں مکمل مدہوش تھی یہ جانے بغیر کہ ایک طوفان اُس کے
— اور میجر زاوق کے انتظار میں ہے جو ان کے گھر کو تباہ و برباد کر دے گا



صبح کے وقت میجر زاوق کی آنکھ کھلی تو سامنے ہی ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی ابرش کو
دیکھ اسے رات کا منظر یاد آیا تو وہ ابرش سے نظریں چراتا اپنی پینٹ پہنتا واشروم چلا گیا
ابرش اس کے گریز کو سمجھ رہی تھی اس کو تکلیف ہوئی مگر وہ ضبط کرتی ناشتہ بنانے چلی گئی

میجر زاوق جیسے ہی فریش ہوا تو اس نے کال اٹھائی
لالہ — نیوزچیک کریں — سدید نے یہ کہتے ہی فون بند کر دیا
زاوق نے ابرش کو ٹی وی آن کرنے کا کہا

سامنے ہی کل رات پولیس کی ریڈ لائٹ ایریا میں ہونے والی ریڈ اور وہاں سے بازیاب
ہونے والی لڑکیوں کی تصریریں چل رہی تھیں التفات کو دیکھ کر میجر زاوق کا رنگ فق ہو گیا

اس نے ایسا تو کبھی نہیں چاہا تھا وہ سر پکڑے بیٹھ گیا جب جمنا بائی کے بیان کے مطابق
— اس ایریا کا ہیڈ حیدر شاہ اور زاق حیدر شاہ کو قرار دیا گیا

ابرش بھی وہیں روتے روتے زمین پر بیٹھ گئی یکدم میجر زاق کا فون رنگ ہوا عزائم کی کال
تھی

زاوی سائیں ایک لوکیشن سینڈ کر رہا ہوں پلیز وہاں پہنچو۔ سالار اور عزائم بھی وہیں جا رہے
تھے

میجر زاق کو عزائم نے ایک لوکیشن بھیجی وہ فوراً سے وہاں پہنچا

سامنے ہی حیدر شاہ کو رسیوں سے جکڑا گیا تھا اور اب تہاج شاہ اپنا جنون اس پر اتار رہا تھا

کیوں کیا تم نے ایسا بلڈی باسٹرڈ؟ والے یوڈو دس؟ اب تہاج اس کو لوہے کی راڈ سے مار
رہا تھا ساتھ ہی چیمبر پر خرم زامیہ اور زامیہ کے باپ کو بھی باندھا گیا تھا

عالمین ابرش کی ہمراہی میں وہاں پہنچی رات کو التفات کو اغواء کیا گیا تھا اور ابہاج شاہ کے حکم پر پورے علاقے میں ناکہ بندی کی گئی تھی پولیس نے جیسے ہی خرم کو پکڑنے کے لئے ریڈ کی تو التفات کو دیکھ کر ابہاج شاہ کے حواس معطل ہو گئے۔
باقی لڑکیوں کے ساتھ التفات کی بھی سمگلنگ کی جانی تھی ابہاج شاہ نے اپنی بیٹی کو بازیاب کرایا وہ اس صدمے اور ایک کے بعد ایک زیادتی کو برداشت نہ کر سکی
وہ بے ہوش ہو گئی ابہاج شاہ اسے لے کر ہاسپٹل پہنچا جہاں ڈاکٹر نے التفات کی طرف سے مکمل ناامیدی ظاہر کی

ابہاج شاہ کی ٹیم نے حیدر شاہ کو اریسٹ کر کے ٹارچر سیل پہنچایا جہاں ابہاج شاہ اپنے مجرموں پر وحشت اتار رہا تھا
سدید شاہ بھی ابھی اپنی ٹیم کے ساتھ وہاں پہنچا۔ وہ جیسے ہی آگے بڑھا ابہاج کی دھار پر وہ دبا کر پیچھے ہٹا

خبردار جو آج کوئی بھی میرے اور میرے مجرموں کے بیچ آیا۔ میجر زاق کے حواس تو گویا کسی نے سلب کر رکھے تھے سدید اور زاق کو ابہاج کے آدمیوں نے پکڑ رکھا تھا

ابہناج شاہ نے زامیہ کے منہ پر زنجیر سے وار کیا وہ پہلے سے ہی اتنا تشدد سہتی رہی تھی
التفات کی اس حالت نے اس کو بے حواس کر دیا تھا

مجھے معاف کر دو عالی۔۔۔ وہ اتنا کہتے ہی وہیں بے ہوش ہو گئی

ابہناج شاہ نے حیدر شاہ پر ابلتا پانی پھینکا وہ جلن سے چلا اٹھا جب ابہناج نے اس کے
— بالوں کو مٹھی میں جکڑا

ابرش عالی کو لے کر جاؤ یہاں سے۔۔۔ ابہناج کے حکم پر وہ سر جھکاتی عالی کو لے جانے
لگی جب عالی نے اپنے ہاتھ چھڑوائے اور دوڑتی ہوئی ابہناج کی پشت سے جا لگی

ابہناج شاہ جس پر جنون سوار تھا یہ لمس محسوس کرتے گویا اس کے حلیے وجود پر ٹھنڈی پھوار
— پڑی ہو

شاہ سائیں میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ عالین نے اس سے ضدی انداز میں کہا وہ
مسکرا اٹھا

۔ وعدہ کر رہی ہو۔ اب تہاج نے اس سے استفسار کیا

ہاں۔ عالین نے بنا سوچے جواب دیا

وہاں سب لوگ ان لوہڑوں کی طرف حیرت سے دیکھ رہے تھے اب تہاج نے غیر محسوس
انداز میں عالین کو خود سے الگ کیا اور پھر حیدر شاہ کی طرف بڑھا

اس نے حیدر کو زمین پر ایک مکار کر گرایا اور اب پاؤں اس کے ہاتھ پر رکھے اس سے
غصیلے انداز میں پوچھا

وائے یوڈو دس۔؟ اب تہاج کی وارنگ نے حیدر شاہ کو ساکت کر دیا اس کے بیٹے
بے بس پھر رہے تھے مگر اپنے بابا کو اب تہاج کی وحشت سے بچانہ سکے

میں بتاتا ہوں۔ میں شروع سے ہی عالین کو ناپسند کرتا تھا اس کی وجہ سے میرا بیٹا زواق ہم سے دور رہا اس کی وجہ سے شازیہ کے منہ میں زبان آئی۔ اس کے کہنے پر وہ سدید کو دنیا میں لائی میں زواق کے بعد اولاد پیدا کرنے کے حق میں نہیں تھا

میرا آنا جانا جمنا بانی کے کوٹھے پر ہوا تو وہاں صنم سے مجھے محبت ہو گئی میں اس سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر جمنا بانی اس کے بدلے مجھ سے ایک خوبصورت عورت مانگ رہی تھی جس روز واسق کو عالین کے ساتھ پکڑا گیا اس عورت کی وجہ سے اماں سائیں نے میرے بھائی کو گھر سے نکالا

زامیہ اور چاچو کی بات سن کر مجھے ان کی پلاننگ کا علم ہوا اور میں نے صنم کو حاصل کرنے کے لئے عالین کا سودا کروایا

میرا ارادہ عالین کو صرف وہاں ایز آڈانس رکھنے کا تھا مگر جمنا بانی نے اسے کچھ مردوں کے حوالے کیا جو اس کے جسم سے اپنی پیاس مٹاتے رہے

میرے اور زامیہ کے کہنے پر ہی وہ لوگ عالین کو ڈرگزدے کر شاہ حویلی پہنچا چکے تھے کیونکہ
میں صنم سے شادی کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا

صنم کو جب میری اس حرکت کا علم ہوا تو وہ بھاگ گئی اس کے پیٹ میں میری نشانی تھی
— خرم

صنم نے میرے ساتھ آنے سے انکار کیا تو جب خرم کی پیدائش ہوئی تو میں نے اسے غصے
میں مار دیا

زامیہ مجھے بلیک میل کر کے کام منکوائی تھی زاوق جب آرمی میں سیلیکٹ ہوا اور سدید پولیس
میں تو مجھے میرے راز عیاں ہونے کا خوف لاحق ہوا میری اس کمزوری کا علم جب زامیہ کو
ہوا تو میں نے اس کی بیٹی التفات کو کوٹھے پر بھیجا نام زاوق کا لگایا تاکہ زاوق اور سدید کو ان
— کی نوکریوں سے نکال دیا جائے سب کچھ پلان تھا مگر تمہیں علم ہو گیا

حیدر شاہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے کرتے ہنسنے لگا

کیوں؟ میں بھائی تھا آپ کا مجھ پر رحم نہیں آیا آپ کو۔ آج واقعی ابھاج کو اس کے اپنے رشتوں نے ہی توڑا تھا

میں نے جو کیا صنم کو پانے کے لئے کیا مگر التفات کے ساتھ جو ہوا وہ زامیہ کے گناہوں کی سزا تھی۔ حیدر شاہ نے وہیں پیٹنا شروع کر دیا اور سدید زاق کے ساتھ خرم بھی اس کی سفائی پر حیران ہوئے

خرم میرا جائز بیٹا تھا مگر اس نے غلط فہمی میں التفات کو تکلیف دی جتنا بائی نے غلط بیانی کی۔ حیدر شاہ بول رہا تھا ابھاج کے قدم اس کی طرف بڑھے ابھاج نے لوہے کا مکا اس کے منہ پر مارا جب حیدر نے بڑی چالاکی سے سائلنسر گن ابرش کے ہاتھ سے چھینی جو کہ زاق کو سنبھالنے کے ارادے سے ارد گرد سے بیگانہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی ابرش کی غفلت نے حیدر شاہ کو موقع دیا اور اس نے اس گن کا ٹریگر دبایا

یہ عورت زمرہ دار یے ان سب کی۔ اس کو مر جانا چاہیے۔ حیدر شاہ کی گن سے نکلنے والی گولیاں عالین کے پیٹ اور سینے پر لگیں وہ کانپتی ہوئی زمین پر گری

—شاہ سا— نیں

زا—وی

—اور میجر زاوق حیدر خود کو چھڑواتا عالین کی طرف بڑھا

—آنی

—عالی— دوسری جانب ابہتاج نے عالین کا سر اپنی گود میں رکھا

میجر زاوق نے اپنی گن نکالتے وہ ساری کی ساری گویاں حیدر شاہ کو مار کر اس کے جسم کو
—چھلنی کر دیا

اس ظالم انسان کو اپنے ہی بیٹے نے موت کے منہ اتارا تھا

دوسری جانب عالی جو کہ ابہتاج کی گود میں سر رکھے ہوئی تھی اس نے زاوی کا ہاتھ تھاما

سالار۔ عالین کی پرکار پر سالار اس کے پاس بیٹھا
 عالی۔ سالار نے روتے ہوئے کہا عالین نے اس کی طرف دیکھتے ہاتھ جوڑے
 مجھے معاف کر دینا سالار
 نہیں عالی پلیز تم مجھے معاف کر دو۔ سالار نے اس کے جڑے ہاتھ تھام لیے

کال دا ایبو لینس۔ اب تاج شاہ نے چلاتے ہوئے کہا جب عالی نے ہاتھ چھڑواتے اس
 کے چہرے کو دونوں ہاتھوں کے پیالے میں تھاما

شش۔ میری بات سنو

شاہ سائیں۔ میری تمنا تھی کہ میں تمہاری بانہوں میں مروں میں مرنے سے پہلے تمہارا اور
 زاوی کا چہرہ دیکھنا چاہتی تھی
 اس نے زاوی کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگایا

آنی نو۔ میں مرجاؤں گا آنی۔ مجھے چھوڑ کر مت جاؤ آنی

عالمین مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلاتی اہتاج کی جانب دیکھنے لگی

مجھ سے بڑھ کر خوش نصیب عورت کون ہو سکتی

۔۔ جس کو اس کے محبوب کی بانہوں میں موت ملے

شاہ زندگی نے بہت دکھ دیئے اب سکون سے مرنا چاہتی ہوں مجھے آخری بار اپنے سینے

۔۔ سے لگا لو

اہتاج نے عالمین کی پیشانی پر بوسہ دیا اور وہ اس کے گلے لگی کلمہ پڑھتی آنکھیں موندھ

۔ گئی

میجر زاوق بچوں کی طرح دھاڑیں مار مار کر رونے لگا

وہ عورت جسے ساری دنیا بدکار کہتی تھی جس نے زندگی بھر بے وفائی نارسانی کا دکھ سہا وہ

۔ اب تنگ آچکی تھی اس زندگی سے

اس کے مجرم بے نقاب ہو چکے تھے اصل بدکار دنیا کے سامنے آ چکے تھے اب وہ اس
— دنیا سے منہ موڑ کر ہمیشہ کے لئے جا چکی تھی

ابتناج شاہ ایک بار پھر سے اسے کھو چکا تھا وہ خواب جو وہ دیکھ رہا تھا سب چکنا چور ہو چکے
تھے

سالار درانی اپنی غلطیوں کا کفار ادا کرنا چاہتا تھا مگر اس کی موت نے اسے موقع نہ دیا

— اور زاوق شاہ نے آج اپنی زندگی کو کھو دیا تھا ہمیشہ کے لئے



کچھ کہانیوں کا اختتام یوں ہی ہوتا ہے کچھ محبتیں مر کر امر ہوتی ہیں کچھ عاشق دنیا میں عشق کی
معراج کو پہنچ نہیں پاتے

خود سے ہی نہیں زندگی سے بچھڑا ہوں
میں ہوں چاند مگر اپنی روشنی سے بچھڑا ہوں
اس سے بڑھ کر کیا ہوگا حادثہ مقدر کا
دل و جان سے جسے چاہا میں اسی سے بچھڑا ہوں
♥♥♥♥♥

مجھے آپ سب کا ریسپانس چاہیے اور ریویو بھی تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ میں نے اس کہانی
میں کرداروں کے ساتھ کس حد تک انصاف کیا ہے

جزاک اللہ